جلد ۵

اصلاحی بیانات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

- خواتین کا پردہ، پاکدامنی کا ذریعہ
- فضائل سورۂ یٰسین شریف
- پل صراط کے سات مراحل
- سورۂ اخلاص کی فضیلت واہمیت
- اتباع سنت اور درود شریف
- سچ بولنے کے فوائد
- سورۂ ملک، عذاب قبر سے بچانے والی ہے
- آیت الکرسی، جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ

میمن اسلامک پبلشرز

اصلاحی بیانات

۵

حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبد اللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

خطاب	ــــــ	حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم
ضبط وترتیب	ــــــ	محمد عبداللہ میمن صاحب
تاریخ اشاعت	ــــــ	جولائی ۲۰۰۵ء
مقام	ــــــ	مسجد بیت المکرم گلشن اقبال، کراچی
باہتمام	ــــــ	ولی اللہ میمن
ناشر	ــــــ	میمن اسلامک پبلشرز
کمپوزنگ	ــــــ	خلیل اللہ فراز (0300-2669164)
قیمت	ــــــ	=/ روپے

ملنے کے پتے

- میمن اسلامک پبلشرز، ۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴
- ادارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی ۱۴
- کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
- اقبال بک سینٹر، صدر کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

پیش لفظ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہم

جمعہ کے روز عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد بیت المکرّم گلشن اقبال کراچی میں سیدی واستاذی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی کا بہت نافع اور مفید وعظ ہوتا ہے، احقر بھی اس میں اکثر حاضر ہوتا ہے، اور مستفید ہوتا ہے، کبھی حضرت سفر پر جاتے ہیں تو احقر کے بیان کا اعلان فرما دیتے ہیں، یہ ناکارہ اس لائق تو نہیں ہے کہ وعظ و نصیحت کرسکے تاہم تعمیل حکم کے پیش نظر دین کی کچھ ضروری باتیں عرض کیا کردیتا ہے، جن سے خود کو بھی نفع ہوتا ہے، اور بعض احباب سے بھی ان کا مفید ہونا معلوم ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے قبول فرمائیں۔ آمین۔

مولانا عبداللہ میمن صاحب مدظلہم نے ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ ان

بیانات کو محفوظ کیا، پھر ان میں سے بعض بیانات کیسٹ کی مدد سے لکھ کر کتابچہ کی شکل میں شائع کئے، اور احقر کے چند رسائل بھی شائع کئے ہیں، اب وہ ان تقاریر کا مجموعہ ''اصلاحی بیانات'' کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

ان میں سے اکثر بیانات احقر کی نظر ثانی کئے ہوئے ہیں، بعض جگہ احقر نے کچھ ترمیم بھی کی ہے، اور احادیث کی تخریج کر کے ان کا حوالہ بھی درج کیا ہے، بہر حال یہ کتاب کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ تقاریر اور رسائل کا مجموعہ ہے۔

اس سے کسی مسلمان کو فائدہ پہنچنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور اگر اس میں کوئی بات غیر مفید یا غیر محتاط ہو تو یقیناً وہ احقر کی کوتاہی ہے، متوجہ فرما کر ممنون فرمائیں!

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بیانات کو احقر کی اور تمام پڑھنے اور سننے والوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں، ذخیرہ آخرت بنائیں اور مرتب وناشر کو اس خدمت کا بہتر سے بہتر بدلہ دونوں جہانوں میں عطا فرمائیں۔ آمین۔

بندہ عبدالرؤف سکھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب مفتی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب دامت برکاتہم کے اصلاحی بیانات کی پانچویں جلد شائع کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اتوار کے روز عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد بیت المکرّم گلشن اقبال کراچی میں اصلاحی وعظ فرماتے تھے۔ جس وقت حضرت مولانا مدظلہم سفر پر ہوتے تو آپ کی غیر موجودگی میں حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب بیانات فرماتے تھے، اور اب مہینے میں دو اتوار بیان فرماتے ہیں۔ الحمد للہ آپ کے بیانات ریکارڈ کرنے کا بھی پورا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اس وقت تک آپ کے بیانات کی کیسٹوں کی

تعداد سو سے زائد ہو چکی ہے۔ انہی بیانات میں سے بعض کو میرے برادر مکرم جناب مولانا عبداللہ میمن صاحب نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے قلم بند فرمایا ہے، جو علیحدہ کتابچوں کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں اور ان کے ذریعہ بہت سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، اور صدق و اخلاص کے ساتھ اس سلسلے کو آگے بڑھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ولی اللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز

عنوان | صفحہ

اجمالی فہرست

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

خواتین کا پردہ/پاکدامنی کا ذریعہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

پل صراط کے سات مراحل

عنوان	صفحہ

سچ بولنے کے فوائد

عنوان	صفحہ

اتباع سنت اور درود شریف

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

فضائل سورۂ یٰسین شریف

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

سورۂ اخلاص کی فضیلت واہمیت

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

سورۂ ملک عذاب قبر سے بچانے والی ہے

عنوان	صفحہ

خواتین کا پردہ

پاکدامنی کا ذریعہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرّم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر: ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

خواتین کا پردہ
پاکدامنی کا ذریعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۔

أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ

الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥ صدق اللّٰه العظيم۔

(سورۃ الاحزاب، آیت ۶۹)

نماز روزے کی طرح پردہ بھی فرض ہے

میرے قابل احترام بزرگو! آج میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی خدمت میں اس آیت کی روشنی میں خواتین کے پردے بارے میں کچھ باتیں عرض کروں گا تا کہ مردوں اور خواتین دونوں کو شرعی پردہ کے ضروری احکام معلوم ہوں۔

خواتین کو پردہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ دیا ہے، چنانچہ میں نے ابھی جو آیت تلاوت کی ہے، اس آیت میں بھی پردہ کا حکم ہے اور اس کے علاوہ متعدد آیات میں صاف صاف پردے کے احکام موجود ہیں اور شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا حکم دے دیں تو وہ کام فرض ہو جاتا ہے۔ نماز کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا، اس لئے مسلمان مردوں اور عورتوں پر نماز فرض ہے۔ رمضان شریف کے روزوں کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا، اس لئے رمضان کے روزے مردوں اور عورتوں پر فرض ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ اور حج کا حکم بھی قرآن کریم میں آیا ہے، اس لئے یہ چاروں فرائض اسلام میں شامل ہیں۔ اسی طرح پردہ کا حکم بھی قرآن کریم میں آیا ہے، اس لئے مسلمان عورتوں پر پردہ کرنا فرض

ہے۔

پردہ نہ کرنے پر سخت وعیدیں ہیں

اور جس طرح نماز نہ پڑھنا، رمضان کے روزے نہ رکھنا، زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرنا، حج فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرنا بڑا گناہ ہے، اسی طرح جب مسلمان خاتون پر بالغ ہونے کی وجہ سے پردہ فرض ہو جائے تو اس فرض کو ادا نہ کرنا بڑا گناہ ہے۔ اسی وجہ سے پردہ نہ کرنے پر احادیث میں بڑے خوفناک عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ جس طرح نماز نہ پڑھنے پر، روزہ نہ رکھنے پر، زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر اور حج نہ کرنے پر قسم قسم کے عذابوں کا ذکر ہے، اسی طرح جو خواتین شرعی پردہ نہیں کرتیں، ان کے لئے بھی طرح طرح کے عذابوں کی وعیدیں آئی ہیں۔

پردہ کرنے پر شکر ورنہ استغفار

اس سے آپ اندازہ کریں کہ نماز روزے کی طرح شرعی پردہ بھی ایک مسلمان خاتون کے لئے ضروری ہے۔ جو خواتین شرعی پردہ کرتی ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم بجا لا رہی ہیں اور جو خواتین شرعی پردہ نہیں کرتیں، انہیں چاہئے کہ شرعی پردہ کا اہتمام کریں اور اس پردہ کو ضروری سمجھیں، اور اگر اس میں کچھ کوتاہی ہو رہی ہے تو اس کو اپنی کوتاہی سمجھیں اور اپنے کو گناہ گار سمجھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ! میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتی ہوں اور آپ کے اس حکم کو صحیح سمجھتی ہوں، آپ مجھے

ہمت عطا فرمائیں کہ میں اس حکم پر عمل کروں۔

دو گناہ گاروں میں فرق

دیکھئے! ایک شخص وہ ہے جو گناہ کرتا ہے لیکن گناہ کو گناہ سمجھتا ہے اور اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہے اور اللہ جل شانہ کی طرف رجوع کرتا ہے، معافی مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ یا اللہ! مجھے اس گناہ سے بچنے کی ہمت اور توفیق دیدیجئے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو گناہ کرتا ہے لیکن اس گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ یہ شریعت کا حکم نہیں ہے، یہ تو مولویوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے وغیرہ وغیرہ، ان دونوں شخصوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ دوسرا شخص شریعت کے حکم کو ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کر رہا ہے اور اس حکم کو من گھڑت کہہ رہا ہے، اس کا تو ایمان ہی جا رہا ہے اور پہلا شخص جو گناہ کا اقراری مجرم ہے، کم از کم اس کا ایمان تو محفوظ ہے، اور جب وہ گناہ کا اقرار کر رہا ہے تو ایک دن انشاء اللہ اس کو گناہوں سے سچی توبہ کرنے کی بھی توفیق ہو جائے گی۔

یہ خطرناک بات ہے

پردہ کے حکم کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں واضح طور پر پردہ کا حکم موجود ہونے کے باوجود اس کو نہیں مانتے یا حکم تو مانتے ہیں مگر صاف صاف یہ کہہ دیتے ہیں کہ آج کے دور میں اس پر عمل ناممکن ہے، اور پھر طرح طرح کے حیلے اور بہانے اس حکم پر

عمل نہ کرنے کے لئے نکالتے رہتے ہیں، یہ بہت خطرناک بات ہے، اس سے ہر مسلمان مرد وعورت کو بچنا چاہئے۔

پردہ کو تسلیم کریں اور توبہ کریں

البتہ اگر اپنی کمزوری یا ماحول سے مرعوب ہونے کی بناء پر بعض خواتین شرعی پردہ کا اہتمام نہ کر پاتی ہوں اور ان کے لئے ایک دم سے پورے شرعی پردے پر عمل کرنا مشکل ہو رہا ہو تو انہیں چاہئے کہ وہ اس حکم کو تسلیم کریں اور اقرار کریں کہ یا اللہ! بیشک یہ آپ کا حکم ہے، میں اس کو بلاشبہ مانتی ہوں، لیکن میں خطاکار ہوں، سیاہ کار ہوں، یا اللہ! مجھے فوری طور پر اس پر عمل کرنا مشکل معلوم ہو رہا ہے، میں بہت کمزور ہوں، لیکن میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس حکم کو بجالاؤں گی اور اس حکم پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گی، یا اللہ! میری اعانت اور نصرت فرما اور میرے دل کو اور میرے ایمان کو اتنا مضبوط اور قوی فرما کہ میں دل و جان سے اس حکم کو پوری طرح بجالاؤں۔ پھر جب تک وہ اس گناہ کے اندر مبتلا رہے، اس گناہ سے برابر توبہ کرتی رہے اور یہ عزم کرتی رہے کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنا ماحول بدلوں گی اور اس حکم پر پورا پورا عمل کروں گی۔

گھر کے اندر رہنے والے نامحرم سے پردہ کا طریقہ

بہرحال! قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلمان خواتین کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہیں، ان کا گھر کے اندر رہنا یہ بھی پردہ کی

ایک شکل ہے، لہٰذا جہاں تک ہو سکے مسلمان خواتین اپنے گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔

خواتین کو چاہئے کہ گھر کے اندر جو نامحرم رشتہ دار مرد رہتے ہیں ان سے بھی پردہ کا اہتمام کریں، مثلاً دیور ہے یا جیٹھ ہے، ان سے بھی پردہ کا اہتمام کریں، اسی طرح جو نامحرم مرد گھر میں آتے جاتے ہیں، جیسے شوہر کے چچا، تایا، ماموں وغیرہ، ان سے بھی پردہ کا اہتمام کریں۔

ان رشتہ داروں سے پردہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ خاتون اپنے کمرے سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے اور اس کو یہ اندازہ ہو کہ کمرہ سے باہر نامحرم مرد موجود ہیں تو وہ خاتون نماز پڑھنے کا دوپٹہ اپنے سر پر اس طرح لپیٹ لے جس طرح نماز میں لپیٹا جاتا ہے اور اس میں سر کے بال، گردن اور دونوں بازو کلائیوں تک چھپ جائیں، البتہ ہتھیلیاں کھلی رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں اور بہتر یہ ہے کہ چہرے کے آگے گھونگٹ ڈال لے، جیسے پہلے زمانے کی شریف خواتین کیا کرتی تھیں، لہٰذا گھونگٹ ڈال کر گھر کے سارے کام انجام دے۔ گھر کے اندر دیور اور جیٹھ سے اور دوسرے گھر کے نامحرم مردوں سے بوقت ضرورت بات کرنا بھی جائز ہے، ان کی خیریت پوچھنا بھی جائز ہے، ان کو کھانا دینا بھی جائز ہے، ان سے گھر کی ضرورت کی اشیاء منگوانا بھی جائز ہے، اس طرح گھر داری کے سارے کام انجام دے سکتی ہے۔

چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی گنجائش

اگر کسی خاتون کو چہرے پر گھونگٹ ڈالنا مشکل ہو تو اس صورت میں ہمارے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اگر چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں کھلی ہوئی ہوں، لیکن کلائیاں چھپی ہوئی ہوں تو اس کی بھی گنجائش ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ چہرے پر گھونگٹ رہے، اس لئے کہ عورت کا چہرہ حسن و جمال کا مرکز ہے اور اس کے کھلے رہنے کی وجہ سے فتنہ پھیلنے کا خطرہ ہے، لہٰذا جس گھر میں نامحرم مردوں سے فتنہ کا اندیشہ ہو، وہاں تو گھونگٹ ڈالنے کا اہتمام کرنا ہی چاہئے لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، وہاں گھونگٹ نہ ڈالنے کی بھی گنجائش ہے۔ بہرحال! یہ حکم تو ان نامحرم مردوں سے پردے کے بارے تھا جو گھر کے اندر رہتے ہیں، اس لئے کہ ہر وقت اپنے کمرے میں چھپ کر رہنا بھی مشکل ہے اور برقع پہن کر گھر کے کام کاج کرنا بھی مشکل ہے، اس لئے شریعت نے یہ سہولت عطا فرما دی ہے تاکہ سہولت کے ساتھ خواتین گھر کا کام انجام دے سکیں۔

باہر سے آنے جانے والے رشتہ داروں سے پردہ کا طریقہ

کچھ نامحرم مرد وہ ہوتے ہیں جو گھر کے اندر تو نہیں رہتے لیکن گھر میں بے تکلف آتے جاتے رہتے ہیں، جیسے بیوی یا شوہر کے چچازاد بھائی، تایازاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی وغیرہ، یہ رشتے کے بھائی کہلاتے ہیں، ان سے کوئی خاص پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، حالانکہ ان سے پردے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ ان رشتہ داروں سے پردہ کرانے کا طریقہ

یہ ہے کہ گھر کے جو بڑے ہیں، وہ سب ایک مرتبہ بیٹھ کر اس مسئلے کو طے کریں اور سب سے یہ کہہ دیں کہ آج کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں پردے کا اہتمام ہوگا، لہٰذا جتنے بھی رشتے کے بھائی ہیں یا دوسرے نامحرم مرد جو رشتہ دار ہیں اور گھر کے اندر آتے ہیں، آئندہ جب وہ آئیں گے تو انہیں بیٹھک میں اور ڈرائنگ روم میں بٹھایا جائے گا، یہ حضرات جواب تک سیدھے گھر کے اندر چلے جاتے تھے اور خواتین کے کمروں میں بھی داخل ہو جاتے تھے اور خواتین کے قریب بے تکلّف جا کر بیٹھ جاتے تھے اور ان سے بے تکلّف باتیں شروع کر دیتے تھے، آئندہ اس صورت حال سے بچیں گے اور پرہیز کریں گے۔

مردوں کو مردانہ کمرے میں بٹھایا جائے

جب بھی کوئی نامحرم مرد گھر میں آئے، چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، وہ مرد ہی سے ملے گا، وہ گھر کی نامحرم خواتین سے نہیں ملے گا، ہاں اگر محرم ہو تو بے شک وہ خواتین سے بھی ملے، کیونکہ ان سے پردہ ہی نہیں ہے۔ بہرحال! اس طرح ایک مرتبہ سب کو بٹھلا کر طے کرنا ہوگا، جب اس طرح ایک مرتبہ طے کرلیا جائے گا تو پھر خواتین کے لئے بھی نامحرم مردوں سے پردہ کرنا آسان ہوجائے گا۔ طے کرنے کے بعد بیوی کے نامحرم رشتہ دار اور شوہر کے نامحرم رشتہ دار مثلاً شوہر کے چچا، شوہر کے تایا، شوہر کے خالو، شوہر کے پھوپھا، شوہر کے ماموں، یہ سب چونکہ بیوی کے لئے نامحرم ہیں یا بیوی کے خالہ زاد، تایا زاد، چچا زاد، ماموں زاد وغیرہ آئیں تو ان سے صرف گھر کے مرد ملاقات

کریں اوران کو مردانہ کمرے میں بٹھایا جائے، گھر کی خواتین ان سے بات کرنا چاہتی ہیں تو وہ پردے کے پیچھے سے بات کرلیں یا انٹرکام پر بات کرلیں یافون پر بات کرلیں۔

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

یہ عمل چند روز تو عجیب محسوس ہوگا، لیکن اس کے اندر آپ کو بھی بڑی عافیت محسوس ہوگی اور خواتین کو بھی اس کے اندر راحت محسوس ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شرعی پردہ کا اہتمام ہو جائے گا اور بے پردگی کے گناہ سے مرد اور خواتین دونوں بچ جائیں گے۔ لہٰذا اس عمل کے لئے خواتین کو اپنا ذہن تیار کرنے کی ضرورت ہوگی اور مردوں کو ان کی مدد کرنے کی ضرورت ہوگی، اس طرح جب آپس میں سب باتیں طے کرلیں گے تو ذرا سی دیر میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور اگر مرد اور خواتین اس کام کے لئے تیار نہ ہوں تو ساری عمر یہ گناہ ہوتا رہے گا۔

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

چونکہ گناہ کا احساس نہیں اور اس گناہ سے بچنے کا اہتمام نہیں اور اس سے بچنے کی فکر نہیں ہے، اس لئے بچنا مشکل معلوم ہوتا ہے، ورنہ بچنے کا آسان طریقہ موجود ہے۔

گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کی کیفیت

خواتین کو بقدر ضرورت گھر سے باہر نکلنا جائز ہے، لیکن جب گھر سے باہر نکلیں تو شرعی پردہ کے ساتھ نکلیں، شرعی پردہ کے اندر چند بنیادی باتیں ہیں جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) چادر یا برقع سے پورا جسم چھپے

پہلی بات یہ ہے کہ جب کوئی خاتون گھر سے باہر نکلے تو اپنے پورے جسم کو کسی موٹی لمبی چوڑی چادر سے یا برقع سے اچھی طرح چھپا کر نکلے، البتہ راستہ دیکھنے کے لئے ایک آنکھ کھولنے کی اجازت ہے یا اپنے چہرے پر ایسی نقاب ڈال لے جس سے پردہ بھی ہو جائے اور راستہ بھی نظر آ جائے اور کوشش اس بات کی کی جائے کہ جسم کا کوئی حصہ کھلنے نہ پائے۔

(۲) چادر اور برقع موٹا ہو

دوسری بات یہ ہے کہ وہ چادر یا برقع اتنا بڑا اور موٹا ہو کہ سر سے لے کر پاؤں تک جسم اور لباس کا کوئی حصہ اس میں سے جھلکنے نہ پائے، اگر باریک ہوگا تو جسم اور کپڑے جھلکیں گے، اس سے پردے کا مقصد حاصل نہیں ہوگا، اور وہ چادر یا برقع چاہے کالے رنگ کا ہو یا سفید رنگ کا، کوئی خاص رنگ ضروری نہیں ہے۔

﴿۳﴾ برقع مزین نہ ہو

تیسری بات یہ ہے کہ وہ چادر یا برقع بھڑک دار، مزین اور پھول بوٹیوں سے آراستہ نہ ہو۔ کیونکہ خواتین کے لئے گھر سے باہر نکلتے وقت یہ حکم ہے کہ وہ اپنی آرائش، اپنی زیبائش اور اپنی خوبصورتی کو چھپا کر نکلیں، عموماً خواتین کا لباس بھی خوبصورت، زیورات بھی خوبصورت، وضع قطع بھی خوبصورت ہوتی ہے، ان سب کو چھپا کر نکلنے کا حکم ہے، لہٰذا برقع کا کپڑا خوبصورت اور پھول بوٹیوں اور بیلوں والا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ برقع بالکل سادہ ہونا چاہئے، نہ وہ چمکدار ہو، نہ بھڑک دار ہو، نہ بیل دار ہو، نہ پھول دار ہو، اور اتنا بڑا ہو کہ سر سے پیر تک سارے جسم کو ڈھانپ لے۔

﴿۴﴾ برقع ڈھیلا ڈھالا ہو

چوتھی بات یہ ہے کہ وہ برقع اتنا ڈھیلا ڈھالا ہو کہ اس کے اندر سے جسم کے اعضاء کی ہیئت نمایاں نہ ہو، اگر برقع چست ہوگا تو پھر پردہ کا مقصد حاصل نہیں ہوگا، اس لئے کہ چست ہونے کے نتیجے میں جسم کی بناوٹ اور ہیئت نمایاں ہو جائے گی، اس سے پردہ کا مقصد فوت ہو جائے گا، اس لئے برقع خوب ڈھیلا ڈھالا ہونا ضروری ہے۔

﴿۵﴾ خوشبو لگی ہوئی نہ ہو

پانچویں بات یہ ہے کہ اس برقع کے اوپر یا اندرونی لباس میں کسی قسم کی

پھیلنے والی خوشبو لگی ہوئی نہ ہو۔ اگر ایسی خوشبو لگی ہو جس کی مہک باہر نہ آئے بلکہ اندر ہی محدود رہے تو اس میں کچھ حرج نہیں، مہکنے اور پھیلنے والی خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے والی خواتین کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، اس لئے ایسی خوشبو لگا کر باہر نکلنا جائز نہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زنا کار فرمایا ہے۔ (نسائی)

بہر حال! مندرجہ بالا پانچوں باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے خاتون ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

شہر کے اندر محرم کی ضرورت نہیں

پھر اگر اس خاتون کا گھر سے باہر نکلنا اپنے شہر کے اندر ہو تو اس کے ساتھ محرم ہونا بہتر ہے، ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر وہ خاتون سفر پر جا رہی ہے لیکن وہ سفر اڑتالیس میل یا تقریباً ۷۷ کلومیٹر سے کم ہے تو بھی محرم کا ساتھ ہونا ضروری نہیں، جبکہ کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو، ورنہ اکیلے سفر سے بچنا چاہئے اور اگر وہ خاتون اڑتالیس میل یا تقریباً ۷۷ کلومیٹر سے زیادہ دور کہیں سفر میں جانا چاہتی ہے، چاہے کراچی سے حیدرآباد، سکھر، ملتان یا لاہور کا سفر کرنا چاہتی ہے یا حج وغیرہ کے سفر پر جانا چاہتی ہے تو مذکورہ تمام پابندیوں کے ساتھ ساتھ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس سفر میں اس کے ساتھ اس کا محرم مرد یا شوہر کا ہونا ضروری ہے، بغیر شوہر کے یا بغیر محرم کے اتنا لمبا سفر کرنا یا خدانخواستہ نامحرم مرد کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں، سراسر گناہ

ہے۔

سفرحج کیلئے محرم کا ہونا ضروری ہے

دیکھئے! اگر کسی خاتون پر حج فرض ہوگیا لیکن سفر حج کے لئے اس کو محرم نہیں مل رہا ہے، مثلاً شوہر جانے کے لئے تیار نہیں یا اس کے محرم مثلاً باپ، بھائی، سگا بھتیجا، سگا بھانجا موجود ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی جانے کے لئے تیار نہیں ہے، یا ان کو لے جانے کے لئے عورت کے پاس کرایہ نہیں ہے، تو شرعاً اس کو اکیلے حج کے سفر پر جانے کی اجازت نہیں، کیونکہ اس صورت میں حج ادا کرنا ہی اس کے ذمے ضروری نہیں، بلکہ ایسی خاتون کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ ساری عمر محرم کا انتظار کرے، اگر زندگی میں محرم ساتھ جانے والا میسّر آجائے یا شوہر ساتھ جانے کیلئے تیار ہو جائے تو اس کے ساتھ حج کرنے کے لئے چلی جائے، اگر ساری زندگی کوئی محرم نہ ملے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اپنی طرف سے حج بدل کرنے کی وصیت کردے کہ میرے اوپر حج فرض تھا لیکن مجھے حج ادا کرنے کے لئے محرم نہ مل سکا، لہٰذا میں وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے میرا حج بدل کرادیا جائے۔

یہ ہے شریعت کا حکم، شریعت نے یہ نہیں کہا کہ جب تمہارے اوپر حج فرض ہے اور تمہیں محرم نہیں مل رہا ہے، تو تم محرم کے بغیر حج کرنے چلی جاؤ، ہرگز یہ حکم نہیں دیا۔ یہ ساری احتیاط اور مکمل پردہ کا حکم محض اس لئے ہے تاکہ عورت کی عزت اور عصمت محفوظ رہے۔

بے پردگی پر سخت وعیدیں

لہٰذا جو عورتیں گھر کے اندر نامحرموں سے پردہ نہیں کرتیں یا جو خواتین گھر سے باہر نکلنے کے وقت پردہ کے ساتھ نہیں نکلتیں، ان کے بارے میں احادیث میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، وہ ان کو پڑھیں اور بے پردگی کے سنگین گناہ سے بچیں اور شرعی پردہ کا اہتمام کریں، اللہ پاک توفیق بخشیں، آمین۔

چار جنتی عورتیں

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار عورتیں جنتی ہیں اور چار عورتیں دوزخی ہیں۔

﴿۱﴾ جنّت میں جانے والی چار عورتوں میں سے ایک عورت وہ ہے جو نہایت عفیف اور پاکدامن ہو، اللہ جل شانہ کی بھی فرمانبردار ہو اور اپنے شوہر کی بھی اطاعت کرتی ہو۔

﴿۲﴾ دوسری عورت وہ ہے جو بہت حیادار ہو اور شرم وحیا کا پیکر ہو، جب شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہو، نامحرم مردوں سے ناجائز تعلق نہ رکھتی ہو، اور جب شوہر گھر پر ہو تو اپنی زبان درازی سے اس کو تکلیف نہ دیتی ہو۔

﴿۳﴾ تیسری عورت وہ ہے جو بہت بچوں والی ہو اور ان بچوں کی قدردان

ہو اور صابر ہو اور شوہر کی طرف سے اس کو جو کچھ ملتا ہے اس پر صبر کے ساتھ قناعت کرتی ہو اور اس پر راضی رہتی ہو۔

﴿۴﴾ چوتھی عورت وہ ہے جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور ان بچوں کے خاطر قربانی دیتے ہوئے وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے، کیونکہ نکاح کے بعد شوہر کے حقوق ادا کرنے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بچوں کی تربیت صحیح نہیں ہو سکے گی، اس لئے اس نے ان بچوں کی تربیت اور پرورش کی خاطر دوسرا نکاح نہ کیا اور اسی طرح اس نے زندگی گزار دی۔ (الزواجر)

یہ چار عورتیں جنتی ہیں جو جنت میں جائیں گی۔

چار دوزخی عورتیں

دوزخ میں جانے والی چار عورتیں یہ ہیں:

﴿۱﴾ ایک وہ عورت جو بدزبان ہو، شوہر کے ساتھ بدزبانی کرتی ہو، اس کی ہر بات کا جواب دینا، اس کو طعنے دینا، اس کے والدین کو بُرا بھلا کہنا، اس کے گھر والوں کو بُرا بھلا کہنا، اس کا معمول ہو اور وہ اپنی ان بری عادتوں کی وجہ سے شوہر کو ایذاء اور تکلیف پہنچاتی ہو اور جب شوہر گھر میں نہ ہو تو اس وقت اپنی عزت کی بھی حفاظت نہ کرتی ہو، ایسی عورت دوزخی ہے۔

﴿۲﴾ دوسری وہ عورت جو شوہر کی مالی حیثیت سے بڑھ کر اس سے اپنی

فرمائشیں اور طرح طرح کے مطالبات کرتی ہو، فلاں چیز لاکر دو، فلاں کام کردو، اس عورت کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ میرے شوہر کی کیا آمدنی ہے، اس آمدنی کے ذریعہ ہم اپنی جائز خواہشات کس حد تک پوری کرسکتے ہیں، اس سے اس کو کوئی واسطہ نہیں،شادی کے بعد سے روزانہ اس کے نئے نئے مطالبے اور نئی نئی خواہشات شوہر کے سامنے آتی رہتی ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا شوہر جب یہ دیکھتا ہے کہ جائز آمدنی سے اس کے مطالبات پورے نہیں ہوتے تو وہ ناجائز آمدنی کے ذرائع تلاش کرتا ہے تو ایسی عورت بھی دوزخی ہے۔

﴿۳﴾ تیسری وہ عورت جو بے پردہ گھر سے باہر نکلنے کی عادی ہو۔یعنی جب بھی وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو آراستہ پیراستہ ہوکر بے پردہ گھر سے باہر نکلنے کی عادی ہے، یہ بھی جہنمی عورت ہے۔آج کل اکثر عورتوں کا یہی حال ہے، وہ اس سے عبرت لیں!

﴿۴﴾ چوتھی وہ عورت جو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے بلکہ اس کا کام صرف کھانا پینا اور سونا ہے، اس کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتی، نہ اس کو شوہر کے حقوق کی کوئی فکر ہے اور نہ اس کو گھر کی ذمہ داری کا احساس ہے، گھر میں کیا کام پڑا ہے اور گھر میں کون آرہا ہے اور کون جارہا ہے، اس سے اس کو کوئی غرض نہیں، کسی بھی خاتون کے لئے یہ کوئی اچھی عادت نہیں بلکہ بدترین عادت ہے، یہ عورت بھی جہنمی

ہے۔ بہرحال! یہ چار عورتیں ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ جہنمی ہیں۔ (الزواجر)

بخشی ہوئی عورت اور ملعون عورت

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو عورت (اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہو، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع دار ہو اور) اپنے شوہر کی فرمانبردار (اور خدمت گزار ہو) اس کے لئے ہواؤں میں پرندے، سمندر میں مچھلیاں (آسمانوں میں) فرشتے اور چاند اور سورج اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں جب تک وہ اپنے شوہر کی رضا کی طالب رہتی ہے۔ اور جو عورت (اللہ تعالیٰ کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمان ہو اور) شوہر کی نافرمانی کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ جو عورت بے جا بات کر کے شوہر کا موڈ بگاڑ دے تو وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتی ہے جب تک وہ اس کو خوش نہ کر دے اور جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے چلی جائے تو اس کے واپس آنے تک اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (الزواجر)

جہنم میں خواتین کی کثرت کی وجوہات

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جب جہنم کے اندر دیکھا تو اس کے اندر عورتوں کو زیادہ پایا۔ اب اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں علماء کرام نے فرمایا کہ اس کی تین وجوہات

ہیں:

﴿۱﴾ ایک وجہ یہ ہے کہ خواتین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کم تابع دار ہوتی ہیں، ان کے اندر فرمانبرداری کا جذبہ بہت کم پایا جاتا ہے، عام طور پر خواتین میں یہ بات واقعتہ پائی جاتی ہے۔

﴿۲﴾ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر شوہر کی فرمانبرداری اور ان کی اطاعت کا جذبہ بھی کم پایا جاتا ہے، گو بعض خواتین اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی اور شوہر کی فرمانبرداراور خدمت گزار ہوتی ہیں۔

﴿۳﴾ تیسری وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر بے پردہ ہوکر گھر سے باہر نکلنے کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

گھر سے باہر نکلنے والی لاکھوں عورتوں میں چند ہی عورتیں واقعتہ شرعی پردہ کرنے والی ہوتی ہیں، ورنہ اکثر عورتیں یا تو بے پردہ ہوتی ہیں یا ان پر برائے نام پردہ ہوتا ہے۔ اکثر عورتوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ آراستہ ہوکر بن ٹھن کر بے پردہ ہوکر گھر سے باہر نکلیں، آج ہماری مارکیٹوں کو اور بازاروں کو دیکھ لیجئے، تفریح گاہوں کو اور تقریبات کو دیکھ لیجئے، ہر جگہ نظر آئے گا کہ خواتین پورے بناؤ سنگھار کے ساتھ بے پردہ موجود ہیں جس کی وجہ سے نگاہوں کو پناہ ملنا مشکل ہے۔ (الزواجر)

شیطان کا عورت کو تکنا

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

جب کوئی عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو
تاک لیتا ہے۔ (الزواجر)

یعنی شیطان نامحرم عورتوں کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ وہ نامحرم مردوں کو دیکھیں اور نامحرم مردوں کے دلوں میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ وہ نامحرم عورتوں کو دیکھیں، اس طرح وہ مردوں اور عورتوں کو بدنگاہی کے گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے، چنانچہ جو عورت بن سنور کر باہر نکلتی ہے، اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ نامحرم مرد مجھے دیکھیں اور نامحرم مردوں کے دل میں بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت کو دیکھیں۔ لہٰذا وہ عورت دونوں کے لئے گناہ کا ذریعہ بنتی ہے، بدنگاہی اور بدنظری کا ذریعہ بنتی ہے اور بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے، لہٰذا جتنے مرد بھی اس عورت کو دیکھ کر بدنگاہی کے اندر مبتلا ہونگے، ان سب کے گناہوں کے برابر اس عورت کو گناہ ہوگا، کیونکہ وہ عورت ان مردوں کے گناہ میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بنی ہے اور خود چونکہ بے پردہ نکلی ہے، اس لئے اس کا گناہ الگ ہوگا۔

نابینا سے پردہ کا حکم

ایک حدیث جو مشہور و معروف ہے کہ ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، اتنے میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نابینا صحابی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیلئے تشریف لے آئے، جب وہ صحابی گھر کے اندر داخل ہوئے تو ان دونوں امہات المؤمنین

نے ان سے پردہ نہیں کیا، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کیوں نہیں کرتیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو نابینا ہیں، یعنی جب یہ نابینا ہونے کی وجہ سے ہمیں نہیں دیکھ رہے ہیں تو ان سے کیا پردہ کرنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو نابینا ہیں مگر کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ لہٰذا ان سے پردہ کرو۔

ہمیں پردہ کی زیادہ ضرورت ہے

آپ اس واقعہ کے اندر ذرا غور کریں کہ ایک طرف تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور دوسری طرف امہات المومنین ہیں جو ان کی بھی مائیں ہیں اور ہماری بھی مائیں ہیں، جن کے دلوں میں دور دور تک کسی برائی کا خیال بھی نہیں گزر سکتا، دونوں طرف پاک ہستیاں ہیں، لیکن ان سب کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرایا۔ درحقیقت اس واقعہ کے ذریعہ امت کو یہ تعلیم دیدی کہ نامحرم سے پردہ کرنا ہی چاہئے، اور جب امہات المومنین کو صحابہ کرامؓ سے پردہ کرنے کا حکم دیا تو ہم اور آپ کیا ان سے بھی زیادہ پاک دامن ہیں کہ پردہ کے حکم پر عمل نہ کریں؟ معلوم ہوا کہ ہمیں تو ان سے بھی زیادہ پردہ کی ضرورت ہے، کیونکہ ہم تو سر سے لے کر پاؤں تک گناہوں کے اندر ڈوبے ہوئے ہیں، لہٰذا خواتین کو تمام نامحرم مردوں سے پردہ کرنے کی ضرورت ہے، چاہے وہ نابینا ہو یا بینا ہو اور شرعی پردہ کا بہت ہی اہتمام کرنا چاہئے۔

بے پردگی بے شمار گناہوں کا ذریعہ ہے

بے پردگی ایسا گناہ ہے کہ یہ دسیوں گناہ کا ذریعہ بنتا ہے، چنانچہ جتنے جنسی گناہ ہیں، ان سب کی بنیاد عورت کی بے پردگی، مرد کی بدنگاہی اور بدنظری ہے، اور یہی گناہ آگے بڑھ کر مردوں اور عورتوں کو بے شمار گناہوں کے اندر مبتلا کر دیتے ہیں جس سے دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت بھی برباد ہوتی ہے۔ اس لئے مردوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی نظروں کی حفاظت کریں اور کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھیں اور بلا ضرورت اس سے باتیں نہ کریں۔

گھر کے نوکر اور ڈرائیور سے پردہ کریں

بعض گھروں میں نامحرم مرد نوکر اور ملازم ہوتے ہیں، ان میں سے بعض ملازم گھر کے باہر کے کام انجام دیتے ہیں اور بعض ملازم گھر کے اندرونی کاموں کو انجام دینے کے لئے رکھے جاتے ہیں، جیسے گھر کی صفائی کرنا، کھانا پکانا اور گھر کے دوسرے امور کا انتظام کرنا وغیرہ۔

جن مردوں کو ملازم رکھا گیا ہے، چاہے وہ گھر کے اندر کے کاموں کے لئے مقرر ہوں یا باہر کے کاموں کے لئے مقرر ہوں، چاہے وہ بڑی عمر کے ہوں یا درمیانی عمر کے ہوں، جوان ہوں یا نوجوان، گھر کی خواتین کے لئے یہ سب نامحرم ہیں اور گھر کی خواتین کا ان سب کے سامنے بے پردہ آنا درست نہیں، سراسر گناہ کی بات ہے، اس لئے ان سے بھی پردہ کرنا چاہئے، اور ذہن

میں یہ بات رہنی چاہئے کہ جو شخص نامحرم ہے وہ نامحرم ہے، چاہے وہ نامحرم ملازم ہو، کھانا پکانے والا ہو یا گھر کی صفائی کرنے والا ہو، چاہے وہ ڈرائیور ہو یا باہر کے کام کرنے والا ہو، گھر میں اس ملازم کے مسلسل رہنے یا بار بار آنے جانے یا کام کاج کرنے کی وجہ سے وہ محرم نہیں بن جاتا، جس طرح دوسرے نامحرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم ہے، اسی طرح ان ملازمین سے بھی پردہ کرنے کا حکم ہے اور خواتین کے لئے ان کے سامنے بے پردہ آنا درست نہیں۔

عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے:

ایک مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح خواتین کے لئے اپنے جسم کو نامحرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے، اسی طرح اپنی آواز کو بھی نامحرم مردوں تک پہنچنے سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے، البتہ جہاں ضرورت ہو وہاں خاتون نامحرم مرد سے پردہ کے پیچھے سے بات کرسکتی ہے، اسی طرح ٹیلیفون پر بھی ضرورت کے وقت بات کرسکتی ہے، البتہ ادب یہ ہے کہ نامحرم سے بات کرتے وقت عورت اپنی آواز کی قدرتی لچک اور نرمی کو ختم کر کے ذرا خشک لہجے میں بات کرے تاکہ قدرتی لچک اور نرمی ظاہر نہ ہونے پائے اور نامحرم مرد کو عورت کے نرم انداز گفتگو سے بھی کسی گناہ کی لذت لینے کا موقع نہ مل سکے، اس سے شریعت کی احتیاط کا اندازہ لگایئے، اللہ اکبر!

آج کل ہمارے معاشرہ میں جن گھروں میں کچھ پردہ کا اہتمام ہوتا

ہے، وہاں بھی عورت کی آواز کے سلسلے میں عموماً کوئی احتیاط نہیں کی جاتی بلکہ نامحرم مردوں سے بلاضرورت بات چیت ہوتی رہتی ہے اور ان سے گفتگو میں ایسا انداز ہوتا ہے جیسے اپنے محرم کے ساتھ گفتگو کا انداز ہوتا ہے، مثلاً جس بے تکلفی سے انسان اپنی ماں کے ساتھ، اپنی بیٹی کے ساتھ، اپنی بیوی کے ساتھ اور اپنی سگی بہن کے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور ہنستا بولتا ہے اور اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے، لیکن بعض اوقات یہی انداز نامحرم عورتوں کے ساتھ گفتگو کے وقت بھی ہوتا ہے اور نامحرم عورتیں نامحرم مردوں کے ساتھ یہی انداز اختیار کر لیتی ہیں اور گفتگو کے دوران ہنسی مذاق، دل لگی اور چھیڑ چھاڑ بھی کچھ ہوتا ہے، آج یہ باتیں ہمارے معاشرے میں عام ہیں۔ یاد رکھئے! جس طرح عورت کے جسم کا پردہ ہے، اسی طرح اس کی آواز کا بھی پردہ ہے، جس طرح عورت کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ اپنے آپ کو نامحرم مرد کے سامنے آنے سے بچائے، اسی طرح اس کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی آواز کو بھی بلاوجہ نامحرم مردوں تک جانے سے روکے، البتہ جہاں ضرورت ہو وہاں بقدر ضرورت گفتگو کرنا جائز ہے، مثلاً دیور ہے، جیٹھ ہے، بہنوئی ہے، خالو ہے، پھوپھا ہیں، یہ سب نامحرم ہیں، ان سب سے بھی بلاضرورت بات چیت کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اہل جہنّم کی دو جماعتیں

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل

جہنم کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن کو ابھی تک میں نے دیکھا نہیں ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کا ظہور نہیں ہوا تھا، لیکن آپ پہلے سے ان جماعتوں کے بارے میں پیشن گوئی فرما رہے ہیں اور آج وہ دونوں جماعتیں ہمارے زمانہ میں موجود ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جماعت وہ ہے جن کے ہاتھوں میں بیل کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو مار رہے ہوں گے اور دوسری جماعت ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی اور وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی اور ان کے سروں پر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح اونچے اونچے بال ہوں گے اور وہ مٹک مٹک کر چل رہی ہوں گی، یہ دونوں جماعتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور کی مسافت سے محسوس ہوگی۔ یہ حدیث شریف کا خلاصہ ہے۔

پہلی جماعت: دوسروں پر ظلم کرنے والوں کی ہے

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی دو جماعتوں کا ذکر فرمایا، پہلی جماعت سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں پر ظلم کریں گے، ناحق لوگوں کو ماریں گے، ناحق ان سے پیسے کھائیں گے اور ناحق ان سے کام لیں گے۔ آج ہمارے معاشرے میں یہ جماعت موجود ہے، چنانچہ آج ایسے ظالم خواہ صاحب اقتدار ہوں یا وہ سرکاری افسر ہوں یا غیر سرکاری افسر ہوں، چاہے وہ شہر میں ہوں یا دیہات میں، عموماً یہ لوگ کمزوروں پر،

غریبوں پر، مسکینوں پر بڑا ہی ظلم اور زیادتیاں کرتے ہیں اور ان سے زبردستی کام لیتے ہیں، زبردستی ان سے پیسے بھتے اور رشوتیں لیتے ہیں۔ برادریوں میں بعض چودھری اور گاؤں میں بعض نمبردار بھی ایسے ہوتے ہیں اور وہ یہ سب کام کرتے ہیں، شہر میں غنڈے اور آوارہ قسم کے لوگ یہ کام کرتے ہیں، ان لوگوں نے اپنی اپنی جماعتیں بنا رکھی ہیں، یہ لوگ تاجروں کو اور دکانداروں کو تنگ کرتے ہیں، ان کا ماہانہ بھتہ مقرر ہے، اگر ان کو بھتہ ملتا رہے تو لوگ عافیت سے رہتے ہیں اور جس دن لوگ بھتہ دینے سے انکار کر دیں، اس دن ان کی خیر نہیں، پھر نہ ان کی جان کی ضمانت ہے اور نہ عزت کی خیر ہے۔ ایسے لوگ اہل جہنم اور دوزخی جماعت والے ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں پیشن گوئی فرمادی تھی۔ بہر حال! ایک جماعت تو یہ ہے۔

دوسری جماعت: لباس پہننے کے باوجود ننگی خواتین کی ہے

جہنمیوں کی دوسری جماعت خواتین کی ہے جن کی علامات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ پہلی علامت یہ بیان فرمائی کہ وہ خواتین لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، یعنی ان کے جسم پر لباس تو ہوگا لیکن لباس کا جو اصل مقصد ہے کہ وہ جسم کو چھپائے اور جسم کی جو قدرتی بناوٹ ہے، اس کو پوشیدہ کرے، ان کا لباس اس مقصد کو پورا نہیں کرے گا۔ اس مقصد کو پورا نہ کرنے کی دو وجہ ہوں گی، ایک وجہ یہ ہوگی کہ وہ لباس یا اتنا باریک ہوگا کہ

اس میں سے جسم صاف ظاہر ہو رہا ہوگا، جیسے آج کل گرمی کے زمانے میں بعض خواتین لون کی قمیض اور شلوار استعمال کرتی ہیں جس سے ان کا جسم پوشیدہ نہیں ہوتا بلکہ ان کا جسم ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔

باریک لباس پہننے کی ایک جائز صورت

حالانکہ اگر لون کا سوٹ کسی خاتون کو پہننا ہو تو اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ قمیض کے نیچے شمیز پہن لیں اور شلوار کے اندر باریک وائل لگالیں تا کہ باریک کپڑے پہننے کا جو مقصد ہے یعنی گرمی نہ لگنا، وہ بھی حاصل ہو جائے اور پردہ بھی حاصل ہو جائے۔ لیکن ایسی خواتین بہت کم ہیں، جو خواتین شرعی پردہ نہیں کرتیں، وہ لون کے نیچے بنیان یا شمیز پہننے کا بھی اہتمام نہیں کرتیں اور نہ ہی شلوار کے اندر ''وائل'' لگانے کا اہتمام کرتی ہیں، اور ایسی خواتین کا دوپٹہ بھی برائے نام ہوتا ہے بلکہ وہ بھی "V" کی شکل میں گلے میں پڑا ہوتا ہے۔ ایسی خواتین ہی کے بارے میں اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ کپڑا پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔

چُست لباس پہننے والی خواتین

دوسری وجہ یہ ہوگی کہ وہ لباس باریک تو نہیں ہوگا بلکہ موٹا ہوگا لیکن وہ لباس اتنا چُست ہوگا کہ جسم کے اعضاء کی بناوٹ کو نمایاں کر رہا ہوگا، ان کی بناوٹ کو پوشیدہ نہیں کر رہا ہوگا، جس کے نتیجے میں کپڑے پہننے کا جو مقصود ہے یعنی پردہ کرنا، وہ مقصود حاصل نہیں ہو رہا ہوگا، لہٰذا ایسی خواتین بھی کپڑا پہننے کے

باوجود ننگی ہوگی۔

ناقص لباس پہننے والی خواتین

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تیسری وجہ بھی بیان فرمائی ہے، وہ یہ کہ جسم پر لباس تو ہوگا لیکن وہ ناقص اور ناتمام ہوگا، جیسے آج کل اس کا رواج ہے کہ قمیض کی آستین بغلوں تک ہے اور پورا بازو کھلا ہوا ہے حتیٰ کہ کندھے بھی نظر آ رہے ہیں اور دوسری طرف گردن کھلی ہوئی ہے، سینہ کھلا ہوا ہے، کمر کھلی ہوئی ہے، شلوار بھی پنڈلیوں تک کھلی ہوئی ہے، بس برائے نام لباس ہے، لباس کا جو اصل مقصد ہے یعنی ستر پوشی، وہ اس لباس سے حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایسی خواتین بھی لباس کے باوجود ننگی ہوگی اور ان کا ایسا لباس جہنم میں جانے کا باعث ہے۔

ساڑھی ایک ننگا پہناوا ہے

آج کل جو ساڑھی پہنی جاتی ہے، عموماً اس کا یہی حال ہے، چنانچہ ساڑھی کے اندر عورت کی پیٹھ اور پیٹ بالکل ننگا ہوتا ہے اور ایسی حالت میں وہ عورت گھر سے باہر نکلتی ہے، ایسی عورت بھی جہنم کی اس جماعت میں داخل ہے جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی فرمائی ہے۔ لہٰذا جو عورتیں ایسا باریک لباس پہنی ہوئی ہیں جس سے جسم جھلک رہا ہے یا وہ لباس اتنا چست ہے کہ اس کی وجہ سے اعضاء کی بناوٹ نظر آ رہی ہے یا وہ لباس اتنا ناقص اور نامکمل ہے کہ جن اعضاء کو چھپانے کا حکم ہے، وہ اعضاء اس لباس

میں مستور نہیں ہیں، یہ تینوں قسم کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔

مردوں کو مائل کرنے والیں اور خود مائل ہونے والیں

اس حدیث میں ان خواتین کی ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ خواتین خود بھی مردوں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی اور مردوں کو بھی اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور ان خواتین نے اپنے سر کے بالوں کو فیشن کے طور پر اس طرح بنایا ہوا ہوگا کہ دیکھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ ان کے سروں پر بہت بال ہیں اور وہ بال بختی اونٹ کے کوہان کی طرح اونچے ہوں گے۔ یعنی جس طرح اونٹ جب چلتا ہے تو اس کا کوہان کبھی ایک طرف جھکتا ہے اور کبھی دوسری طرف جھکتا ہے، اسی طرح وہ خواتین اپنے سروں کو اس طرح حرکت دیتے ہوئے چلیں گی کہ ان کے سر کے بال بھی کبھی ایک طرف جھکیں گے اور کبھی دوسری طرف جھکیں گے جس کو دیکھ کر لوگ یہ محسوس کریں گے کہ ان کے سر کے بال بہت لمبے ہیں۔

ایسی خواتین جہنم میں جائیں گی

یہ لباس جو ان خواتین نے پہنا ہوگا، وہ مالی تنگی کی وجہ سے نہیں بلکہ فیشن کی وجہ سے ان خواتین نے باریک لباس یا چُست لباس یا ناقص لباس پہنا ہوگا، اور ایسے لباس میں وہ اپنے آپ کو آراستہ کر کے اور میک آپ کر کے اور بال بنا کر گھر سے باہر نکلیں گی تاکہ نامحرم مرد اُن کی طرف مائل ہوں اور وہ ان مردوں کی طرف مائل ہوں، یہ بھی ان جہنمی عورتوں کی علامت اور نشانی ہے۔

ایسی خواتین کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جانا تو درکنار، یہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی۔ جبکہ دوسری حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب جنت تک پہنچنے میں سو سال کی مسافت باقی ہوگی، اتنی دور سے جنت کی خوشبو آنی شروع ہو جائے گی، لیکن جو عورتیں دنیا میں بے حجاب اور بے پردہ رہیں گی، وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی خواتین جہنم میں جائیں گی، البتہ اگر خاتمہ ایمان پر ہوگیا تو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جاسکیں گی۔

حضور ﷺ کا امت کی خواتین کو دیکھ کر رونا

علامہ حافظ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الزواجر'' جس میں کبیرہ گناہوں کو بیان فرمایا ہے، اس کتاب میں ایک روایت نقل کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں، ان دونوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ نبی کریم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات کو مجھے آسمان کی اور جنت اور جہنم کی سیر کرائی گئی، اس رات میں نے جہنم میں اپنی امت کی خواتین کو مختلف قسم کے عذابوں کے اندر مبتلا پایا، ان عذابوں کی ہولناکی کی وجہ سے مجھے رونا آرہا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر سب سے زیادہ شفقت تھی، ہم پر ہمارے

ماں باپ جتنے شفیق ہو سکتے ہیں اور ہم اپنی جانوں پر جتنے شفیق ہو سکتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ شفیق اور مہربان تھے۔

خواتین کو چھ طریقوں سے عذاب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنی امت کی عورتوں کو کس قسم کے عذاب میں مبتلا پایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿۱﴾ میں نے ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنے سر کے بالوں کے ذریعہ جہنم میں لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ جہنم کی آگ کی وجہ سے پک رہا ہے۔

﴿۲﴾ اور ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنی زبان کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے اور اس کے منہ میں گرم پانی ڈالا جا رہا ہے۔

﴿۳﴾ ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے دونوں پیر سینے سے بندھے ہوئے ہیں اور اس کے دونوں ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے ہیں اور سانپ اور بچھو اس پر مقرر ہیں جو اس کو ڈس رہے ہیں۔

﴿۴﴾ ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنے سینے کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے۔

﴿۵﴾ ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ اس کا سر اور چہرہ تو خنزیر کی طرح ہے اور باقی جسم گدھے کی طرح ہے، اور ہزاروں قسم کے عذاب اس

کو ہو رہے ہیں۔

﴿۶﴾ اور ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ اس کا پورا جسم کتے کی طرح ہے اور اس کے منہ میں جہنم کی آگ داخل ہو رہی ہے اور پاخانہ کے راستے سے نکل رہی ہے اور فرشتے اس کے جسم پر آگ کے گرز مار رہے ہیں۔

اس طرح آپ ﷺ نے مختلف عورتوں پر ہونے والے عذابوں کا ذکر فرمایا۔

بے پردگی کی وجہ سے عذاب

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ان عورتوں کو یہ عذاب کن گناہوں کی وجہ سے ہو رہا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے سر کے بالوں کے ذریعہ جہنم میں لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ جہنم کی آگ کی وجہ سے ہنڈیا کی طرح پک رہا تھا، یہ وہ عورت تھی جو دنیا میں نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ آتی جاتی تھی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو عورت بے پردہ ہوتی ہے عموماً اس کا سر کھلا ہوتا ہے، جبکہ نامحرم مردوں کے سامنے جس طرح اور جسم کو چھپانا ضروری ہے اسی طرح بالوں کو بھی چھپانا ضروری ہے، لہٰذا جو عورتیں بے پردہ بازاروں میں گھومتی ہیں، وہ اس عذاب سے عبرت حاصل کریں، ایک تو جہنم کے اندر داخل ہونا کتنے بڑے عذاب کی چیز ہے، دوسری طرف سر کے بالوں کے ذریعہ لٹکا ہوا ہونا اس سے بڑا عذاب

ہے اور اس کے علاوہ آگ کی وجہ سے دماغ کا پکنا اس سے بھی زیادہ بڑا عذاب ہے۔

دنیا میں خدا چاہی کرلو

یہ دنیا کی چند روزہ زندگی ہے، آدمی اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم مان لے یہ بہتر ہے۔ ایک بزرگ کا بڑا پیارا جملہ ہے کہ ''تم یہاں دنیا میں خدا چاہی کرلو، جنّت میں من چاہی کرلینا''۔ یعنی اس دنیا کی تھوڑی سی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا کہنا مان لو اور اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہ کر کے دکھا دو، تو پھر جنّت میں وہ سب کچھ کرسکو گے جو تمہارا دل چاہے گا، اللہ تعالیٰ وہاں تمہاری ہر جائز خواہش پوری فرما دیں گے۔ اس چند روزہ زندگی کے عوض آخرت کی ابدالآباد والی زندگی ملنے والی ہے، یہ بہت نفع کا سودا ہے، لیکن اگر دنیا میں کسی نے من چاہی کرنا چاہا تو اس پر بڑا عذاب اور بڑا وبال ہے۔ لہٰذا دنیا کی چند روزہ زندگی کی خاطر اپنے آپ کو بے پردہ رکھنا اور بے پردہ گھر سے نکلنا اور نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ آنا جانا اور اپنے سر کو کھول کر نکلنا، اس میں وقتی طور پر آدمی کو تھوڑی سی آزادی محسوس ہوتی ہے۔

بے پردگی میں آزادی کا دھوکہ

لیکن درحقیقت بے پردگی میں نہ آزادی ہے نہ راحت وسکون ہے بلکہ سکون کا دھوکہ ہے، راحت کا دھوکہ ہے، آزادی کا دھوکہ ہے، اگر واقعتہً بے پردگی میں راحت ہوتی تو اللہ تعالیٰ پردہ کا حکم نہ دیتے، اللہ تعالیٰ اور اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے، حقیقت میں اسی کے اندر راحت ہے، اسی میں عزت ہے، اسی میں عفّت ہے، اسی میں پاکدامنی ہے، دنیا کی چند روزہ زندگی کی خاطر اتنے بڑے عذاب کو مول لینا یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں۔

زبان درازی پر عذاب

پھر دوسری عورت کے بارے میں فرمایا کہ جو عورت زبان کے بل لٹکی ہوئی تھی، یہ وہ عورت تھی جو دنیا میں زبان دراز تھی اور بد اخلاق تھی اور اپنے شوہر سے لڑتی جھگڑتی تھی اور اپنی زبان کے ذریعہ ناحق اپنے شوہر کو ستاتی تھی، ایسی عورت کو زبان کے ذریعہ جہنم میں لٹکایا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو ستائے گا اور پریشان کرے گا، اس پر طعن و تشنیع کرے گا، اس کو اور اس کے ماں باپ کو بُرا بھلا کہے گا، ایسا مرد بھی گناہ گار ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ عورتیں اگر گناہ کریں گی تو وہ پکڑی جائیں گی اور مرد آزاد ہیں جو چاہیں، کرتے رہیں، ان کی کوئی پوچھ نہیں ہوگی، ایسا نہیں ہے، بلکہ مرد اگر زبان کے ذریعہ گناہ کریں گے تو ان کی بھی پکڑ ہوگی۔

ناپاک رہنے اور مذاق اڑانے پر عذاب

تیسری عورت جس کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ پیشانی سے اور اس کے دونوں پیر سینے سے بندھے ہوئے ہیں اور اس کو جہنم کا عذاب ہورہا ہے، اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ عورت تھی جو جنابت کے بعد اور مخصوص ایام کے گزرنے کے بعد غسل کا اہتمام نہیں کرتی تھی بلکہ غسل کے

سلسلے میں کوتاہی اور لاپرواہی کرتی تھی اور نہ صرف یہ کہ نماز نہیں پڑھتی تھی بلکہ نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔

غسل میں لاپرواہی کرنا

بعض خواتین غسل کرنے میں بہت لاپرواہی کرتی ہیں کہ غسل فرض ہوگیا لیکن وقت پر غسل نہ کرنے کی وجہ سے نماز قضا ہو رہی ہے، اس کوتاہی میں بہت سے مرد بھی مبتلا ہوتے ہیں، خاص طور پر نوجوان مرد اور نوجوان عورتیں تو اس میں زیادہ مبتلا ہیں یا عین نماز کے وقت بیدار ہوتے ہیں لیکن غسل میں اتنی دیر لگاتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں بعض اوقات جماعت نکل جاتی ہے اور بعض اوقات نماز ہی قضا ہو جاتی ہے، یاد رکھیئے! غسل میں اتنی دیر لگانا کہ اس کی وجہ سے جماعت چھوٹ جائے یا نماز ہی قضاء ہو جائے، گناہ کی بات ہے۔

پاکی کا وقت شروع ہونے پر نماز فرض ہو جاتی ہے

اسی طرح خواتین کے جو نماز نہ پڑھنے کے ایام ہوتے ہیں، ان ایام کے پورے ہو جانے پر خواتین اس کا اہتمام کریں کہ جس وقت وہ ایام ختم ہوں، فوراً غسل کر کے نماز شروع کر دیں۔ بعض خواتین اس میں سستی کرتی ہیں اور کئی کئی نمازیں لاپرواہی میں قضا کر دیتی ہیں، جبکہ ان ایام کے ختم ہو جانے کے بعد ایک نماز بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی خاتون ایسے وقت میں پاک ہوئی جب کہ نماز کا وقت ختم ہونے میں صرف اتنا وقت باقی

ہے کہ وہ خاتون غسل کر کے تکبیر تحریمہ ''اللہ اکبر'' کہہ سکتی ہے تو اس صورت میں بھی اس خاتون پر اس وقت کی نماز فرض ہو جاتی ہے۔ لیکن آج کل خواتین کا یہ حال ہے کہ بعض مرتبہ خواتین رات کو پاک ہو جاتی ہیں، مگر اس کے باوجود دن میں بھی غسل نہیں کرتیں۔ خواتین کو یہ چاہئے کہ اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لیں اور بڑی فکر کے ساتھ اس مسئلہ پر عمل کریں، اس کی پوری تفصیل ''بہشتی زیور'' میں موجود ہے، وہاں اس مسئلہ کو پڑھ کر سمجھ لیں اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو کسی عالم سے سمجھ لیں۔ اس کے علاوہ ''تحفۂ خواتین'' میں بھی حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو اچھی طرح بیان فرمایا ہے، وہاں دیکھ لیں۔

ناجائز تعلقات پر عذاب

چوتھی عورت جس کو آپ نے دیکھا کہ وہ سینے کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت تھی جو دنیا میں نامحرم مردوں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ ان ناجائز تعلقات کا اصل سبب بے پردگی ہے، جہاں بے پردگی ہوتی ہے، وہاں دوسرے مردوں سے ناجائز تعلقات بھی قائم ہوتے چلے جاتے ہیں، یہ بڑی وبال اور عذاب کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ تمام خواتین کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

جھوٹ اور چغلی پر عذاب

پانچویں عورت جس کو آپ ﷺ نے اس حال میں دیکھا کہ اس کا

چہرہ تو خنزیر کی طرح تھا اور باقی جسم گدھے کی طرح تھا اور اس کو ہزاروں قسم کے عذاب ہو رہے تھے، اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ عورت تھی جو دنیا میں جھوٹ بولتی تھی اور چغلی کھاتی تھی، جو عورت اُدھر کی باتیں اِدھر اور اِدھر کی باتیں اُدھر لگاتی ہے اور اس کے نتیجے میں دو عورتوں میں اور دو مردوں میں لڑائی کروا دیتی ہے، اسی کا نام چغلی کھانا ہے، ان دونوں گناہوں کی وجہ سے اس عورت کو یہ دردناک عذاب ہو رہا تھا۔ پھر یہ کام عورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مرد بھی کرسکتا ہے، لہٰذا اگر کوئی مرد بھی یہ کام کرے گا تو وہ بھی گناہ گار ہوگا۔ یہ دونوں گناہ ایسے ہیں جو معاشرے کو تباہ کرنے والے ہیں۔

نااتفاقی کا سبب جھوٹ اور چغلی

اگر آپ غور کریں گے تو یہ نظر آئے گا کہ اکثر ہمارے گھروں میں اور خاندانوں میں جو لڑائی اور جھگڑے ہوتے ہیں یا نااتفاقیاں ہوتی ہیں، اس میں ان دونوں باتوں کو خاص طور پر دخل ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جس گھر میں لڑائی جھگڑا زیادہ ہوگا، وہاں پر جھوٹ بولنے کی عادت زیادہ ہوگی اور جو جھوٹ بولتا ہے وہ چغلی بھی لگاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان دونوں کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر یہ دونوں گناہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم اور ملزوم ہیں۔

چغلی کی حقیقت

چغلی میں یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص نے وہ بات کہی نہیں لیکن آپ نے

جا کر دوسرے سے وہ بات کہہ دی کہ فلاں شخص تمہارے بارے میں یہ کہہ رہا تھا۔ ہمارے یہاں تحقیق کرنے کا رواج نہیں ہے، بس دوسرے سے جو بات سن لی، وہ پتھر کی لکیر ہے اور وہ شخص جس کے متعلق وہ بات کہی گئی ہے، وہ اگر قسم کھا کر بھی یہ کہہ دے کہ میں نے یہ بات نہیں کہی، پھر بھی اس کی بات نہیں مانی جاتی۔ جب دونوں طرف کی باتیں ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ہوں گی تو اس کے اندر جھوٹ بھی ہوگا، چغلی بھی ہوگی اور غیبت بھی ہوگی، اس کے نتیجے میں لڑائی جھگڑا اور نا اتفاقیاں ہوں گی۔ اگر مرد حضرات بھی اور خواتین بھی واقعتہً ان دونوں گناہوں سے آج ہی پکی توبہ کرلیں تو آدھے سے زیادہ ہمارے گھروں کا فساد ختم ہو جائے، گھروں سے نا اتفاقی ختم ہو جائے اور گھروں میں چین وسکون اور آرام و راحت کی لہر آ جائے۔

حسد کرنے اور احسان جتلانے پر عذاب

چھٹی عورت جس کو آپ ﷺ نے اس حال میں دیکھا کہ اس کا جسم کتے کی طرح تھا اور اس کے منہ سے جہنم کی آگ داخل ہو رہی تھی اور پاخانے کے راستے سے باہر نکل رہی تھی اور اس کو جہنم کے گرز مارے جا رہے تھے، یہ وہ عورت تھی جو دنیا میں دوسروں پر احسان کر کے احسان جتلاتی تھی اور دوسروں کی چیزوں پر حسد کرتی تھی۔ یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ اگر عورتوں کے اندر پائی جائیں تو ان کے لئے باعث عذاب اور اگر مردوں کے اندر پائی جائیں تو ان کے لئے بھی باعث وبال ہیں، ہر مسلمان مرد وعورت کو چاہئے کہ وہ احسان

جتلانے سے بھی بچیں اور حسد کرنے سے بھی بچیں۔

حسد کی حقیقت

حسد کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھے، مثلاً ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے خاص منصب عطا فرمایا ہے یا مال عطا فرمایا ہے یا دین و دنیا کے اعتبار سے کسی اور نعمت سے سرفراز فرمایا ہے، اب کوئی شخص اس کی نعمت کو دیکھ کر دل میں جلتا رہے اور کڑھتا رہے اور دل دل میں یہ تمنا کرے کہ کسی طرح اس کی یہ نعمت اس سے چھن جائے، مجھے ملے یا نہ ملے لیکن اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے، اس کا نام "حسد" ہے۔ مثلاً کسی کے کپڑے دیکھ کر حسد کرنا یا زیور دیکھ کر حسد کرنا، یا اس بات پر حسد کرنا کہ اس کے پاس اتنی اچھی گاڑی کہاں سے آ گئی، اس کے پاس اتنا عمدہ مکان کہاں سے آ گیا، یا اس کو اتنا اچھا رشتہ کیوں مل گیا، خلاصہ یہ کہ کوئی بھی نعمت کسی کو ملی، اب دوسرا شخص چاہے مرد ہو یا عورت، وہ اپنے دل میں اس نعمت کو دیکھ کر یہ خواہش کرے کہ کسی طرح سے اس کی یہ نعمت اس کے پاس سے چھن جائے، چاہے مجھے ملے یا نہ ملے، یہ حسد ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔

حسد کا علاج

اگر کسی شخص کے دل میں حسد محسوس ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اے اللہ! آپ نے جو نعمت اس کو عطا فرمائی ہے، اس نعمت میں اس کے لئے برکت اور ترقی عطا فرما اور مجھے بھی اپنے فضل سے یہ نعمت

عطاء فرما، جس طرح آپ نے اس پر کرم فرمایا، مجھ پر بھی اپنا کرم فرما۔ اس دعا کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ حسد کی بیماری جاتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض

''حسد'' میں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض ہوتا ہے، کیونکہ جس انسان کو جو نعمت ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم سے ملتی ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا۔ (سورۃ الزخرف: ۳۲)

یعنی ہم نے دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کر دی ہے۔ لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمت دی ہے وہ اپنی حکمت اور قدرت اور فضل سے عطاء فرمائی ہے، اگر کسی کو عزت ملی یا منصب ملا، یا مال ملا یا اولاد ملی یا مکان ملا وہ سب منجانب اللہ ملا ہے اور جب منجانب اللہ ملا ہے تو ہم اس پر اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں اور یہ آرزو کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں کہ اس کی یہ نعمت چھن جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دینا چاہتے ہیں اور ہم چھیننا چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہ ''حسد'' کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم پر اعتراض کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کرنا بڑا سنگین گناہ ہے، اس لئے ''حسد'' سے بچنا چاہئے۔ مرد اور عورت دونوں کو اس گناہ سے بچنے کی ضرورت ہے۔

احسان جتلانا گناہ ہے

دوسرا گناہ جو اس حدیث میں بیان فرمایا، وہ ہے ''احسان جتلانا'' یہ بات سب جانتے ہیں کہ اگر کوئی کسی دوسرے شخص کو کوئی چیز دے اور دینے کے بعد پھر اس سے یہ کہے کہ ہم نے تمہیں یہ چیز دی ہے، یہ احسان جتلانا ہے جو بڑا گناہ ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں یہ گناہ بھی بہت پایا جاتا ہے، خاص طور پر یہ گناہ ان لوگوں میں زیادہ پایا جاتا ہے جو رسم و رواج کے تابع ہو کر دوسروں کو تحفے اور ہدایا دیتے ہیں یا نمائشی طور پر ہدیے اور تحفے دیتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہدیہ اور تحفہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں دیا اور جب اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں دیا تو اب دیتے وقت یہ نیت ہوتی ہے کہ جب ہم نے اس کو تحفہ دیا ہے تو اس کا بدلہ بھی ہمیں ملنا چاہئے، اب اگر بدلہ نہیں ملا یا تحفہ کے مقابلے میں بدلہ کم ملا تو اس تحفہ پر احسان جتلاتے ہیں کہ صاحب! ہم نے ان صاحب کو یہ دیا، ان کے وقت میں ہم نے ان کی یہ خدمت کی، لیکن وہ صاحب تو نہ ہمیں ملنے کے لئے آئے اور نہ ہی ہمیں کچھ دیا، بس کھا کر بیٹھ گئے، دینے کا نام ہی نہیں لیتے، یہ بڑے کنجوس ہیں۔ یاد رکھئے! یہ باتیں احسان جتلانے کے اندر داخل ہیں اور ناجائز اور حرام ہیں۔

نیک سلوک اور ہدیہ تحفہ اللہ تعالیٰ کیلئے دو

لہٰذا اگر کسی کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا ہے یا کسی کو کوئی ہدیہ یا تحفہ دینا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے دو، ورنہ مت دو، اس لئے کہ

ہدیہ دینا کوئی فرض و واجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے لینے کی نیت کریں اور وہ اجر و ثواب ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کے لئے اور اجر و ثواب کی امید پر دے رہے ہیں تو پھر کسی انسان سے اس کے بدلہ کی امید نہیں رکھنی چاہئے، اب چاہے وہ دے یا نہ دے، یا کم دے یا زیادہ دے، ہماری اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے، لہٰذا کسی سے اچھا برتاؤ کر کے، اچھا سلوک کر کے اور کسی کو ہدیہ اور تحفہ دے کر ہمیشہ کے لئے بھول جانا چاہئے۔ اور جب دیتے وقت اللہ تعالیٰ کے لئے دینے کی نیت ہوگی تو اس کا بدلہ نہ دینے پر تمہیں کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا اور جب اعتراض نہیں ہوگا تو احسان جتلانے کی نوبت بھی نہیں آئے گی، اس لئے اگر کسی نے احسان کر کے احسان جتلایا ہو تو وہ اس گناہ سے توبہ کر لے اور آئندہ اس گناہ سے پرہیز کرے۔ بہرحال! جو عورت احسان کر کے احسان جتلانے والی ہوگی اور جو عورت دوسروں کی نعمت پر حسد کرنے والی ہوگی، ایسی عورت کا عذاب اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ

اس حدیث میں چھ قسم کی عورتوں پر عذاب کو بیان فرمایا ہے۔ جس میں سے پہلی قسم کی عورت وہ ہے جو بے پردہ ہو کر نامحرم مردوں کے سامنے آتی جاتی ہے۔ لہٰذا خواتین کے لئے نامحرم مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے، گھر کے اندر بھی اور گھر کے باہر بھی، خاص طور پر جب کوئی خاتون کسی ضرورت

سے باہر نکلے تو اس کو شرعی پردہ کر کے نکلنا چاہئے، بے پردہ نکلنا گناہ کی بات ہے۔

گھر کے مرد خواتین کو پردہ کرنے پر آمادہ کریں

مردوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر کی عورتوں کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کریں، نرمی سے ان کو سمجھائیں اور اس موضوع پر جو کتابیں چھپی ہوئی ہیں، ان کو پڑھوانے سے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آسانی سے معلوم ہو جائے گا، پھر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا، چنانچہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''شرعی پردہ'' اور دوسری کتاب ''پردۂ شرعی کی چہل حدیث'' ہے جو حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی ہے، یہ کتابیں یا تو پڑھ کر خواتین کو سنائیں یا خواتین خود مطالعہ کر لیں، رفتہ رفتہ اس حکم پر عمل کرنے کی فکر کریں اور کوشش کریں، ہمت کر کے قدم آگے بڑھائیں اور شرعی پردہ کا اہتمام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام مسلمان خواتین کو بے پردگی کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور شرعی پردہ کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❁❁❁

پل صراط کے سات مراحل

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز

۱۸۸/۱۔ لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر: ۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

پُل صِراط کے سات مَراحل

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم،

اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرّجیم. بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحیم. یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ عَلَیۡهَا مَلٰٓئِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ. صدق اللّٰه العظیم،

(سورۃ التحریم، آیت ۶)

قیامت کے دن پلِ صراط پر سات اعمال کی جانچ پڑتال

میرے قابل احترام بزرگو! اس ایک آیت میں قیامت کا ایک حال ہے جس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ بعض علمائے کرام کے حوالے سے وہ عرض کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ وہ بہت قابلِ توجہ ہے اور یاد رکھنے کے قابل ہے، اس کو اگر سمجھ لیں تو ہماری زندگی کی اصلاح ہو جائے گی، وہ بات یہ ہے:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: قیامت کے دن جب لوگ پل صراط پر سے گزریں گے تو راستے میں سات جگہوں پر سات اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی، جو شخص ان ساتوں اعمال میں کامل نکلے گا اور یہ اعمال اس کے مکمل ہوں گے، تو وہ کامیاب ہو جائے گا اور وہ پل صراط سے گزر کر سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔ اور جو ان ساتوں اعمال میں یا ان میں سے کسی ایک عمل میں فیل ہو گیا اور ناکام ہو گیا اور اس کا وہ عمل خدانخواستہ صحیح نہیں نکلا تو اس کی سزا پانے کے لئے اس کو پل صراط کے اوپر سے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

پل صراط سے گزرنے والے کون لوگ ہوں گے؟

یہ بات تو واضح ہے کہ پل صراط سے گزرنے والے سارے انسان ہوں گے جس میں کفار بھی ہوں گے، مشرکین بھی ہوں گے، مسلمان بھی ہوں گے۔ کفار اور مشرکین تو وہاں سے سیدھے جہنم میں گر جائیں گے اور جہنم میں چلے جائیں گے اور مسلمان جب پل صراط سے گزریں گے تو جو کامل اور مکمل ہوں گے وہ آسانی سے اپنے اپنے عمل کے درجے کے حساب سے گزر جائیں گے اور جن کے اعمال میں کوتاہیاں ہوں گی، خامیاں ہوں گی تو ان کو عارضی طور پر دوزخ میں ڈالا جائے گا اور پھر وہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر جنت میں چلے جائیں گے۔

پل صراط پر سب سے پہلے ایمان کی جانچ پڑتال ہوگی

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے مرحلے پر جس چیز کی

جانچ پڑتال ہوگی، وہ ایمان کی اور کلمہ شہادت کی جانچ پڑتال ہوگی، جیسے ہی مسلمان پل صراط پر سے گزرے گا تو دیکھا جائے گا کہ اس کا ایمان خالص خدا کے واسطے تھا یا نہیں، پھر جن کا ایمان کامل اور مکمل ہوگا اور خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوگا، وہ لوگ آسانی سے یہ پُل پار کریں گے اور جن کا کلمہ صحیح نہیں نکلے گا یعنی وہ دل سے مسلمان نہیں ہوں گے، لوگوں کو دکھانے کے لئے یا دھوکہ دینے کے لئے انہوں نے زبان سے کلمہ پڑھا تھا، وہ کلمہ انہوں نے دل سے نہیں پڑھا تھا جیسا کہ منافقین کلمہ پڑھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو منافقین تھے، وہ زبان سے تو کلمہ پڑھتے تھے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے تھے، کہنے کے مطابق نماز بھی پڑھتے تھے، جہاد میں بھی چلے جاتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کا وہ کلمہ پڑھنا شیطان کا کلمہ پڑھنا تھا، وہ اسلام ان کا نمائشی اسلام تھا، دکھانے کے لئے تھا، دل سے وہ مسلمان نہیں تھے، لہٰذا وہ دوزخ ہی میں جائیں گے۔

اسی طرح ہمارے زمانے میں قادیانی جتنے بھی ہیں، یہ بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ کلمہ معتبر نہیں اور کلمہ پڑھنے کے باوجود اور نماز پڑھنے کے باوجود وہ مسلمان نہیں۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو تہتر/۷۳ فرقے ہوں گے، ان تہتر/۷۳ فرقوں میں سے بہت سے فرقے اپنے عقائد کی وجہ سے کافر

ہوں گے، اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ کافر ہوں گے اور جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے، حالانکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے، مسلمان ہی سمجھتے تھے، لیکن عقائد کفریہ کی وجہ سے وہ مسلمان نہیں ہوں گے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور جو کافر نہیں ہوں گے وہ اپنے کیے کی سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکال لیے جائیں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ پل صراط کے پہلے مرحلے پر کلمہ کی جانچ پڑتال ہوگی اور ایمان کی جانچ پڑتال ہوگی کہ کس کا ایمان خالص اللہ کے لیے تھا اور کون دل سے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور کون دکھانے کے لئے اور نمائش کے لئے اور مسلمانوں میں رہ کر مسلمانوں کے مفادات کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا، حالانکہ حقیقت میں وہ مسلمان نہ تھا، تو ایسا شخص وہاں فیل ہو جائے گا (اللہ بچائے) اور اس کو دوزخ کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

دوسرے نمبر پر نماز کی جانچ پڑتال ہوگی

دوسرے مرحلے پر جب پہنچیں گے تو وہاں نماز کی جانچ پڑتال ہوگی اور نماز کی تفتیش ہوگی کہ کس کی نماز مکمل ہے اور کس کی نماز نامکمل ہے، تو جس مسلمان مرد عورت کی نماز مکمل نکلے گی، اس کو وہاں سے آگے گزرنے کی اجازت دیدی جائے گی اور خدانخواستہ جو نماز ہی نہیں پڑھتا تھا (اللہ بچائے) کتنے مسلمان ایسے

ہیں جو ہیں تو مسلمان مگر نماز نہیں پڑھتے ، حالانکہ نماز نہ پڑھنا یہ بہت بڑے عذاب اور وبال کی بات ہے، یا نماز تو پڑھتا تھا مگر سنت کے مطابق نہیں پڑھتا تھا، اس کی نماز برائے نام تھی ، اسے نماز کہنا مشکل تھا، حالانکہ اس کو اس چیز کا اہتمام کرنا ضروری تھا کہ وہ اپنی نماز آرام آرام سے اور اطمینان سے سنّت کے مطابق ادا کرنے کی فکر کرتا، تو اس مرحلے پر جس کی نماز مکمل نکلے گی ، اس کو آگے گزرنے کی اجازت دیدی جائے گی اور اگر خدانخواستہ وہ نماز ناقص نکلی یا قابل قبول نہ نکلی تو اس کو سزا کے طور پر آگے جانے کی اجازت نہیں ملے گی اور اس کو وہیں سے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔

نمازیں سنّت کے مطابق پڑھئے

ہمیں یہاں دنیا میں اپنی نماز کو سنّت کے مطابق بنانے کی فکر کرنی چاہئے۔اس کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا رسالہ بڑا ہی مقبول اور بہت ہی آسان اور بہت ہی عام فہم ہے، اس کا نام ہے ’’اپنی نمازیں سنّت کے مطابق پڑھئے‘‘ جو بہت ہی قابل قدر ہے، ہمیں ضرور اس کو دیکھ کر اپنی نماز کے ہر ہر رکن کو اس کے مطابق ادا کرنے کی مسلسل مشق کرنی چاہیے اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کا بھی طریقہ نماز مرتب کیا گیا ہے، مختصر کتابچہ ہے ’’خواتین کا طریقہ نماز‘‘ اس میں بھی تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک خواتین کے لئے نماز کے ہر ہر رکن کو سنت کے مطابق

ادا کرنے کی کیفیت بیان کردی گئی ہے۔

مرد حضرات وہ کتابچہ لے لیں جو مردوں کے لئے لکھا گیا ہے اور خواتین وہ رسالہ لے لیں جو ان کے لئے مرتب کیا گیا ہے، ان کتابوں کو لے کر ہم اس کے مطابق اپنی نماز کو سدھارنے کی فکر کریں تاکہ ہماری نماز سنت کے مطابق ہو۔

نماز سے چوری

ایک حدیث میں ہے کہ سرور کائنات جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا ''بدترین چور وہ ہے جو نماز سے چوری کرے'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا حضرت! نماز سے چور کیسے چوری کرے گا؟ نماز کی چوری کس طرح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی چوری یہ ہے نہ نماز میں رکوع سجدہ اچھی طرح ادا نہ کیا جائے۔

اپنی نماز کا جائزہ لیں

آج ہم اپنی نماز کا جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ ہم نماز جلدی جلدی پڑھنے کے عادی ہیں اور اس جلد بازی کی وجہ سے ہماری نماز بڑی ناقص ہو رہی ہے، خاص طور سے چار جگہ ہماری نماز بڑے خطرے میں پڑ جاتی ہے، ایک تو رکوع میں اور دوسرے سجدے میں، کہ جلد بازی کی وجہ سے رکوع سجدہ صحیح ادا نہیں ہوتا، اور ایک قومہ میں اور ایک جلسہ میں، قومہ اور جلسہ میں تو بڑی عجلت ہوتی ہے بلکہ اس میں آدمی رکوع سجدہ سے زیادہ جلد بازی میں ہوتا ہے (قومہ رکوع سے سیدھا

کھڑے ہونے کو کہتے ہیں اور پہلا سجدہ کرنے کے بعد جو بیٹھتے ہیں اس کو جلسہ کہتے ہیں) یہ دونوں واجب ہیں، قومہ کے اندر کم از کم ایک تسبیح کے برابر اطمینان سے کھڑے رہنا واجب ہے اور جلسہ کے اندر بھی کم از کم ایک تسبیح کے برابر اپنی کمر سیدھی رکھنا واجب ہے، اگر کوئی شخص اس کو واجب جانتا ہے پھر بھی جان بوجھ کر اس واجب کو چھوڑ دیتا ہے تو جان بوجھ کر اس واجب کو چھوڑنے سے نماز ہی نہیں ہوتی، اس کو نئے سرے سے نماز پڑھنا ضروری ہوتا ہے، اور چونکہ ہم تو جلد بازی سے نماز پڑھنے کے عادی ہیں، اس لئے ہم سے بھول نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ، ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم دانستہ قومہ کا واجب چھوڑ دیتے ہیں اور کبھی جلسہ کا واجب چھوڑ دیتے ہیں اور رکوع کے اندر کبھی اتنا تھوڑا جھکتے ہیں کہ رکوع پوری طرح ادا نہیں ہوتا۔

سجدہ بھی سنّت کے مطابق سکون اور اطمینان سے ادا ہونا چاہئے، رکوع بھی سنّت کے مطابق سکون اور اطمینان سے ادا ہونا چاہئے، جلسہ اور قومہ بھی سنّت کے مطابق سکون اور اطمینان سے ادا ہونا چاہئے۔

قومہ کے اندر پڑھنے کے لئے کچھ دعائیں منقول ہیں جو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے رسالے میں ''مسنون دعائیں'' کے نام سے لکھی ہیں، ان دعاؤں کو پڑھنا زیادہ بہتر ہے، لیکن جب وہ دعائیں یاد ہو جائیں تو وہ پڑھیں، جب تک وہ یاد نہ ہوں اس وقت تک قومہ کے اندر رَبَّنَا لَکَ

اَلْحَمْدُ کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ ، اگر ہم یہ دعا پڑھ لیں گے تو انشاء اللہ ہمارا قومہ بہت آرام سے صحیح ادا ہو جائیگا۔

ایسے ہی جلسے کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" (اے اللہ! میری مغفرت فرما) بھی ثابت ہے، یہ دعا ایسی ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو آسانی سے یاد ہو سکتی ہے، تو جب پہلا سجدہ کر کے بیٹھیں تو بیٹھتے ہی فوراً دوسرے سجدہ میں نہ جائیں بلکہ آرام سے بیٹھ کر "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" کم از کم ایک مرتبہ تو پڑھ لیں، اچھا تو یہ ہے کہ تین مرتبہ پڑھیں، جس طرح رکوع میں تین مرتبہ تسبیح پڑھتے ہیں، سجدے میں تین مرتبہ تسبیح پڑھتے ہیں، اسی طرح جلسے میں تین دفعہ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" پڑھ لیں اور اسی طرح قومہ کے اندر یہ دعا پڑھ لیں "حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ" تو خود بخود ان چار جگہوں پر ٹھہراؤ آجائے گا، جب ان چاروں جگہوں پر ٹھہراؤ آئے گا تو باقی جگہوں پر بھی انشاء اللہ ٹھہراؤ آجائے گا، تو کافی حد تک ہماری نماز اچھی ہو جائے گی اور درست ہو جائے گی۔

ناقص نماز دُخولِ جہنم کا ذریعہ

بہر حال! جس مرحلے پر نماز کی جانچ پڑتال ہو گی وہاں اگر نماز صحیح نکلے گی تو اس کو نجات ملے گی اور اگر خدانخواستہ نماز صحیح نہیں نکلی اور ناقص نکلی تو اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تیسرے نمبر پر رمضان کے روزوں کی جانچ پڑتال ہوگی

تیسرے مرحلے پر جب پہنچیں گے تو وہاں رمضان المبارک کے روزوں کی جانچ پڑتال ہوگی، جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے صحیح رکھے ہوں گے اور اس کے روزے مکمل نکلیں گے، اس کو آگے گزرنے دیا جائے گا اور آگے گزرنے کی اجازت دیدی جائے گی، مگر جس شخص نے روزے رکھے ہی نہیں تھے یا روزے رکھے تھے مگر وہ روزہ رکھنا بس ایسے ہی تھا کہ جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض روزہ رکھنے والے ایسے ہوں گے کہ ان کے روزے میں بھوکا رہنے کے سوا کچھ بھی نہیں، ان کو کوئی ثواب نہیں، کوئی اجر نہیں، بس بھوکا رہنا ملے گا، یعنی روزہ تو رکھ لیا مگر آنکھوں کا روزہ نہ رکھا، کانوں کا روزہ نہ رکھا، زبان کا روزہ نہ رکھا اور دل ودماغ کا روزہ نہ رکھا، ہاتھ کا روزہ نہ رکھا۔ ہاتھ کا روزہ یہ ہے کہ ہاتھ سے ہاتھ والے گناہ نہ ہوں، آنکھوں کا روزہ یہ ہے کہ آنکھوں سے گناہ نہ ہوں، کانوں کا روزہ یہ ہے کہ کانوں سے گناہ نہ ہوں۔

حقیقی روزہ وہ ہے جس میں اعضاء کو گناہوں سے بچایا جائے

روزہ جب رکھ لیا تو بس انسان جیسے اپنے منہ کو کھانے اور پینے سے محفوظ رکھتا ہے کہ روزے کی حالت میں کھانا پینا حرام ہے، ایسے ہی روزے کی حالت میں اپنے منہ کو جھوٹ سے بچائے، غیبت سے بچائے، کان کو گانا سننے سے بچائے، غیبت سننے سے بچائے اور ہاتھوں کو کسی کے ساتھ زیادتی کرنے سے

بچائے، تو جتنے بھی ہاتھ، پیر، آنکھ، کان، ناک اور منہ کے گناہ ہیں، ان سے بھی اپنے آپ کو بچائے، تب تو رمضان شریف کا روزہ واقعی روزہ ہے اور اگر خالی پیٹ کا روزہ ہے تو اس کے لئے حدیث کے مطابق سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے کچھ نہیں، یعنی کوئی ثواب نہیں، اسی لئے ضروری ہے کہ جب روزہ رکھیں تو پھر کوئی گناہ نہ ہو، اگر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے حضور اس گناہ سے توبہ کریں، تو جن لوگوں کے روزے مکمل نکلیں گے، ان کو آگے گزرنے دیا جائے گا اور جانے کی اجازت مل جائے گی ورنہ وہیں سے ان کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

چوتھے نمبر پر زکوٰۃ کی جانچ پڑتال ہوگی

چوتھے مرحلے پر جب پہنچیں گے تو وہاں زکوٰۃ کی جانچ پڑتال ہوگی کہ زکوٰۃ دیتے تھے یا نہیں؟ پائی پائی کی زکوٰۃ نکالتے تھے یا نہیں؟ زکوٰۃ نکالنے کے بعد اس کو صحیح مصرف میں خرچ کرتے تھے یا نہیں؟

زکوٰۃ کے صحیح مصرف کون ہیں؟

بہت سے مرد حضرات صاحب زکوٰۃ ہوتے ہیں مگر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، اسی طرح بہت سی خواتین کے پاس بھی سونے کے زیورات ہوتے ہیں لیکن یا تو ان کی زکوٰۃ ہی نہیں نکالتیں، یا دھیان سے نہیں نکالتیں، آج کل تو یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ نکالنے والے یہ خیال نہیں رکھتے کہ جہاں زکوٰۃ دے رہے ہیں وہ شرعی مصرف بھی ہے یا نہیں۔

آج کل زکوٰۃ میں چندے جیسا معاملہ ہے، بس جو چندہ مانگنے والا پسند آگیا اس کو دیدیا جاتا ہے بلکہ بغیر کسی تحقیق کے دیدیا جاتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی کہ ہر مانگنے والے کو دیدی جاتی ہے، اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ دیکھا جائے جس کو زکوٰۃ دے رہے ہیں وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کا جو خاص مصرف ہے، اس مصرف میں زکوٰۃ پہنچائیں گے تب ہی زکوٰۃ ادا ہوگی، اگر اپنی مرضی سے ہم نے بلا کسی تحقیق کے اور بلا کسی امتیاز کے کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دیدی جو زکوٰۃ کا شرعی مصرف نہیں ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جو خود زکوٰۃ نہیں دیتے وہ زکوٰۃ ادا کرنے کی فکر کریں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنا حساب صحیح رکھیں۔

زکوٰۃ سے متعلق ایک اہم کوتاہی

جو لوگ انگریزی سال کے حساب سے زکوٰۃ نکالتے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ ہر سال گیارہ دن کی زکوٰۃ زیادہ دیں، کیونکہ اسلامی سال کے حساب سے انگریزی سال کے حساب میں گیارہ دن کا فرق پڑتا ہے، اگر کوئی انگریزی سال کے حساب سے زکوٰۃ دیتا رہے گا تو ۳۳ سال کے بعد ایک سال کی زکوٰۃ اس کے ذمے میں واجب رہ جائے گی، اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہر سال گیارہ دن کی زکوٰۃ زیادہ ادا کریں، تاکہ ۳۳ سال کے بعد ایک سال کی زکوٰۃ ہمارے ذمہ واجب نہ رہ جائے۔

بہر حال چوتھے مرحلے پر آکر زکوۃ کا سوال ہوگا اور اس کی جانچ پڑتال ہوگی، جس نے زکوۃ پوری دی ہوگی اور اس کی ادائیگی صحیح کی ہوگی تو اس کو آگے جانے کی اجازت دیدی جائے گی اور اگر کسی نے زکوۃ ہی نہ دی یا اس کی ادائیگی صحیح نہیں کی تو اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، کیونکہ زکوۃ نہ دینے کا عذاب یہی ہے کہ دوزخ میں ڈالا جائے۔

زکوۃ نہ دینے والوں کا انجام

جیسے ایمان نہ لانے کا عذاب دوزخ ہے، جیسے نماز نہ پڑھنے کا عذاب دوزخ ہے، روزے نہ رکھنے کا عذاب دوزخ ہے، اسی طرح زکوۃ نہ دینے والوں کا انجام بھی یہی ہے کہ اس کی سزا میں اس کو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

پانچویں نمبر پر حج وعمرے کی جانچ پڑتال ہوگی

پانچویں مرحلے پر جب پہنچیں گے تو وہاں ان کے حج وعمرے کا امتحان ہوگا اور اس کی جانچ پڑتال ہوگی کہ جب اللہ نے حج فرض کیا تھا تو انہوں نے حج کیا یا نہیں کیا؟ اور اگر کیا تو صحیح کیا یا نہیں؟ اس لئے کہ جب اللہ نے حج فرض کیا ہے تو یہ بھی فرض کیا ہے کہ اس کا طریقہ سیکھیں، اس کے فرائض کو سیکھیں، اس کے واجبات کو سیکھیں، اور پھر ان فرائض اور واجبات کے مطابق اپنے حج کو ادا کریں۔

عمرہ اگر چہ فرض نہیں، مگر جب آدمی احرام باندھ کر وہاں چلا جائے تو اس کی

ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے اور جب ادائیگی ضروری ہوگئی تو اس کے فرائض اور واجبات بھی جاننا ضروری ہیں، پھر عمرہ کے فرائض وواجبات جان کر اس کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا ضروری ہے، کیونکہ اگر فرائض وواجبات سیکھے بغیر حج یا عمرہ ادا کرے گا تو ممکن ہے کسی فرض کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے اس کے حج یا عمرے میں گڑبڑ ہو جائے اور واجب چھوٹنے کی وجہ سے اس میں کوئی کمی کوتاہی ہو جائے، پھر اگر دنیا میں ہی اس کی تلافی کرلی اور توبہ کرلی تو اچھا ہو ہے ورنہ قیامت میں سزا ملے گی۔

ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم چھوٹے سے بڑے ہو گئے ہیں لیکن ہم نے کبھی وضو کرنا نہ سیکھا، ہم نے نماز پڑھنا نہ سیکھی، روزہ رکھنا نہ سیکھا، زکوٰۃ دینی نہ سیکھی، حج کرنا نہ سیکھا۔ ہر سال کتنے ہی مسلمان مرد وعورت حج کرنے کے لئے جاتے ہیں، مگر بہت کم لوگ ہیں جو حج کا طریقہ سیکھ کر جاتے ہوں اور اس کے مسائل سیکھ کر جاتے ہوں، اکثر تو ایسے ہی چلے جاتے ہیں اور پھر ایسی ایسی غلطیاں کرکے آتے ہیں کہ "الامان باللہ" اس لئے جو لوگ حج وعمرہ کرنے جائیں ان کے لئے ضروری ہے کہ علمائے حق سے حج کے مسائل سیکھ کر جائیں، کم از کم وہ مسائل سیکھ لیں جن پر حج کی ادائیگی موقوف ہے، فرائض اور واجبات وغیرہ اچھی طرح جان لیں اور سمجھ لیں۔

تفریحی حج

ایک روایت میں ہے کہ:

''جب قیامت قریب آئے گی تو میری امت کے امراء
حج تفریح کے لئے کریں گے''

جیسے اردن، امریکہ اور پیرس گھومنے کے لئے جاتے ہیں، ایسے ہی وہاں بھی گھومنے کے لئے جائیں گے، مکہ مکرمہ بڑا ترقی یافتہ شہر ہے اور مدینہ منورہ بھی، دونوں جگہوں میں حرم قابل دید ہے، اس میں کوئی شک نہیں، ظاہری طور پر بھی قابل دید ہیں اور باطنی طور پر بھی قابل قدر ہیں۔ یہ اس لئے گئے ہیں کہ دیکھ لیں کہ حرم کیسا ہے، اس کی تعمیر کیسی ہوئی ہے، خانہ کعبہ کی تعمیر نو کیسی ہوئی ہے، اس میں کس قسم کا پتھر استعمال کیا گیا ہے، اس میں کس طرح کا اے سی لگایا گیا ہے، اس کے ستون کیسے ہیں، اس کا مینار کیسا ہے، اس کی لائٹیں کیسی ہیں اور اس میں فانوس کس قسم کے لگائے گئے ہیں؟ وہ تو حج کرنے نہیں گئے تھے بلکہ تفریح کرنے گئے تھے۔

دکھلاوے کا حج

تاجر لوگ حج کریں گے تفریح کے لئے اور علماء حج کریں گے شہرت کے لئے، وہ ہر سال حج کرنے جا رہے ہیں اور خوب شہرت ہو رہی ہے کہ فلاں شخص ہر سال حج کر رہے ہیں، یہ اس لئے تاکہ لوگوں کے اندر الحاج مشہور ہوں۔ اور

غرباء اور فقراء بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے، بہت سے فقراء اسی غرض سے جاتے ہیں کہ اتنی بھیک اور صدقہ خیرات تو کہیں نہیں ملتا جتنا وہاں ملتا ہے، وہاں تو ریال ملتے ہیں، تو غرباء اس لئے حج کرنے جاتے ہیں کہ وہاں ان کو خوب صدقہ اور خیرات ملے گا۔

زندگی کا کایا پلٹ جانا قبولیت حج کی علامت ہے

اللہ کے لئے وہی حج کریں گے جو اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کریں گے، اللہ کے واسطے حج کرنے والوں کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی پلٹ جاتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا ہی حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین) ان کی زندگی تبدیل ہو جاتی ہے، اللہ کے گھر سے بہتر جگہ کوئی نہیں ہے، جہاں اللہ کے رسول پیدا ہوئے، جہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، جہاں اللہ کا کلام نازل ہوا، اگر وہ جگہ دیکھ کر بھی انسان نہ بدلے تو پھر کہاں بدلے گا......؟

اپنی ظاہری باطنی حالت کو سنّت نبوی کے مطابق ڈھال لے

لہٰذا حج کی علامت یہ ہے کہ انسان جیسا بھی جائے لیکن جب واپس پلٹے تو زندگی بالکل بدل چکی ہو، چہرے پر سنّت کے مطابق داڑھی آ چکی ہو، لباس سنّت کے مطابق ہو چکا ہو، نماز کا پابند ہو چکا ہو، گناہوں سے بچنے والا ہو چکا ہو۔ اگر ایسا حج وعمرہ کر کے آئے تو سبحان اللہ! اس کا بدلہ اللہ کے ہاں جنت کے سوا کچھ

نہیں۔

چھٹے نمبر پر وضو اور غسل کی جانچ پڑتال ہوگی

چھٹے مرحلے پر جا کر وضو اور غسل کی جانچ پڑتال ہوگی، ہر شخص سے پوچھا جائے گا کہ وہ وضو صحیح کرتا تھا یا نہیں؟ وہ غسل جنابت صحیح کرتا تھا یا نہیں؟

وضو کے چار فرائض اور اس کی باریکیاں

یاد رکھئے! وضو کے اندر چار فرض ہیں پہلا فرض! پورا چہرہ دھونا، دوسرا فرض! کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا، تیسرا فرض! چوتھائی سر کا مسح کرنا، چوتھا فرض! ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

غسل جنابت کے اندر پہلا فرض! منہ کے اندر پانی گھمانا کہ حلق کے اندر اچھی طرح پانی گھوم جائے، دوسرا فرض! ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک کی نرم ہڈی ہے، تیسرا فرض! سارے جسم پر پانی اس طرح بہانا کہ کہیں بھی بال برابر بھی جگہ سوکھی نہ رہے اگر بال برابر بھی جگہ سوکھی رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔

وضو کے اندر بھی اگر بال برابر جگہ بھی سوکھی رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہیں ہوگا تو پھر نماز بھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ غسل کرنے والوں جب پتہ ہے کہ غسل کے اندر تیسرا فرض سارے جسم پر پانی بہانا ہے تو اس نے کیوں نہیں پانی بہایا؟ اس کو معلوم تھا کہ وضو میں کن کن اعضاء کو اچھی طرح دھونا ضروری ہے، اگر بال برابر بھی جگہ سوکھی رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا، پھر بھی اس نے کیوں اہتمام نہیں کیا

اور کیوں غفلت سے کام لیا۔

غفلت سے وضو کرنے والوں کے لئے تنبیہ

چنانچہ جب آدمی جلد بازی میں وضو کرتا ہے تو اس کی کہنیاں سوکھی رہ جاتی ہیں اور سردیوں میں خاص طور پر سوکھی رہ جاتی ہیں، سردی میں آدمی وضو نا تمام سا کرتا ہے اور اہتمام سے کہنیوں تک پانی نہیں پہنچاتا، حالانکہ وضو میں کہنیوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے، وضو اور غسل کے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ایڑیاں اور کہنیاں سوکھی نہ رہنے پائیں، سردیوں میں زیادہ خیال رکھیں، کیونکہ سردیوں میں جسم سست ہوتا ہے، سستی کی وجہ سے کہنی تک پانی صحیح طرح سے نہیں پہنچ پاتا، بعض دفعہ اوپر سے ایسے ہی بہہ جاتا ہے اندر سوکھا رہ جاتا ہے، ایڑیاں، کہنیاں اور جہاں جہاں پر بھی یہ خطرہ ہو کہ پانی نہیں پہنچے گا، وہاں تک پانی پہنچائیں۔

سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم وضو اور غسل سنت کے مطابق کرنے والے بن جائیں، کیونکہ جب ہم ہمیشہ کے لئے وضو سنّت کے مطابق کرنے کے عادی بن جائیں گے اور غسل سنّت کے مطابق کرنے کے عادی بن جائیں گے تو پھر انشاء اللہ کوتاہی نہ ہوگی اور سنّت کا ثواب الگ ملے گا، وضو اور غسل بھی انشاء اللہ کامل ہو جائے گا۔ وضو کے لئے ایک کتابچہ ہے ''وضو درست کیجئے'' اس کے اندر پورا وضو کا طریقہ سنّت کے مطابق لکھا ہوا ہے۔

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کے لئے ایک چھوٹا سا رسالہ ہے "مسائل غسل" یہ رسالہ خاص طور پر نوجوانوں کے لئے لکھا گیا ہے، نوجوانوں کو بعض دفعہ غسل کے فرائض بھی معلوم نہیں ہوتے اور بعض دفعہ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ غسل کب فرض ہوتا ہے اور فرض غسل کس طرح کیا جاتا ہے؟ جب معلوم ہی نہیں ہوگا تو وہ کس طرح غسل کریں گے۔ یہ رسالہ سب ہی کے لئے مفید ہے لیکن نوجوانوں کے لئے بہت اہم اور ضروری ہے، نوجوانوں کے لئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے، یہ کتابیں لے لیں تاکہ ہمارا وضو بھی مکمل ہو اور سنّت کے مطابق ہو اور ہمارا غسل بھی سنّت کے مطابق ہو اور مکمل ہو۔

لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارے وضو اور غسل صحیح ہو جائیں اور سنّت کے مطابق ہو جائیں، تاکہ جب ہم اس مرحلے پر پہنچیں تو خدانخواستہ وہاں یہ ناقص اور قابل گرفت نہ نکلیں۔

ساتویں نمبر پر حقوق العباد کی جانچ پڑتال ہوگی

اس کے بعد ساتویں مرحلے پر حقوق العباد کی جانچ پڑتال ہوگی، یعنی ایک انسان نے دوسرے انسان کے ساتھ جو زیادتیاں کی ہوں گی، ان کی وہاں پر جانچ پڑتال ہوگی کہ اس نے کسی کا حق تو نہیں مارا، اس نے کسی کے ساتھ زیادتی تو نہیں

کی، اس نے کسی کے ساتھ ظلم تو نہیں کیا، اس نے کسی کی عزت تو خراب نہیں کی، اس نے کسی کا پیسہ تو ناحق نہیں کھایا۔ اگر اس نے کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی ہوگی اور کسی کا کوئی حق اس کے ذمے واجب نہیں ہوگا تو اس کو وہاں سے گزرنے دیا جائے گا، بس یہاں سے گزرتے ہی وہ پل صراط سے پار ہو جائے گا۔

پل صراط کا سب سے مشکل مرحلہ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سات مرحلوں میں سب سے مشکل جو مرحلہ ہوگا، وہ یہ ساتواں مرحلہ ہوگا، یہاں آکر حاجی بھی، نمازی بھی، روزہ رکھنے والے بھی، زکوٰۃ دینے والے بھی اٹک جائیں گے، یہاں آکر فیل ہو جائیں گے اور دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے، یہاں سے گزرنا بڑا مشکل ہوگا، یہاں سے گزرنے والا بڑا خوش قسمت ہوگا (اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں بھی ان ہی میں شامل فرمادے جو یہاں سے بھی آسانی سے گزر جائیں گے)

اس دنیا میں ہم اس طرح سے رہنا سیکھیں کہ کسی انسان کی ہم سے کوئی حق تلفی نہ ہو، اس لئے کہ حقوق العباد میں جو کوتاہیاں ہیں وہی آخرت میں خطرناک ہیں۔

اپنی آخرت کو دنیا ہی میں سنوار لیں

دنیا میں تو اس کی تلافی بہت آسان ہے کہ جس کا حق لیا ہے، یا تو اس کو ادا کر دو یا معافی مانگ لو، یہاں تو بہت ہی آسان ہے، یہاں کسی کے پاؤں میں اپنی

پگڑی رکھ دینا کوئی مشکل کام نہیں، یہاں کسی آدمی سے عاجزی سے معافی مانگنا کوئی عیب کی بات نہیں، لیکن اگر خدانخواستہ کوئی انسان دنیا سے اس حالت میں چلا گیا کہ کسی کو گالی دے رکھی ہے، کسی کی عزت اتاری ہوئی ہے، کسی کی غیبتیں کی ہوئی ہیں، کسی کے پیسے کھائے ہوئے ہیں، کسی کو ستایا ہوا ہے، کسی کو مارا ہوا ہے اور کسی کو پریشان کیا ہوا ہے، تو یہ چیزیں انسان کے کے لئے بخشش میں رکاوٹ بن جائیں گی۔

کیونکہ نماز میں بھی پاس ہوگیا، روزہ میں بھی پاس ہوگیا، زکوٰۃ میں بھی پاس ہوگیا، حج میں بھی پاس ہوگیا، وضواور غسل میں بھی پاس ہوگیا تو اب یہاں آ کر پوچھا جائے گا کہ تم رہتے کس طرح تھے؟ یہاں آ کر انسان رک جائے گا، تم مرد ہو تو بیوی پر ظلم تو نہیں کیا، بیوی ہو تو شوہر پر ظلم تو نہیں کیا، پڑوسی کے ساتھ زیادتی تو نہیں کی، اپنے خریداروں کے ساتھ زیادتی تو نہیں کی، تمہارے خریدنے والوں نے بیچنے والوں کے ساتھ ظلم تو نہیں کیا، یہ سارے معاملے ہیں بندوں کے ایک دوسرے کے ساتھ، یہ وہاں جا کر جانچے جائیں گے۔

معاشرے کی عام برائیاں

اور ایک بہت بڑی خطرناک برائی جو ہمارے معاشرے کے اندر سب سے زیادہ پھیلی ہوئی ہے، وہ ہے بجلی کی چوری، گیس کی چوری، ٹیلی فون کی چوری، ریلوے کی چوری، پانی کی چوری، دفتروں میں اور آفسوں میں جو چیزیں دفتر کے

کام کرنے کے لئے دی جاتی ہیں مثلاً کاغذ ہے، پنسل ہے، لفافے ہیں تو یہ اپنے استعمال میں لاتے ہیں، یہ سب کام چوری میں داخل ہیں۔

رشوت اور سود کا عام ہونا

رشوت کتنی عام ہوگئی ہے، سب جانتے ہیں کہ رشوت حرام ہے، لیکن کسی بھی دفتر میں انسان چلا جائے تو سارے قانونی تقاضے پورے کرنے کے باوجود بھی وہ کام بغیر رشوت کے نہیں ہوتا، عدالتوں کا جو حال ہے وہ ہمارے سامنے ہے، سود کا لین دین کتنا عام ہوگیا ہے، اتنا عام ہوگیا ہے اتنا عام ہوگیا ہے کہ جس کو دیکھو بینک میں پیسے رکھ رہا ہے اور وہاں سے سود لے رہا ہے، اب یہ سب حقوق العباد کی پامالیاں ہیں۔

گھناؤنے جرم جو سب سے زیادہ ہلاکت کا باعث بنیں گے

ایک چوری ہوتی ہے کسی ایک انسان کی اور ایک چوری ہوتی ہے پوری قوم کی۔ بجلی کی چوری، ٹیلی فون کی چوری، پانی کی چوری، گیس کی چوری، ڈاک خانے کی چوری، ریلوے کی چوری یہ پوری قوم کی چوری ہے۔ اللہ کی پناہ! اگر کسی نے یہ چوری کر رکھی ہے تو قیامت کے دن پوری قوم ایک طرف ہوگی اور یہ آدمی ایک طرف ہوگا، پوری قوم اللہ سے فریاد کرے گی کہ یا اللہ! اس نے ہماری حق تلفی کی ہے، ہمارا مال چرایا ہے، ہمارے پیسے کھائے ہیں، لہٰذا ہمیں اس کی نیکیاں دلوائیں، یہ آدمی کیسے اکیلا سب کا حق ادا کرے گا؟ اس لئے میرے عزیزو!

میرے بزرگو! ہمیں اس دنیا سے ضرور جانا ہے، جب جانا ہی ہے تو ان باتوں کو یادرکھنا ضروری ہے کہ ہم اس قسم کی کسی چوری میں مبتلا تو نہیں ہیں، کہیں ہم رشوت لینے کے بدترین گناہ میں تو مبتلا نہیں، اگر رشوت کے پیسے لئے ہیں تو واپس دینے پڑیں گے چاہے دس لاکھ لیے ہوں یا دس پیسے لیے ہوں۔

آج نہیں تو کل دینے پڑیں گے

آج نہیں تو کل دینے پڑیں گے، چاہے وہ دینے والا خوشی سے دے رہا ہو، کیونکہ رشوت دینا تو خوشی سے بھی حلال نہیں، کچھ بھی اس کا نام رکھ لو، چاہے اس کا نام تحفہ رکھ لو، چاہے ہدیہ رکھ لو، چاہے مٹھائی کا ڈبہ اس کا نام رکھ لو، مگر وہ رشوت تو رشوت ہی ہے، وہ تو حلال نہیں ہوگی، جس سے لی ہے اس کو واپس دینی پڑے گی، یا تو دنیا میں واپس کردو ورنہ پھر آخرت میں دینی پڑے گی۔

جس جس سے سود کھایا ہے وہ تو دینا ہی پڑے گا، اس کا جو عذاب ہے (اللہ بچائے) بہت ہی ہولناک ہے اور بہت ہی خوفناک ہے۔ان چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، جب چوری حرام ہے تو بس اب وہ حرام ہے، وہ حلال نہیں ہوسکتی، چاہے قوم کی چوری ہو، چاہے قوم کے ایک فرد کی چوری ہو، رشوت بھی حرام ہے، سود بھی حرام ہے، اب یہ باہمی رضا مندی سے سود حلال نہیں ہوسکتا جیسے باہمی رضا مندی سے بدکاری حلال نہیں ہوسکتی، چوری بھی حلال نہیں ہوسکتی، شراب بھی حلال نہیں ہوسکتی، جوا بھی حلال نہیں ہوسکتا، اسی طرح انسانوں کی اور

قوم کی چوری اور حق تلفی یہ حلال نہیں ہوسکتی، اور یہ معاملہ آخرت میں سب سے زیادہ سنگین ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے پاس بندوں کے تین رجسٹر ہیں

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تین رجسٹر ہیں:

(۱) ایک رجسٹر کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

(۲) دوسرے رجسٹر کے بارے میں فرمایا کہ جو کچھ اس کے اندر ہے، وہ ہرگز معاف نہیں ہوگا۔

(۳) اور تیسرے رجسٹر کے بارے میں فرمایا کہ اس کے اندر جو کچھ ہے، اس کے بارے میں ضرور حساب ہوگا۔

اس کی تشریح یوں فرمائی گئی ہے کہ:

پہلا رجسٹر

پہلا رجسٹر جس کے بارے میں حق تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، یہ وہ رجسٹر ہے جس کے اندر انسان کی ان کوتاہیوں کا تذکرہ ہوگا جو اس نے اللہ کے حقوق میں کی ہوں گی، جیسے نماز میں کوتاہی کی، روزہ میں کوتاہی کی، صدقہ میں کوتاہی کی، یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کہلاتے ہیں، اس طرح کی یہ کوتاہیاں اس رجسٹر میں لکھی ہوئی ہوں گی، اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اس طرح کی کوتاہیاں

معاف فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے معاف فرمانے کے بہت سے وعدے کیے ہوئے ہیں، تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے، چاہوں تو حساب لوں گا، چاہوں تو معاف کر دوں گا۔

دوسرا رجسٹر

دوسرا رجسٹر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو کچھ اس کے اندر ہے، وہ ہرگز معاف نہیں ہوگا، یہ وہ رجسٹر ہے جس میں کفر و شرک بندوں کا لکھا ہوا ہوگا، اس لیے اس کی ہرگز ہرگز معافی نہ ہوگی، جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہوگا، اس رجسٹر میں ان کا کفر لکھا ہوگا، اس بارے میں ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہوگی، ذرہ برابر بھی اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نرمی نہیں فرمائیں گے اور ان کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ (اللہ بچائے)

تیسرا رجسٹر

اور تیسرا رجسٹر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہوا ہے کہ جو کچھ اس کے اندر ہے، اس کے بارے میں ضرور حساب لوں گا، یہ وہ رجسٹر ہے جس کے اندر بندے کی حق تلفیاں لکھی ہوئی ہوں گی، ایک انسان نے دوسرے انسان کو جو ستایا ہوگا اور جو تکلیف دی ہوگی، وہ سب اس رجسٹر میں لکھا ہوا ہوگا، اسی طرح حقوق العباد کی جتنی کوتاہیاں ہوں گی، وہ سب اس کے اندر درج ہوں گی، اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ ضرور بہ ضرور اس کا

حساب کتاب لیں گے اور انصاف دیں گے۔

دنیا میں ہی اپنا محاسبہ کرلو

بہتر یہ ہے کہ آخرت کے حساب سے پہلے ہمیں دنیا میں ہی اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔

حاسبوا قبل ان تحاسبوا

"اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے اپنا محاسبہ کرلو"

یہاں محاسبہ بہت آسان ہے، یہاں بہت سستا سودا ہے بہ نسبت آخرت کے۔

ناحق کسی مسلمان کا حق مارنے کی ہولناک سزا

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے ایک دانق بھی ناحق لے لے گا تو قیامت کے دن (ایک دانق ایک درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور ایک درہم تقریباً ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے) اس ایک دانق کے بدلے میں اِس کو سات سو مقبول نمازیں دینی پڑیں گی۔ وہاں کا معاملہ کتنا نازک ہے، اس لئے جس جس کے ساتھ کوتاہیاں ہوگئی ہوں، زیادتیاں ہوگئی ہوں، بس آج ہی اس بات کا اہتمام شروع کردیں کہ ایک دوسرے سے معافی تلافی کرلیں، ایک دوسرے کو معاف کردیں، پیسہ لیا دیا ہے تو پیسہ لے دے کے معاملہ صاف کرلیں اور جس نے رشوت یا سود لیا ہے تو وہ واپس کریں، جس نے حرام مال کھایا ہوا ہے، وہ اپنے مال میں سے اتنی مقدار نکالے، سمجھ میں نہ آئے تو یہاں آکر ترکیب

پوچھیں، تدبیر پوچھیں، علماء کرام رہنمائی فرمائیں گے اور ان سے پوچھ پوچھ کر ہم مرنے سے پہلے اپنا دامن دنیا میں اس طرح صاف کرلیں کہ کسی انسان کی حق تلفی ہمارے ذمہ نہ رہے، اس طرح ہم اپنا دامن صاف کرلیں گے تو یہ مشکل مرحلہ بھی آسان ہوجائے گا۔

خلاصہ بیان

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سات مرحلے لکھے ہیں کہ پہلے مرحلے پر کلمہ اور ایمان کی جانچ پڑتال ہوگی، دوسرے مرحلے میں نماز کی، تیسرے مرحلے میں روزوں کی، چوتھے مرحلے پر زکوٰۃ کی، پانچویں مرحلے پر حج وعمرہ کی، چھٹے مرحلے پر وضو اور غسل کی اور ساتویں مرحلے پر بندوں کے حقوق کی جانچ پڑتال ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے یہ راستہ آسان فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

سچ بولنے کے فوائد

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب

محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز

۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرّم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر : ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

سچ بولنے کے فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ـ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ـ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ (سورۃ المائدہ: آیت ۱۱۹)

صدق اللہ العظیم۔

تمہید

میرے قابل احترام بزرگو! سچ بولنا ایک اعلیٰ درجے کی نیکی اور اعلیٰ درجے کا عمل ہے اور قرآن وحدیث میں کثرت کے ساتھ سچ بولنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اس لئے سچ کو اختیار کرنا چاہئے۔

زبان اور عمل دونوں میں سچا ہونا چاہئے

ہمارے دین میں سچ سے مراد زبان سے سچ بولنا تو ہے ہی، عمل کے اعتبار سے بھی سچا ہونا مراد ہے، یعنی دین کی باتیں جس طرح زبان سے کہتا ہے، عمل بھی اسی کے مطابق کرتا ہے، لہٰذا ہر مسلمان مرد وعورت کو قول وعمل دونوں میں سچا ہونا چاہئے، اس کا ظاہر و باطن اور قول وعمل ہر ایک سچائی پر مشتمل ہو، ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو بڑی اچھی باتیں کرتا ہے لیکن عمل بالکل اس کے برعکس کرتا ہے تو یہ کوئی خوبی کی بات نہیں بلکہ عیب اور بُرائی کی بات ہے، مؤمن کو تو زبان اور عمل دونوں میں سچا ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا بندہ

جب کسی کی زبان اور اس کا عمل سچائی پر مشتمل ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ

کے ہاں بھی سچ مچ سچا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''جو شخص لوگوں کے سامنے بہت عمدہ طریقے سے نماز ادا کرتا ہے اور اسی طرح تنہائی میں بھی بہت اچھی طرح ادا کرتا ہے تو (ایسے شخص کے بارے میں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ واقعی میرا یہ بندہ سچ مچ صحیح اور سچا ہے''۔

لہٰذا جب ہمیں خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کے لئے عمل کرنا چاہئے تو ہر ہر عمل کے اندر ہماری یہ عادت بن جائے کہ چاہے کوئی دیکھنے والا ہو یا نہ ہو، ہم وہ عمل نہایت خشوع وخضوع اور اہتمام سے کریں اور کسی بھی عمل کو انجام دیتے وقت توجہ نہ دیں، نہ تو مخلوق کے لئے کوئی عمل کرنا چاہئے، نہ مخلوق کی وجہ سے چھوڑنا چاہئے اور نہ ہی مخلوق کی وجہ سے اپنے عمل کو چھپانا چاہئے، بلکہ ہر حال میں اپنے پروردگار کے لئے عمل کرنا چاہئے اور بہتر سے بہتر انجام دینا چاہئے۔ اب جو شخص اس طریقے سے سچائی، اخلاص اور خوبصورتی کے ساتھ عمل کرنے کا عادی بن جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی سچا لکھ دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی بہت قدر کرتے ہیں، کیونکہ اب اس کی نظر مخلوق سے ہٹ کر صرف اور صرف خالق پر ہوگئی ہے اور جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا بن جاتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بھی بن جاتا ہے، لہٰذا زبان کا بھی سچا ہونا چاہئے اور عمل کے اعتبار سے بھی سچا بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سچا آدمی صدیق کے درجے پر پہنچ جاتا ہے

جب آدمی سچ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر یہ شخص قرآن کریم اور حدیث شریف میں بیان کئے گئے اُن بڑے بڑے انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے جو صادقین کے لئے مقرر کئے گئے ہیں مثلاً ایک سب سے بڑا مرتبہ صدیق ہونے کا ہے، یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے، اس کے بعد شہداء کا درجہ ہے پھر صالحین کا مرتبہ و مقام ہے، یہ چار درجات ہیں جو قرآن و حدیث میں بیان کئے گئے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے مقبولین اور جنتیوں کے درجے ہیں، جس کو ان کی ہمراہی نصیب ہوگئی تو اس کا بھی بیڑا پار ہو جائے گا۔

انبیاء علیہم السلام کا درجہ تو ایسا ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل اور محنت سے حاصل نہیں کرسکتا، یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا ہی سے ممکن ہے کہ وہ جسے جب چاہیں عطا فرما دیں، لہٰذا اس درجہ کو تو انسان حاصل نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔

البتہ صدیقین، شہداء اور صالحین، یہ تین درجات ایسے ہیں جو انسان کے اختیار میں ہیں، ان میں سب سے اونچا درجہ صدیقین کا ہے اور صدیقین کے امام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، وہ سب سے بڑے صدیق ہیں مگر سچ بولنے والا ایک عام مسلمان بھی سچ اختیار کرنے کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی جوتیوں میں بیٹھ جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے: ''جناب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی سچ بولتا ہے تو یہ سچ بولنا اس کی نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے یعنی اُسے نیک کام کرنے کی توفیق ہونے لگتی ہے اور نیک کام کرنے کی توفیق ہو جانا یہ ایسا عمل ہے جو جنت کا راستہ دکھلاتا ہے۔ اس کے بعد حدیث مبارکہ میں یہ ہے کہ جب آدمی اس طرح سچ بولتا رہتا ہے تو آخر کار اُسے صدیقین کی فہرست میں شمار کرلیا جاتا ہے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ سچ بولنا اتنا بڑا اور خوبصورت عمل ہے کہ جو شخص ہمیشہ سچ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو انبیاء کے قریب اور انبیاء سے نیچے والا درجہ عطا فرما دیتے ہیں اور ایسا شخص انبیاء کے قدموں میں بیٹھے گا انشاء اللہ العزیز۔ یہ کتنا عظیم اور بلند مقام ہے حالانکہ سچ بولنے میں آدمی کا کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔

سچ ہر حال میں نفع بخش ہے

ایک حدیث شریف میں یہ آتا ہے کہ بعض اوقات سچ بولنے میں انسان کو نقصان محسوس ہوتا ہے، اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ گھاٹا نہیں ہے بلکہ وہ بھی نفع ہی ہے۔ اگر بالفرض سچ بولنے میں نقصان ہو بھی رہا ہے تو آخرت کے ثواب عظیم کے لئے سچ بولنا مہنگا سودا ہرگز نہیں ہے، دنیا کا تھوڑا بہت نقصان ہوگا لیکن آخرت میں نفع ہی نفع ہوگا اور پھر سچ بولنے کی وجہ سے دنیا میں جو تھوڑا بہت نقصان ہو بھی جائے گا تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی تلافی فرما دیں گے، کیونکہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے لئے سچ بولنے کی کوشش میں نقصان برداشت کر رہا ہے۔ اور اگر کوئی شخص سچ بولنا چاہ رہا ہو لیکن اس میں کوئی خطرہ محسوس کرے تو

اس کو چاہئے کہ سچ بولنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرما دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں تین چیزیں بڑی ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین چیزوں کو سب سے بڑا قرار دیا ہے۔

(۱) ان میں سے پہلی بڑی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے، اس سے بڑھ کر کوئی چیز بڑی نہیں ہوسکتی، جسے یوں فرمایا: ''اللہ اکبر'' کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، ان کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں ہے، وہ ہی سب سے بڑے اور عظیم ہیں۔

(۲) دوسری بڑی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

''ولذکر اللّٰہ اکبر''

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں نصیب فرمائیں آمین۔ کیونکہ یہ بہت بڑی دولت اور نعمت ہے، اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سب سے اعلیٰ اور اکبر اور ارفع ہے تو اس کی یاد بھی سب سے اعلیٰ اور اکبر اور ارفع ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نصب ہوگیا اس کو سب سے بڑی دولت نصیب ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر بھی شامل ہیں اور قرآن کریم بھی شامل ہے بلکہ ہر نیک عمل شامل ہے، یہاں تک کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ وخیرات وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شامل

ہیں، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ذریعہ ہیں۔ اسی طرح ہر گناہ سے بچنا یہ بھی ذکر اللہ میں شامل ہے، کیونکہ جب اللہ کا خوف اور اس کا ڈر اور اس کی یاد دل میں نہ ہوگی تو کیسے گناہ سے بچا جا سکتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ تمام دین اور تمام احکامات بھی ذکر اللہ میں شامل ہیں۔

(۳) تیسری بڑی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی اور اسکی رضامندی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح ارشاد فرمایا:

"ورضوان من اللّٰہ اکبر"

اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے، اللہ تعالیٰ کسی بندے سے راضی اور خوش ہو جائیں تو یہ بہت بڑی دولت اور نعمت ہے جو اس نیک بخت کو حاصل ہوگئی ہے۔ اسی رضا و خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں دنیا میں بھیجا گیا ہے، لہٰذا اس دنیا میں جس کو جتنی عمر ملی ہے، اس کی عمر کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ بندہ دنیا میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرے اور جس نے اللہ تعالیٰ رضا اس دنیا میں رہ کر حاصل کرلی تو وہ شخص آخرت میں کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا اور آخرت اور جنّت کی تمام نعمتیں اسی شخص کے لئے ہوں گی۔ دنیا میں بھی ان نعمتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے لیکن حقیقی ثمرہ اور بدلہ تو آخرت میں ہی سامنے آئے گا جس کا پہلا قدم جنّت ہے اور دوسرا قدم اللہ تعالیٰ کی زیارت ہے۔ لہٰذا جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے، اسی طرح اس کی رضا اور خوشی بھی سب سے بڑھ کر ہے۔

سچ بولنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے

اسی رضا کو اللہ پاک نے قرآنِ کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے جو میں نے ابتداء میں آپ حضرات کے سامنے پڑھی تھی۔ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رضا کا اعلان جنّت میں اپنی زیارت کے موقع پر فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ قیامت کا دن وہ ہے جس دن سچ بولنے والوں کا سچ ان کو فائدہ اور نفع دے گا اور وہ نفع یہ ہے کہ:

لهم جنٰت تجری من تحتها الانہٰر

سچ بولنے والوں کے لئے ایسے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔ **خٰلدین فیها ابداً** جس میں وہ سچے لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، **رضی الله عنهم و رضوا عنه**، اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے

ذلك الفوز العظیم۔

یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔ یہ کامیابی سچ بولنے سے حاصل ہوگی، ہم سچ بولنے کے عادی ہو جائیں تو یہ کامیابی ہمیں بھی حاصل ہوسکتی ہے لیکن اس کے لئے قول کا سچا ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ عمل کا بھی سچا ہونا ضروری ہے، گویا ظاہر وباطن میں سچا ہو، جب کوئی شخص ایسا سچا ہو جائے گا اور سچ اس کی عادت بن جائے گی تو اللہ تعالیٰ یہ عظیم الشان کامیابی اس شخص کو عطا فرمادیں گے اور جنت میں جانا نصیب ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اس شخص کو مل

جائے گا۔ قرآن کریم کی اس آیت میں بیان کی گئی اس عظیم الشان کامیابی کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری گفتگو سچائی پر مشتمل ہو، سچ سے ہم کسی بھی حال میں خالی نہ ہوں اور جھوٹ سے ہر حال میں پاک ہو جائیں، جب ہماری یہ حالت ہوگی تو ہمیں جنّت میں داخلہ بھی مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی زیارت اور اس کی رضا بھی نصیب ہو جائے گی۔

دو دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے

جنّت میں چلے جانا یہ بہت بڑی کامیابی ہے، اسی لئے حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ دو باتوں کا مخصوصی اہتمام کرنا چاہئے، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا اور جنّت کا اعلیٰ درجہ مانگتے رہنا چاہئے جو جنّت الفردوس ہے، یہ جنّت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر عرش الٰہی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے جنّت مانگو تو جنّت الفردوس مانگا کرو اور اس کی رضا کے طالب رہا کرو کہ یا اللہ اپنی رضا اور جنّت نصیب فرما۔ دوسری یہ کہ دو چیزوں سے ہمیشہ پناہ مانگا کرو، کیونکہ ان سے پناہ مانگنا نہایت ضروری ہے، ایک اس کی ناراضگی سے پناہ مانگو اور دوسرا جہنم سے پناہ مانگو۔ اس لئے کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں تو اس کا کہاں ٹھکانہ ہوگا، یہ تو مقام غضب ہے، جس سے اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں، اسے جہنم میں ڈال دیتے ہیں، لہٰذا ان دو باتوں سے اہتمام کر کے پناہ مانگنی چاہئے، اس لئے زندگی بھر یہ معمول بنالیں اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا کرتے رہیں کہ یا اللہ مجھے! ہمیشہ

اپنے غضب سے بچائے رکھنا اور مجھ سے جتنی کمی کوتاہی اور غلطیاں ہو جائیں، انہیں معاف فرما دینا اور ہمیشہ توبہ کی توفیق عطاء فرماتے رہنا۔

جھوٹ نہ بولنے پر انعام

ایک حدیثِ مبارکہ میں سرکارِ دوعالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دیدے کہ وہ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے، لڑائی نہ کرے، خاموش ہو جائے اور صبر سے کام لے تو میں اس کے لئے اطرافِ جنّت یعنی جنّت کے گرد و نواح میں محل دلوانے کا ذمہ دار ہوں، پھر فرمایا کہ جو شخص مجھے جھوٹ چھوڑنے کی یا جھوٹ نہ بولنے کی ضمانت دیدے تو میں جنّت کے بیچوں بیچ اس کو محل دلوانے کے لئے تیار ہوں۔ سبحان اللہ۔ اور تیسری بات اسی حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ جو شخص مجھے حسنِ اخلاق اختیار کرنے کی ضمانت دے دے تو میں اس کو جنّت کے اعلیٰ درجہ میں مکان دلوانے کا ذمہ دار ہوں'' اللہ اکبر۔

اس حدیث مبارکہ میں جھوٹ کو چھوڑنے پر کتنا عظیم بدلہ اللہ تعالیٰ عنایت فرما رہے ہیں اور جھوٹ چھوڑنا یہ دراصل سچ ہی کو اختیار کرنا ہے، کیونکہ جو شخص جھوٹ نہیں بولے گا تو یقیناً وہ سچ ہی بولے گا۔

جھوٹ سے بچنے کا طریقہ

سچ بولنا یہ اعلیٰ درجے کا حسن خلق بھی ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت

اچھے اچھے اخلاق ہیں جیسے تواضع وانکساری، شکر، زہد، ورع، تقویٰ وغیرہ، یہ سب بہت عمدہ اخلاق ہیں، اللہ تعالیٰ یہ تمام اخلاق ہم سب کو نصیب فرما دیں، یہ تمام اخلاق ہمارے اختیار میں ہیں، ان میں سے جسے چاہیں اور جب چاہیں، ہم اختیار کر سکتے ہیں، کوئی غیر اختیاری نہیں ہے، ہر ایک کو اپنے اندر پیدا کرنے کے طریقے موجود ہیں، جس طرح روزے رکھنے اور نماز پڑھنے اور حج وغیرہ کرنے کے طریقے موجود ہیں، ایسے ہی صبر وشکر، تقویٰ و ورع وغیرہ اور سچ بولنے اور جھوٹ چھوڑنے کے بھی طریقے موجود ہیں اور جس طرح نماز وغیرہ سیکھنے کے لئے کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے، ایسے ہی ان تمام اچھے اچھے اخلاق کو سیکھنے کے لئے بھی کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی استاد کو پیر، شیخ یا رہبر و رہنما کہتے ہیں لہٰذا جس سے دل لگتا ہو، اس سے سچا پکا رابطہ اور تعلق قائم کرلے اور اس کی رہنمائی میں چلے تو انشاءاللہ العزیز ظاہر و باطن کی اصلاح بھی ہو جائے گی، اچھے اچھے اخلاق بھی پیدا ہوں گے، سچ بولنے کی بھی عادت پڑ جائے گی اور جھوٹ سے بچنے کی عادت بھی پیدا ہو جائے گی اور اس طرح حدیث مبارکہ میں بیان کی گئی ''جھوٹ چھوڑنے'' کی فضیلت بھی انشاءاللہ حاصل ہو جائے گی۔

جنت کا ایک منظر

اللہ تعالیٰ کی رضا بہت ہی اہم اور اعلیٰ چیز ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائیں۔ اس کا ذکر ایک حدیثِ مبارکہ میں آتا ہے اور یہ حدیث جمعہ

کی فضیلت سے متعلق ہے۔ حدیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسا اندازہ عطا فرمائیں گے جس سے وہ یہ سمجھ لیں گے کہ آج کا دن تو وہ ہے جو دنیا میں جمعہ کا دن ہوا کرتا تھا، جب یہ دن آجائے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے یہ اعلان کریں گے کہ اے جنتیو! اپنے اپنے گھروں سے نکلو اور میدانِ مزید میں جمع ہو جاؤ، میدانِ مزید اتنا لمبا چوڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس کی لمبائی چوڑائی معلوم نہیں ہے، وہاں پر مشک کے ٹیلے ہوں گے، بہت سے جنتی تو ان ٹیلوں کے اوپر جا کر بیٹھ جائیں گے، انبیاء علیہم السلام کے لئے مسہریاں لائی جائیں گی اور صدیقین، شہداء اور صالحین کے لئے بھی حسب درجات کرسیاں لاکر رکھی جائیں گی اور ان کرسیوں کو اس میدان کے اندر حسب ہدایت رکھ دیا جائے گا، اس کے بعد تمام جنتی اپنے اپنے مرتبوں کے اعتبار سے اپنی اپنی جگہوں پر آکر بیٹھ جائیں گے، انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین بھی اپنے اپنے مرتبے کے اعتبار سے آکر بیٹھ جائیں گے، اس کے بعد ایک ہوا چلے گی اور مشک کو اڑائیگی اور وہ مشک وعنبر کی خوشبو اس میدان میں بیٹھے ہوئے تمام جنتیوں کے جسم اور کپڑوں پر اس طرح لگا دے گی کہ دنیا کا کوئی بھی ماہر سے ماہر خوشبو لگانے والا بھی ایسی خوشبو نہیں لگا سکتا، اس خوشبو سے تمام جنتی مہک جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ میرا عرش ان جنتیوں کے بیچوں بیچ رکھا جائے، حکم کی تعمیل ہوگی اور عرش الٰہی تمام جنتیوں کے درمیان رکھدیا جائے گا ابھی تک اللہ تعالیٰ پردے میں ہوں گے اور اپنے

بندوں سے مخاطب ہوں گے (اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ دولت نصیب فرمائے، آمین) سب سے پہلا کلام جو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور جنتی اپنے کانوں سے سنیں گے، وہ یہ ہوگا کہ ''میرے وہ بندے کہاں ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لائے تھے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لائے تھے اور بغیر دیکھے میری اطاعت کرتے رہے اور میری نافرمانی سے بچتے رہے، مانگو تم کیا مانگتے ہو؟'' یہ سن کر تمام جنتی یہ کہیں گے کہ پروردگارِ عالم! ہمیں تو بس آپ اپنی رضامندی عنایت فرمادیجئے اور ہمیشہ کے لئے آپ ہم سے راضی ہو جایئے، کبھی ناراض مت ہویئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میری رضا تو تمہیں حاصل ہے ہی، اس لئے کہ اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم جنت میں کیسے آتے؟ یہاں آجانا ہی میری رضا کی علامت ہے، جن سے میں ناراض ہوتا ہوں، ان کا یہ ٹھکانہ ہرگز نہیں ہوتا، لہٰذا میری رضا تو تمہیں حاصل ہے، کوئی اور چیز مانگو؟ تو پھر تمام جنتی کہیں گے کہ یا اللہ! بس اب تو آپ اپنا دیدار کرادیجئے۔

اسی خوبصورت اور پسندیدہ موقع کے لئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار ہیں:

تیرے دیکھنے کی جو آس ہے یہی زندگی کی اساس ہے
میں ہزار تجھ سے بعید ہوں، یہ عجب کہ تو میرے پاس ہے
تیری ذات پاک ہے لازوال، تیری سب صفات ہیں بے مثال
تو برون وہم و خیال ہے تو ورائے عقل و قیاس ہے
کسی انجمن میں قرارِ دل نہ کسی چمن میں بہارِ دل

کہوں میں کس سے حالِ دل کہ یہ ہرجگہ میں ادائی ہے

تیرا کچھ پتہ بھی جو پالیا وہ سارے جہاں پہ چھا گیا

اسے اب نہ کسی سے امید ہے نہ کسی سے خوف و ہراس ہے

مظہر گھر گیا

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو وہ آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹے ہوئے تھے اور ان کے اردگرد ان کے گھر والے بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت نے ان کی تسلی کے لئے ایک شعر کہا:

لوگ کہتے ہیں مظہر مر گیا

اور مظہر درحقیقت گھر گیا

اللہ اکبر

یعنی ان کو اس پیارے انداز سے تسلی دی کہ تم یہ مت سمجھنا کہ میں کہاں چلا گیا؟ میں تو اپنے اصلی گھر جارہا ہوں اور کسی کے اپنے اصلی گھر جانے پر کوئی رویا کرتے ہیں؟ جیسے کسی کا خدانخواستہ کوئی بھائی جیل میں بند ہو اور وہ جیل سے رہا ہوکر اپنے گھر جارہا ہو تو کیا اس پر جیل والے روتے ہیں؟ یقیناً نہیں بلکہ یہ تو خوش ہونے کا مقام ہے ایسی طرح مؤمن جب دنیا سے جاتا ہے تو وہ جیل خانہ سے رہا ہوکر اپنے اصلی گھر جاتا ہے۔

بہرحال جنتی اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کریں گے کہ یا اللہ! بس اب

آپ اپنا دیدار کرا دیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اپنے اور جنتیوں کے درمیان جتنے بھی پردے حائل ہوں گے، سب کو زائل فرما دیں گے اور تمام جنتی اللہ تعالیٰ کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند نظر آتا ہے۔ سبحان اللہ۔

اس موقع کے لئے کیا خوب شعر ہے:

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

اللہ والوں کو تو یہاں بھی ایسا ہی نظر آتا ہے اور اللہ پاک کی تجلی نظر آتی ہے لیکن وہاں تو سچ مچ ہر جنتی جنت میں ہوگا اور اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار اور زیارت کرے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرت اور دلچسپی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب یہ بشارت سنی (اور یہ تو ہر مومن کے دل کی آواز بھی ہے) تو انہوں نے حیرانگی اور دلچسپی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ اتنے سارے لوگ اللہ تعالیٰ کو آسانی کے ساتھ اچھی طرح دیکھ بھی پائیں گے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تم یہ بتاؤ کہ جب چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمکتا اور جگمگاتا ہے اور پوری دنیا دیکھنے والی ہوتی ہے تو کیا اتنے زیادہ لوگوں کے چاند کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں کوئی تکلف یا تکلیف یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! بلکہ چاند تو بیچ آسمان میں اس طرح چمک رہا

ہوتا ہے کہ دیکھنے والے ہزاروں لاکھوں لوگوں کو کسی بھی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بالکل اسی طرح جنت کے اندر تمام جنتی بغیر کسی مشقت اور پریشانی کے اللہ پاک کی زیارت کریں گے اور اللہ تعالیٰ کا نور ہر ایک کے اوپر چھا جائیگا اور سب نور میں چھپ جائیں گے اور جب تک اللہ پاک کو منظور ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرتے رہیں گے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ پردے میں چلے جائیں گے اور جنتی نور میں چھپ جانے کی وجہ سے ایک دوسرے کو بھی صحیح طرح نہ پہچان سکیں گے، پھر دھیرے دھیرے انکا نور دور ہوگا تو وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں گے۔

ایک اور روایت کا خلاصہ

ایک روایت میں یہ ہے کہ تمام جنتی ایک عجیب وغریب بازار میں جائیں گے، وہاں نہ مٹھائی فروخت ہورہی ہوگی اور نہ خربوزے بک رہے ہوں گے، بلکہ وہاں تھالوں کے اندر نہایت خوبصورت شکلیں رکھی ہوئی ہوں گی اور ہر جنتی کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ ان شکلوں میں سے جسے چاہے پسند کرلے، پسند کرتے ہی اللہ تعالیٰ اس کی شکل ویسی ہی بنا دیں گے۔ کیسا عجیب وغریب بازار ہوگا (اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہاں جانا نصیب فرمائے) اس کے بعد تمام جنتی اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے، گھر پہنچتے ہی ان کے گھر والے ان سے کہیں گے کہ پہلے تو آپ اتنے خوبصورت نہیں تھے، اب بہت خوبصورت لگ رہے ہیں؟ اسکی کوئی خاص وجہ ہے؟ جواباً جنتی کہیں گے کہ ہم اللہ جل شانہ

کی زیارت کر کے آ رہے ہیں اور وہ تو سراپا سرچشمہ حسن و جمال ہیں، ان کے دیدار نے ہمیں بھی حسین بنا دیا۔ پھر جنتی اپنے گھر والوں سے کہیں گے کہ تم بھی تو پہلے اتنے حسین نہیں تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں بھی تو زیارت نصیب ہوئی ہے، اس لئے ہمارے حسن کا یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ جنت ہی میں اپنی رضا کا اعلان فرمائیں گے اور کہیں گے کہ اب میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا بلکہ ہمیشہ خوش رہوں گا۔ اللہ اکبر۔

جنت میں لیجانے والے اعمال

سچ بولنا جنت میں داخلے کی کنجی ہے اور جس طرح سچ جنت میں لیجانے کا ذریعہ ہے، اسی طرح دیگر نیک اعمال بھی جنت میں لیجانے کا ذریعہ بنیں گے اور تمام برے اعمالِ سیئہ جہنم میں لیجانے کا ذریعہ بنیں گے۔

سید احمد کبیر رفاعیؒ

سید احمد کبیر رفاعیؒ ۵۵۵ھ میں بڑے اونچے درجے کے بزرگ گزرے ہیں اور یہ ایسے عظیم بزرگ ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر پہنچے اور سلام عرض کرنے کے بعد کچھ اشعار پڑھے تو روضۂ اقدس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک ظاہر ہوا، انہوں نے آگے بڑھ کر دستِ مبارک کا بوسہ لیا۔ اس وقت مسجد نبوی میں چھ ہزار لوگ موجود تھے، سب نے دستِ مبارک کی زیارت کی، انہی میں حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

سید احمد کبیر رفاعیؒ کا خواب

ایک مرتبہ سید احمد کبیر رفاعیؒ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار فرمایا، حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑی خوبصورت سفید اور گول عمارت ہے، اس میں ہر طرف دروازے ہی دروازے ہیں، وہاں میں نے ایک اعلان سنا کہ جو شخص اللہ پاک کی زیارت کرنا چاہتا ہے، وہ اس عمارت کے اندر داخل ہو کر زیارت کرلے۔ جب میں نے یہ اعلان سنا تو میرے دل میں یہ شوق اور خواہش پیدا ہوئی کہ یہ تو بہت ہی اچھا موقع ہے، زیارت ضرور کرنی چاہئے۔

لہٰذا زیارت کرنے کے لئے جونہی میں آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کہ ایک دروازے پر اتنا زیادہ رش اور ہجوم ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ہے اور لوگ سب سے پہلے داخل ہونے کے چکر میں ایک دوسرے سے مل کر اس بُری طرح پھنس چکے ہیں کہ کوئی بھی اندر داخل نہیں ہو پا رہا۔ یہ دیکھ کر میں بہت پریشان اور فکر مند ہوا کہ اب کیا کیا جائے؟ خیال آیا کہ اگلے دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے، وہاں پہنچا تو وہاں بھی یہی صورتحال تھی کہ کثرتِ ازدھام اور سب سے پہلے میں داخل ہونے کی حرص کی وجہ سے کوئی بھی اندر داخل نہیں ہو پا رہا تھا، اسی طرح تیسرے چوتھے دروازے کا حال تھا۔ غرض ہر دروازے پر یہی صورتحال دیکھ کر میں بہت ہی زیادہ حیران و پریشان تھا

اور یہ سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! کیسے میں اندر داخل ہوکر آپ کی زیارت کروں، کیونکہ ہجوم کی وجہ سے اندر داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں بن رہی تھی۔ اچانک میں نے نظر اٹھائی تو دروازوں کے اوپر کچھ لکھا ہوا دیکھا، جب میں نے غور سے دیکھا تو کسی دروازے پر لکھا ہوا تھا ''باب الصوم'' یعنی روزے کا دروازہ، کسی پر لکھا ہوا تھا ''باب الصلوٰۃ'' یعنی نماز کا دروازہ، کسی پر ''باب الحج'' کسی پر ''باب العمرۃ'' کسی پر ''باب الصدقۃ'' کسی پر ''باب الجہاد'' کسی پر ''باب التلاوۃ'' اور کسی پر ''باب الذکر'' وغیرہ لکھا ہوا دیکھا اور ہر جگہ بے حد بھیڑ تھی، کوئی بھی اندر نہیں جا پا رہا تھا اور جانے کا راستہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب مجھے کہیں سے بھی اندر جانے کا راستہ نظر نہ آیا تو میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ میں اس عمارت کا لمبا چکر کاٹ کر اس عمارت کی دوسری جانب جاؤں، شاید وہاں رش نہ ہو یا کم ہو اور وہاں سے اس عمارت کے اندر داخل ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کا موقع نصیب ہو جائے۔ چنانچہ میں بہت دیر تک گھومتا پھرتا جب دوسری جانب پہنچا تو وہاں پہنچ کر میرا دل بہت خوش ہوا، کیونکہ وہاں رش بہت ہی کم تھا اور ایک دروازہ تو ایسا ملا کہ وہ بالکل خالی تھا، ایک بھی آدمی وہاں موجود نہیں تھا، لہٰذا میں تو اسی دروازے پر پہنچ گیا، دروازے سے اندر داخل ہونے سے پہلے میں نے سوچا کہ پڑھ تو لوں اس دروازے پر کیا لکھا ہوا ہے؟ جب میں نے دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا ''باب التواضع'' یعنی تواضع اور عاجزی وانکساری کا دروازہ۔ چنانچہ میں اس دروازے سے اندر داخل ہوگیا، اندر داخل ہونے کے بعد میں نے سامنے ان دروازوں

پر نظر ڈالی جہاں سے میں نے پہلے داخل ہونے کی کوشش کی تھی کہ دیکھوں وہ لوگ اندر داخل ہوئے یا نہیں؟ تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ لوگ ابھی تک اُسی طرح ایک دوسرے سے اندر داخل ہونے کے لئے زور آزمائی کر رہے ہیں مگر اندر کوئی داخل نہیں ہو پا رہا۔ الحمدللہ میں اندر داخل ہوا اور اللہ پاک کی زیارت سے مشرف ہوا۔

خواب کی تعبیر

اگلے روز صبح حضرت نے اپنا یہ خواب بھی بیان فرمایا اور پھر اس کی تعبیر بھی خود ہی بیان فرمائی کہ عمارت سے مراد شریعت کی عمارت ہے اور شریعت کے دروازے اعمال صالحہ ہیں، چونکہ شریعت پر عمل کرنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی زیارت اور اس کی رضا ہے، اس لئے یہ کہا گیا کہ جو اللہ پاک کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ ان اعمال یعنی نماز، روزہ، حج، عمرہ وغیرہ پر عمل کرے اور انہیں اختیار کرے، لیکن اگر کوئی شریعت پر عمل کئے بغیر اللہ پاک کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کرسکتا، نہ زیارت حاصل ہوگی نہ رضا حاصل ہوگی جیسے کافروں، مشرکوں اور ملحدوں کے ساتھ ہوگا کہ نہ انہیں اللہ تعالیٰ کی زیارت حاصل ہوگی اور نہ ہی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوگا بلکہ محروم ہی محروم ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ رش کی وجہ سے جو لوگ اندر داخل نہیں ہو پا رہے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ اور دیگر اعمال کرتے تو تھے مگر ان کے یہ تمام نیک اعمال ناقص اور نامکمل تھے، اس قابل نہ تھے کہ اللہ

تعالیٰ کی زیارت کا ذریعہ بن سکیں۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان اعمال کو اختیار تو ضرور کرو مگر سنت کے مطابق ادا کرنے کا اہتمام کرو اور اخلاص پیدا کرتے ہوئے ان اعمال کے ظاہر و باطن کو درست کرو، جب تمام نیک اعمال اخلاص کے ساتھ سنت کے مطابق ادا کرو گے تو پھر انشا اللہ تعالیٰ کہیں رکاوٹ نہ ہوگی۔ پھر فرمایا کہ یہ جو خواب میں دکھایا گیا کہ تواضع کا دروازہ خالی تھا، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں میں عاجزی کرنے والے، تواضع اختیار کرنے والے اور خاکساری اپنانے والے بہت ہی کم ہیں، اس لئے تواضع کا دروازہ خالی ہے، اس دروازے سے جانے والا کوئی نہیں ہے۔

خواب بیان کرنیکا مقصد اور اسکا خلاصہ

حضرت سید احمد کبیر رفائیؒ اس خواب سے مسلمانوں کی اس طرف رہنمائی کرنا اور توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ انہیں چاہئے کہ سب سے زیادہ تواضع اختیار کریں۔

تواضع کی حقیقت

تواضع اس چیز کا نام ہے کہ آدمی اپنے دل کے اندر اپنے آپ کو سب سے کم تر سمجھے اور ہر مسلمان کو چاہے وہ کیسا ہی گنہگار ہو، اپنے سے فی الحال اچھا سمجھے اور اللہ پاک نے علم و عمل، تقویٰ و طہارت، روزہ وغیرہ اور عزت، عہدہ، منصب، غرضیکہ دین و دنیا کی جو بھی نعمت عطا فرمائی ہے، اس کو محض اللہ تبارک و

تعالیٰ کا فضل ہی سمجھے، اپنا کمال نہ سمجھے کہ یہ میری فہم، میری سمجھ اور میری لیاقت وصلاحیت سے مجھے حاصل ہوئی ہے، مثلاً مکان ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، دکان ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، علم ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، وہ جب چاہیں سلب فرمالیں اور جب چاہیں عطا فرمادیں، حتی کہ تمہارا یہ جسم اور روح بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، ہر چیز کے بارے میں یہ تصور کرے کہ میں تو ان میں سے کسی بھی چیز کے لائق نہیں تھا، میں تو اس لائق بھی نہ تھا کہ آپ کا نام لیتا، آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا، یہ تو آپ کا فضل ہے کہ آپ نے مجھے نماز، روزہ، ذکر وتلاوت کی توفیق بخشی، جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی اور سچ بولنے کا داعیہ پیدا فرمایا۔ جب کوئی شخص اس طرح ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھے گا تو پھر تکبر پیدا نہیں ہوگا، جب کسی کو حقیر نہیں سمجھے گا تو بڑائی پیدا نہیں ہوگی بلکہ اس کے اندر تواضع پیدا ہوجائے گی، جتنا اس بات کا استحضار اپنے اندر پیدا کرے گا کہ میں کچھ بھی نہیں اور لاشئ محض ہوں، میری کوئی ہستی اور کوئی حقیقت نہیں ہے، جو کچھ ہے میرے مالک کا فضل ہے اور اس کی عطا ہے، اتنی اس کے اندر انشاءاللہ تواضع پیدا ہوگی اور باب التواضع خالی پڑا ہوا ہے۔ اس میں سے داخل ہوجائے گا اور سب سے پہلے اللہ پاک کی زیارت کرے گا۔ لہٰذا تواضع اختیار کریں، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچنے کا قریب ترین راستہ ہے، خالی بھی ہے، سب سے زیادہ عافیت کا راستہ بھی ہے اور سب سے زیادہ بلندی پر پہنچانے والا بھی ہے۔

سچ بولنے کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھے چھے باتوں کی ضمانت دیدے، میں اُسے جنّت میں جانے کی ضمانت دیدوں گا۔ آپ اندازہ کریں کہ کتنا مبارک اور اہم عمل ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنّت کی ضمانت دے رہے ہیں۔ فرمایا کہ (۱) جب بات کرے تو سچ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو پورا کرے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو ٹھیک ٹھیک واپس کر دے (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے (۵) اپنی نظر کی حفاظت کرے (۶)..........................

تو ان چھے باتوں میں ایک سچ بولنا بھی ہے کہ آدمی جب بولے تو سچ ہی بولے، عمل کا بھی سچا بننے کی کوشش کرے، مذاق میں بھی سچ ہی بولے، بچوں کے ساتھ بھی سچ ہی بولنے کا اہتمام رکھے۔

سچ بولنا بہت ہی پیارا اور بڑا عمل ہے۔

ہمارے معاشرے میں سچ کی کمی

آج کل ہمارے معاشرے میں ہر طرف جھوٹ ہی جھوٹ ہے، اب کوئی یہ کہے کہ بھئی ہر طرف جھوٹ ہی جھوٹ ہے، ہم سچ کیسے بولیں؟ تو یہ بات غلط ہے، اس لئے کہ جیسے یہ سب لوگ اپنے اختیار سے جھوٹ بول رہے ہیں، اسی طرح یہ سب اپنے اختیار سے سچ بھی بول سکتے ہیں، جیسے نماز نہ پڑھنا

اپنے اختیار میں ہے، اسی طرح نماز پڑھنا بھی اپنے اختیار میں ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ نماز پڑھنا چاہیں اور کوئی روکدے، پڑھنا چاہیں تو مسجدیں ان کے لئے کھلی ہوئی ہیں، اذان کی آواز بھی انہیں آرہی ہے، چاہیں تو آکر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

بہرحال! جس طرح جھوٹ بولنا ہمارے اختیار میں ہے، اسی طرح سچ بولنا بھی ہمارے اختیار میں ہے، لہٰذا جھوٹ بولنے سے توبہ کرکے سچ بولنے کا ارادہ کریں اور اہتمام کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مرتے دم تک سچا پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمادیں اور زبان وعمل میں اللہ تعالیٰ سچ کو پیوست فرمادیں اور جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اتباع سنت اور درود شریف

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱۔ لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر: ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اتباع سنت اور درود شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْرًا۔

أَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا . صدق اللّٰه العظيم.

دو اہم عبادات کا ذکر

میرے قابل احترام بزرگو اور محترم خواتین! اس وقت میں آپ کی خدمت

میں دین کی دو اہم اور جامع عبادتیں بیان کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے بیان کرنے اور پھر ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان میں سے ایک عبادت ہے درود شریف پڑھنے کی اور دوسری عبادت ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی۔ یہ دونوں عبادتیں بہت ہی خاص الخاص ہیں اور اتنی اہم ہیں کہ ان کی اہمیت کو جتنا بھی بیان کیا جائے کم ہے۔

سرکار دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرنے کی اہمیت آپ سب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا یہ ہماری پوری زندگی پر محیط ہے۔

پانچوں شعبوں کی درستگی سنت پر موقوف ہے

اسلام کے پانچوں شعبوں کے اندر یہ بات مکمل طور پر پائی جاتی ہے، ہمارے عقائد بھی اسی وقت صحیح ہو سکتے ہیں جب وہ سنت کے مطابق ہوں، عبادتیں بھی ہماری اسی وقت قابل قبول ہوسکتی ہیں جب وہ سنت کے مطابق ہوں، ہماری معاشرت بھی اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے جب وہ سنت کے دائرے میں ہو، ہمارے معاملات بھی اسی وقت درست ہو سکتے ہیں جب وہ سنت کے طریقے پر ہوں، ہمارے اخلاق اور ظاہر و باطن کے اعمال بھی اسی وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل

قبول ہو سکتے ہیں جب وہ سنت پر ہوں۔ بہر حال دین کا ہر عمل ہمیں یہ دعوت دیتا ہے کہ اس کو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کریں۔

نجات صرف اتباع میں ہے

خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہترین طریقہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ نجات کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سوا کوئی اور طریقہ اور راستہ ہے ہی نہیں، اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنی ہے تو اس کو اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اور سنت کے مطابق گزارنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں دو کتابوں کے مطالعے کی طرف میں توجہ کرنا چاہوں گا جس سے ہم بہت حد تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو آسانی سے اپنے عمل میں لا سکتے ہیں۔

سنتوں کے اہتمام کے لئے ایک مفید کتاب

ایک تو چھوٹی سے کتاب ہے لیکن بڑی جامع اور بہت ہی آسان کتاب ہے جو حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے، اس کا نام ہے ''علیکم بسنتی'' یہ کتاب تمام دینی اداروں اور دینی کتب خانوں سے بآسانی مل جاتی ہے، اس میں

حضرت نے چوبیس گھنٹے کی سنتیں لکھی ہیں، صبح آدمی کس طرح اٹھے اور شام تک سنتوں کے مطابق اپنا دن کس طرح گزارے اور جب رات کو بستر پر آئے تو سنت کے مطابق کس طرح سوئے۔

ہمارا ہر کام دین بن جائے گا

ہم روزانہ بہت سارے کام کرتے ہیں مگر اپنی مرضی کے مطابق اور اپنی طبیعت کے مطابق کرتے ہیں، وہی کام ہم سنت کے مطابق بھی کر سکتے ہیں، سنت کے مطابق کرنے سے وہ کام دین بھی بن جائے گا اور مقبول بھی ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بھی بن جائے گا، اس میں نہ ہمیں کوئی الگ سے زیادہ وقت لگانا پڑے گا اور نہ کوئی نئے کام ہمیں کرنے پڑیں گے۔

ہر انسان کو صبح سو کر اٹھنا ہے اور اٹھ کر اپنی طبعی ضرورت کے لئے بیت الخلاء میں جانا بھی ہے، پھر بیت الخلاء سے آنا بھی ہے، پھر وضو بھی کرنا ہے، کپڑے بدلنے ہیں، پھر اس کے بعد نماز پڑھنی ہے، نماز کے لئے مردوں کو گھر سے باہر مسجد میں جانا ہے، مسجد سے آنا ہے، خواتین کو گھر میں نماز پڑھنی ہے، واپس آنے کے بعد ناشتہ کرنا ہے، ناشتہ کرنے کے بعد پھر گھر سے نکلنا ہے، مردوں کو اپنی حلال روزی کمانے کے لئے جانا ہے، عورتوں کو امور خانہ داری انجام دینے ہیں، اسی طرح شام ہو جاتی ہے، یہ سب چیزیں سنت کے مطابق بھی ہو سکتی ہیں۔ بازار میں بھی جب ہم خرید و فروخت کرتے ہیں، لین دین کرتے ہیں، ایک

دوسرے سے ملتے ہیں، اس میں بھی سنت کے طور طریقے موجود ہیں، یہ تمام طریقے اس کتاب میں موجود ہیں، یہ عجیب وغریب کتاب ہے، بس مطالعہ کرنے کے قابل ہے۔

ہر مسلمان مرد عورت کے پاس یہ کتاب ہونی چاہئے، اس میں چوبیس گھنٹے کی سنتیں اور اس کے علاوہ اور بھی سنتیں اس میں لکھی گئی ہیں، یہ بہت اہم رسالہ ہے۔

سنتوں کے اہتمام کے لئے دوسری مفید کتاب

دوسری کتاب ہے "اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" یہ حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے، یہ دراصل اسی "علیکم بسنتی" کی شرح ہے اور پوری "علیکم بسنتی" اس کے اندر موجود ہے، پھر حضرت نے اس کے اندر اضافہ کیا اور یہ کمال پیدا فرمایا کہ پیدائش سے لے کر موت تک کی تمام سنتیں اس کے اندر لکھ دیں، یعنی زندگی کے تمام اہم گوشوں کے بارے میں حضرت نے اہم اہم سنتیں اس کے اندر اردو زبان میں بہت ہی آسان اور عام فہم انداز میں بیان فرمائی ہیں، یہاں تک کہ موت کی وقت کی سنتیں حضرت نے اس میں تحریر فرمادیں۔

سنتوں پر عمل قرب کا ذریعہ ہے

دو چیزیں ایسی ہیں جو بندے کو قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سب سے زیادہ قریب کرنے والی ہوں گی، ان میں سے ایک اتباع سنت ہے، جتنا کوئی شخص حضور کی سنتوں کو اپنے عمل میں لائے گا اور سنتوں پر عمل کرنے کا عادی بنے گا، اتنا ہی وہ قیامت کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوگا۔

کثرتِ درود شریف قرب کا ذریعہ ہے

دوسری چیز درود شریف کی کثرت ہے، جو شخص جتنا زیادہ درود شریف پڑھنے کا عادی ہوگا، اتنا ہی وہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا۔

قیامت کی ہولناکیوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ پاک درود شریف کثرت سے پڑھنے والوں کو سب سے زیادہ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ و مامون رکھیں گے۔

قیامت ایک اٹل حقیقت ہے

قیامت کا آنا بھی بالکل اٹل ہے جیسے مرنا بالکل اٹل ہے۔ قیامت کی ہولناکیاں جو احادیث کے اندر اور قرآن کریم کے اندر بیان کی گئی ہیں، وہ بالکل حرف بحرف سچی ہیں، قیامت ضرور آنی ہے اور قیامت کے ساتھ قیامت کی تباہ کاریاں بھی ضرور آئیں گی، ان تباہ کاریوں سے بچنے کے ایسے ایسے آسان

طریقے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں کہ اگر ہم ان کو اختیار کرلیں تو جب قیامت آئے گی تو ان طریقوں پر عمل کرنے والا انشاء اللہ قیامت کی تمام ہولناکیوں سے، تباہ کاریوں سے، ہلاکتوں سے اور پریشانیوں سے بالکل محفوظ رہے گا۔ ان میں سے ایک طریقہ اتباع سنت ہے اور دوسرا طریقہ درود شریف کی کثرت ہے، جو شخص دنیا میں کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوگا، وہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا، وہ کیسے قیامت کی ہولناکیوں سے دوچار ہوگا۔

کثرت درود کی بنا پر عرش کا سایہ نصیب ہوگا

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے اور جو شخص عرش کے سائے میں چلا گیا اور اس کو عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگیا (اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے) تو سمجھ لیجئے کہ وہ کامیاب ہوگیا۔

ایک مثال سے سمجھیں

اس کی ایک ہلکی سی مثال عرض کرتا ہوں کہ جون جولائی کا مہینہ ہو، قیامت خیز گرمی پڑ رہی ہو، ہر طرف دھوپ ہی دھوپ ہو، دور دور تک سائے کا نام ونشان نہ ہو، ایسی حالت میں ایک شخص ائیر کنڈیشن کمرے کے اندر آرام کر رہا ہے اور

باقی لوگ دھوپ کے اندر بغیر سائے کے تکلیف میں ہیں، پریشانی میں ہیں اور حیران و پریشان ہیں کہ کہاں جائیں، نہ پانی پینے کو ملتا ہے، نہ سائے کے لئے کوئی درخت نظر آتا ہے، تو بتاؤ! یہ شخص جو ائیر کنڈیشن کمرے مین آرام کر رہا ہے، وہ دوسروں کی بنسبت کتنا زیادہ آرام اور چین وسکون میں ہوگا۔

اسی طرح جو لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے وہ قیامت کی ساری تکلیفوں سے اور ساری پریشانیوں سے بالکل محفوظ و مامون رہیں گے اور جو لوگ عرش الٰہی سے باہر ہوں گے وہ قیامت کی ہولناکیوں سے دوچار ہوں گے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ان دونوں عبادتوں کو زندگی بھر کا معمول بنالیں۔

سنتوں پر عمل کرنے کا طریقہ

سنتوں پر عمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ”علیکم بسنتی“ کی ایک ایک سنت اپنے عمل میں لے لیں اور پیار و محبت کے ساتھ اپنے گھر والوں کے عمل میں لانے کی کوشش کریں۔ جب یہ کتاب ایک دو مرتبہ پوری ہو جائے تو پھر ”اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ شروع کردیں اور رات کو سونے سے پہلے اپنے بچوں کو جمع کرکے ایک صفحہ یا آدھا صفحہ ”اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ کا پڑھ کر سنا دیا کریں۔ یہ زندگی بھر کا معمول بنالیں، جیسے روزانہ سونا اور جاگنا ہے، کھانا اور پینا ہے، اسی طرح روزانہ یہ اتباع سنت کی تعلیم دینا اور لینا ہے، اس طرح سے آہستہ آہستہ جب سنتیں ذہن میں بیٹھیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ عمل میں بھی آئیں گی۔ اس

کے ساتھ ساتھ ایک یہ بھی معمول بنالیں کہ روزانہ بلا ناغہ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ یا اللہ! مجھ کو اور میرے اہل وعیال کو اتباع سنت کی مکمل توفیق عطا فرما، تاکہ ہمارا ظاہر و باطن اور ہماری ساری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھل جائے۔

زندگی میں ایک بار درود پڑھنا فرض ہے

اور دوسری عبادت یہ ہے کہ ہم زبان سے کثرت سے درود شریف پڑھنے کے عادی بن جائیں، زندگی میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے، جیسے زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہوتا ہے، ایسے ہی ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔

درود پاک کے کچھ مسائل

اس کے بعد جس مجلس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہم خود اپنی زبان سے لیں یا کسی کی زبان سے سنیں یا کسی کتاب میں پڑھیں یا کسی کتاب پڑھنے والے سے سنیں یا کسی نعت میں یا نظم میں پڑھیں یا سنیں اور چاہے ریڈیو پر سنیں یا بغیر ریڈیوں کے ویسے ہی سنیں، جب ہم کسی مجلس میں پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنیں گے تو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہوگا اور اسی مجلس میں ایک سے زیادہ مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنیں گے تو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے، اس کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔

بسا اوقات ہم بیٹھے ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی

ہمارے کانوں میں آتا ہے تو اگر کسی نے پوری مجلس کے اندر ایک مرتبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو سننے کے بعد درود شریف نہ پڑھا تو یہ ترک واجب ہوگیا، لہٰذا ترک واجب کا گناہ ہوگا (اللہ بچائے) جو بڑا سنگین گناہ ہے۔

اور اگر ایک سے زیادہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیں یا سنیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا تقاضہ ہے کہ ہر مرتبہ ہی درود شریف پڑھنا چاہئے، اور پھر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ایسا درود شریف ہے جو چھوٹا سا بھی ہے، جامع بھی ہے، مکمل بھی ہے اور آسان بھی ہے، لہٰذا یہ تو ہم سب کی زبان پر بالکل ایسا رواں ہونا چاہئے جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری زبان پر آسان اور رواں ہے۔ تو جب بھی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں تو صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیا کریں، اگر حضور کا نام سو مرتبہ لیں یا سنیں، تو سو مرتبہ ہمیں صلی اللہ علیہ وسلم کہنا چاہئے، خالی علیہ السلام کہنے میں اکتفا نہیں کرنا چاہئے۔

بعض کوتاہیوں پر تنبیہ

بعض لوگ جب کتاب لکھتے ہیں یا خط لکھتے ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آتا ہے تو صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھتے بلکہ ''ؐ'' کا نشان بنا دیتے ہیں یا ''ؐ'' سے آگے بڑھ کر ''صلعم'' اس کے اوپر لکھ دیتے ہیں جو اشارہ ہوتا ہے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کا، یاد رکھیں! اس اشارے سے درود شریف ادا نہیں ہوتا، یہ درود شریف نہیں ہے، یہ درود شریف کی علامت ہے اور درود شریف کا اشارہ ہے

اور یہ لکھنا بخل ہے۔

اگر کسی نے پورے خط میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ایک یا ایک سے زیادہ مرتبہ لکھا اور ایک مرتبہ بھی صلی اللہ علیہ وسلم پورا نہ لکھا تو وہ ترک واجب کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، چاہے ہر جگہ اس نے ''ؐ'' کا نشان بنایا ہو اور چاہے ہر جگہ اس نے ''صلعم'' لکھا ہو، تب بھی درود شریف چھوڑنے کا گناہ ہوگا اور اگر ایک مرتبہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھ دیا یا زبان سے کہہ دیا تو واجب ادا ہو گیا، آگے نہ لکھا تو مستحب کی فضیلت سے محروم ہو جائے گا، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جو احسانات ہیں، ان کا تقاضہ یہ ہے کہ جہاں زبان سے کہنے کا موقع آجائے تو ہر مرتبہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہے اور جہاں لکھنے کا موقع آجائے تو ہر مرتبہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھے۔

حضرات محدثین کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ جو حضرات محدثین ہیں جن کا کام ہے حدیثیں لکھنا، ان کو سب سے زیادہ اس کی ضرورت ہو سکتی تھی کہ وہ حضور کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' نہ لکھتے، اس لئے کہ حدیثوں میں ہر سطر کے اندر ورنہ ایک دو سطر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے، لیکن الحمد للہ یہ حضرات محدثین اس معاملے میں اس بات کے بڑے پابند ہیں کہ ہر مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھتے ہیں۔

آپ بخاری شریف دیکھ لیں، ترمذی شریف دیکھ لیں اور صحاح ستہ کی کوئی کتاب دیکھ لیں یا حدیث کی دوسری کتابوں میں دیکھ لیں کہ ہر مرتبہ حضور کے نام کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہوتا ہے، حالانکہ ان کو سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ بجائے بار بار صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کے صرف "ؐ" یا "صلعم" لکھ دیں مگر وہ پورا صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں، اور ہمیں تو زیادہ لکھنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی، لہٰذا ہمیں تو ہر مرتبہ پورا "صلی اللہ علیہ وسلم" پڑھنا یا لکھنا چاہئے۔

درود پاک لکھنے کی ایک خاص فضیلت

درود شریف لکھنے کی ایک خاص فضیلت بھی ہے، وہ خاص فضیلت یہ ہے کہ جس کتاب میں یا جس کاغذ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہوگا، وہ جب تک لکھا رہے گا، لکھنے والے کو برابر ثواب ملتا رہے گا۔ اس میں سراسر ہمارا ہی فائدہ ہوا کہ اگر لکھ دیا یا لکھنے کے بعد چھاپ دیا تو جب تک وہ درود شریف موجود رہے گا، برابر ثواب ملتا رہے گا۔

درود کی برکت باعث مغفرت ہوگی

زاد السعید میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کاتب کی حکایت لکھی ہے کہ ایک کاتب تھے، ان کاتب صاحب کا یہ معمول تھا کہ جب وہ کوئی مضمون لکھتے اور دورانِ کتابت مضمون میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی

آتا تو اگر اصل مضمون نگار نے صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھا ہوتا تو کاتب صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھا دیتے تھے، جب ان کا انتقال ہوگیا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ وہ فرمانے لگے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بخش دیا ہے، انہوں نے پوچھا کہ کس عمل کی بدولت تمہاری بخشش ہوئی؟ تو کاتب صاحب نے فرمایا کہ چونکہ میرا یہ معمول تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھا دیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل ایسا پسند آیا کہ اس کی برکت سے اللہ پاک نے میری بخشش فرمادی اور مجھ کو ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمادیں جو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے وہم وگمان میں ان کا خیال گزرا، یعنی کسی کے وہم وگمان میں بھی ایسی نعمتیں نہیں آئیں جو مجھے اللہ پاک نے درود شریف لکھنے کی برکت سے عطا فرمادیں۔

درود شریف لکھنے کا انعام

حضرت تھانویؒ نے ایک اور عجیب قصہ لکھا ہے کہ ایک کاتب صاحب تھے، ان کا بھی عجیب معمول تھا (اللہ تعالیٰ یہ اچھے اچھے معمول ہمیں بھی بنانے کی توفیق عطا فرمائے) انہوں نے ایک الگ سی کاپی بنائی ہوئی تھی، ان کا یہ معمول تھا کہ روزانہ جب وہ اجرت کے طور پر کتابت کرنے کے لئے بیٹھتے تو سب سے پہلے اس کاپی کے اندر ایک درود شریف بہت ہی خوش خط لکھتے اور کاپی رکھ دیتے اور

پھر شام تک کتابت کرتے اور اس کی اجرت سے اپنا گزارا کرتے، زندگی اسی طرح گزر رہی تھی۔

جب انتقال کا وقت آیا تو آپ کے کوئی شاگرد آپ کے پاس آئے، آپ ان کو کہنے لگے کہ آخرت کا معاملہ سامنے ہے، دیکھو کیا انجام ہوتا ہے، میرے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے، ان کو بہت ہی خوف محسوس ہونے لگا تو اس وقت ایک مجذوب ان کے پاس سے گزرا اور اس نے کہا کہ بابا کیوں گھبراتا ہے، تمہاری وہ کاپی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگئی ہے اور اس پہ صحیح کے نشان بن گئے ہیں کہ یہ درود شریف بھی صحیح ہے، یہ بھی بہت اچھا ہے، یہ بھی بہت اچھا ہے، یہ بھی ٹھیک ہے، یہ بھی ٹھیک ہے، تمہارے درود وہاں پر پاس ہو رہے ہیں اور تم یہاں گھبرا رہے ہو، تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے، حقیقت یہ ہے کہ درود شریف ایسی بڑی دولت ہے (اللہ تعالیٰ ہمیں مرتے دم تک نصیب فرمائے) آمین۔

درود شریف کی برکت سے اسّی سال کے گناہ معاف

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اور اخلاص سے پڑھے اور وہ قبول ہو جائے تو اسی لمحے اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اتنی بڑی دولت ہے اور اتنی بڑی نعمت ہے۔

خواب میں مُردے سے ملاقات کا اکسیر نسخہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ فضائلِ

درود کے اندر لکھا ہے کہ:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ حضرت! میری بیٹی کا چند روز پہلے انتقال ہوگیا ہے اور وہ اب تک مجھے خواب میں نظر نہیں آئی، میرا جی چاہتا ہے کہ میں خواب میں دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہے، حضرت! کوئی ترکیب بتایئے کہ خواب میں میری بیٹی مجھ کو نظر آجائے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم رات کو سونے سے پہلے چار رکعت نفل پڑھو اور چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد الھکم التکاثر والی سورۃ پڑھو اور چار رکعت نفل پڑھنے کے بعد بستر پر لیٹ جاؤ، کسی سے بات نہ کرو اور درود شریف پڑھتی پڑھتی سو جاؤ تو خواب میں کے اندر تمہاری اپنی بیٹی سے ملاقات ہوجائے گی اور اس کی زیارت تم کو ہوجائے گی اور وہ اپنا حال تم کو بتا دے گی۔

یہ سن کر وہ عورت چلی گئی اور اسنے جا کر اس پر عمل کیا تو خواب میں اس کو بیٹی نظر آگئی۔ لیکن اس نے اپنی بیٹی کو بہت ہی خوفناک اور ہولناک عذاب میں مبتلا دیکھا، اس نے دیکھا کہ تارکول کا لباس اس کو پہنایا ہوا ہے، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں جہنم کی آگ کی زنجیریں بندھی ہوئی ہیں۔ اس قدر ہولناک اور خوفناک حالت میں اس نے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین)

درود پاک بخشنے کی وجہ سے ستر ہزار کی بخشش

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کی چیخیں نکل گئیں اور روتی ہوئی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت! بیٹی سے ملاقات تو ہوگئی لیکن میں نے اس کو ہولناک اور خوفناک عذاب میں مبتلا دیکھا ہے، اب آپ کوئی ترکیب بتلائیے کہ وہ اس عذاب سے چھٹکارا پائے۔ حضرت نے فرمایا ایسا کرو اس کی طرف سے صدقہ دو شاید اللہ پاک صدقہ کی برکت سے اس سے عذاب کو ٹال دیں اور اس کو اس سے نجات عطا فرمادیں۔

ایک دو روز کے بعد پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت باغ ہے اور اس کے اردگرد بہت بلند تخت ہے اور وہ تخت بڑا آراستہ اور مزین ہے، اس تخت کے اوپر ایک بہت ہی حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے جس کی وجہ سے اس کے چاروں طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔

اس لڑکی نے خود ہی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! آپ مجھے پہچانتے ہیں، میں کون ہوں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں نہیں پہچانتا کہ تم کون ہو، وہ کہنے لگی کہ میں اسی عورت کی بیٹی ہوں جس نے مجھے دیکھنے کے لئے آپ سے ترکیب پوچھی تھی، میں وہی لڑکی ہوں، وہ میری ماں تھی جو آپ کے پاس آئی تھی، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہاری ماں نے تو تمہارا

حال بہت ہی ہولناک اور خوفناک بتایا تھا اور تم تو یہاں ماشاء اللہ موج کر رہی ہو، تمہاری حالت تو بہت اچھی ہے، یہ کیا بات ہے؟ تمہاری ماں نے کیسی حالت میں دیکھا تھا اور میں ایسی حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت آرام میں ہو، راحت میں ہو اور ہر طرح کی سہولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے، اس نے کہا کہ میری ماں نے بھی صحیح دیکھا تھا اور آپ بھی صحیح دیکھ رہے ہیں۔

قصہ یہ ہوا کہ ابھی ایک دو دن پہلے اللہ کے ایک نیک بندے اور بزرگ شخص ہمارے قبرستان میں آئے، انہوں نے آکر نجانے کس دل کی گہرائی سے کوئی درود شریف پڑھا، بس وہ اللہ کے ہاں ایسا قبول ہو گیا کہ میں اور میرے ساتھ ستر ہزار آدمی جو اس عذاب میں گرفتار تھے، اس عذاب سے نجات پاگئے اور ان ہی کے درود شریف پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ عطا فرمایا جس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔

درود شریف کو زندگی کا معمول بنالیں

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم درود شریف کو زندگی بھر کے لئے معمول بنالیں، روزانہ سو مرتبہ صبح اور شام کو درود شریف پڑھ لیا کریں، بہت زیادہ مصروفیت ہو تو تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کریں اور اتنا بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم گیارہ گیارہ دفعہ پڑھ لیا کریں، یہ تو انتہائی مجبوری میں ہے، ورنہ عام حالت میں ہمیں کم سے کم سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام روزانہ درود شریف پڑھنے کا معمول رکھنا چاہئے۔

درود شریف پڑھنے کے درجات

جمعہ کے دن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ تو اس سلسلے میں حضرات علماء کرام نے فرمایا کہ کثرت سے درود شریف پڑھنے کے تین درجے ہیں، ادنیٰ درجہ ہے تین سو مرتبہ، درمیانہ درجہ ہے ایک ہزار مرتبہ، اعلیٰ درجہ ہے تین ہزار مرتبہ۔ اور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا آسان درود شریف ہے کہ تین سو مرتبہ پڑھنا اور ایک ہزار مرتبہ پڑھنا اور تین ہزار مرتبہ پڑھنا سب آسان ہے، جس کا دل چاہے تین سو مرتبہ پڑھ لے، جس کا دل چاہے ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے اور جس کا دل چاہے تین ہزار مرتبہ پڑھ لے، جو پڑھے گا انشاء اللہ وہی درود کے عجیب وغریب برکات سے مالا مال ہوگا۔

مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

میرے استاد محترم حضرت مولانا سعادت صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا (یہ حضرت مفتی صاحب کے آخری زمانے کا قصہ ہے) میں نے عرض کیا کہ حضرت! حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو تو کثرت کی کیا مقدار ہونی چاہئے جس پر عمل کرنے سے ہم کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں میں شامل ہو جائیں اور ان میں ہمارا شمار ہو جائے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین ہزار

مرتبہ درود شریف پڑھنے سے کثرت میں شمار ہوتا ہے اور آج کل الحمدللہ اسی پر میرا معمول ہے۔

میں یہ سنانا چاہتا تھا کہ یہ جو ہمارے اکابر گزرے ہیں، اللہ پاک نے ان کو بہت نوازا تھا، جہاں ایک طرف انہوں نے علوم کے دریا بہائے، وہیں دوسری طرف انہوں نے اپنی آخرت بھی اچھے طریقے سے بنائی اور آخرت کے لئے سب کچھ کیا، ایک ہم ہیں کہ فضائل سنتے ہیں، مگر سن سن کر سُن ہو گئے، سُن ہونے سے کچھ نہیں ہوتا، کچھ کریں گے تو وہاں کچھ ملے گا، ہمارا آخرت کا حال بڑا خراب ہے، یہ اکابر بھی ہماری طرح اس دنیا میں رہ کر گئے ہیں، دنیا کے سارے لوازمات ان کے ساتھ بھی تھے لیکن انہوں نے آخرت کے لئے بھی بہت کچھ کیا۔ لہٰذا ہمیں بھی کم از کم روزانہ صبح و شام سو مرتبہ درود شریف پڑھنا چاہئے،

درود شریف پڑھنے سے حاجتوں کا پورا ہونا

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

> ”جو آدمی سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی سو ضرورتیں پوری فرمائیں گے، تیس دنیا کی اور ستر آخرت کی“

لہٰذا جو شخص روزانہ صبح و شام سو سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو اس کی ساٹھ ضرورتیں پوری ہوں گی دنیا کی اور ایک سو چالیس آخرت کی، جبکہ ہماری روزانہ ساٹھ ضرورتیں بھی نہیں ہوتیں، جب بھی ہم غور کریں گے تو کسی کی تین کسی کی

پانچ کسی کی دس کسی کی پندرہ کسی کی بیس کسی کی پچیس کسی کی تمیں ضرورتیں ہوں گی، انشاءاللہ ساٹھ سے زیادہ کسی کی نہیں نکلیں گی، لیکن اگر درود شریف کا معمول بن جائے تو اللہ کی غیبی مدد ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ اور ہماری وہ تمام ضرورتیں اور حاجتیں پوری ہوں گی جن کے لئے ہم سرگرداں رہتے ہیں اور حیران و پریشان رہتے ہیں اور بے چین و بے قرار رہتے ہیں کہ فلاں پریشانی دور ہو جائے، فلاں ضرورت پوری ہو جائے، فلاں حاجت پوری ہو جائے، فلاں کام ہو جائے، فلاں سے یہ کام نکل جائے، کسی طریقہ سے یہ کام ہو جائے، تو بھائی! اللہ تعالیٰ نے طریقہ عطا فرما رکھا ہے، ہم اس طریقہ کو اپناتے نہیں ہیں، ہائے ہائے کرتے رہتے ہیں، ہائے ہائے کرنے سے کیا ہوتا ہے، بس طریقہ اختیار کرنا چاہئے، طریقہ یہی ہے کہ درود شریف کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں، جب صبح سو دفعہ پڑھیں گے اور شام کو سو دفعہ پڑھیں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ برکتیں حاصل ہوں گی۔

درود شریف پڑھنے والا اپنا ٹھکانہ دیکھ کر مرتا ہے

ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو اس وقت تک اس کا انتقال نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنی آنکھوں سے جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ پہلے ہی اس کو دنیا میں مطمئن کرتے ہیں کہ تو بے غم رہ، جب تو آخرت میں آئے گا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوگا۔

اہم بات غور سے سنیں

لیکن ایک بات یادرکھنے کی ہے، یہ جتنے بھی فضائل بیان کیے جاتے ہیں، ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان اعمال کے یہ فضائل ہیں بشرطیکہ گناہوں کا ارتکاب نہ ہو، اگر ہو جائے تو سچی توبہ اس کے ساتھ ہو، لیکن اگر کوئی دوسری طرف چوری کرے گا یا ڈاکہ ڈالے گا، بدنظری کرے گا، جھوٹ بولے گا، غیبت کرے گا، کم تولے گا، کم ناپے گا، گانا سنے گا، فلمیں دیکھے گا، خواتین بے پردگی کریں گی تو ان گناہوں کا وبال جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے، وہ بھی سچا ہے اور بالکل برحق ہے، لہٰذا ان فضائل کے ساتھ ساتھ ہم اس بات کا بھی پورا پورا اہتمام کریں کہ جو بدعات ہیں، منکرات ہیں اور خواہشات ہیں جن میں ہم غرق ہیں، ان سے ہم بچیں اور ان سے سچی توبہ کریں اور ان پر نادم اور شرمندہ ہوں، اور آئندہ اس سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرتے رہیں۔ اگر ہم گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرتے رہے اور گناہ ہونے پر توبہ کرتے رہے پھر اسی حالت میں ہماری موت آگئی تو کوئی رکاوٹ گناہوں کی ہمارے ساتھ نہ ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں چلے جائیں گے، ورنہ پہلے ہمارا حساب ہوگا، اللہ تعالیٰ چاہیں تو عذاب دیدیں اور چاہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمادیں، یہ اس کی رحمت پر مبنی ہے۔

ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے پر خاص بشارت

ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے پر عجیب قصہ یاد آیا ایک شخص کہتے ہیں کہ بغداد میں ایک ہمارے استاد تھے قاری ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ، میں ان کی خدمت میں پہنچا تاکہ میں ان سے قرآن شریف سیکھوں، چنانچہ میں اور میرے ساتھیوں کی ایک جماعت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ تلاوت ہو رہی ہے اور شاگردان سے استفادہ کر رہے ہیں اور ذوق وشوق کے ساتھ ان سے قرآن شریف سیکھ رہے ہیں، اسی دوران قاری صاحب کی خدمت میں ایک بڑے میاں تشریف لائے، وہ بہت ہی پرانا اور بوسیدہ عمامہ باندھے ہوئے تھے، ان کا کرتہ بھی پرانا اور انتہائی بوسیدہ تھا، جیسے ہی وہ قاری صاحب کی خدمت میں آئے تو قاری صاحب ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوگئے اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور ان سے ان کے بچوں کی خیریت دریافت کی، اس کے بعد ان بڑے میاں نے بتایا کہ رات کو ہمارے یہاں ایک نومولود بچے کی ولادت ہوئی ہے اور گھر والوں نے مجھ سے شہد اور گھی کا کہا ہے، مگر میرے اندر تو اس کی استطاعت نہیں ہے کہ میں ان کو یہ سامان مہیا کرسکوں۔ قاری ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کی یہ خستہ حالی دیکھی تو ان کو بہت ہی غم ہوا اور بہت ہی رنج ہوا، اس کے بعد قاری صاحب تھوڑی دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے، خواب میں جناب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاری

صاحب سے فرمایا کہ تم اتنا غم کیوں کر رہے ہو، ان کی خستہ حالی پر تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ ایسا کرو کہ اس وقت جو وزیر علی بن عیسیٰ ہے، اس کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور بطور علامت کے اس کو یہ کہو کہ تم روزانہ رات کو سونے سے پہلے مجھ پر جو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہو، وہ مجھ تک پہنچتا ہے اور آج پورے ایک ہزار مرتبہ درود شریف تم نے شروع میں نہیں پڑھا بلکہ ابھی آٹھ سو مرتبہ پڑھا تھا کہ بادشاہ کا آدمی تمہیں بلانے آ گیا، تم اس کے ساتھ چلے گئے پھر بعد میں آ کر تم نے اس مقدار کو پورا کیا، اس طرح تم نے ایک ہزار مرتبہ درود شریف مکمل کیا، لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک سو اشرفیاں ان بڑے میاں کو دیدو جو خستہ حال ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ان کو فرمایا۔

قاری صاحب کہتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو میں ان بڑے میاں کو ساتھ لے کر وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس پہنچ گیا، میں نے سلام کیا اور پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پیش کیا پھر درود شریف والی بات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی، میں نے وہ بھی سنادی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام بھی سنا دیا، پیغام سنتے ہی انہوں نے ایک تھیلی منگوائی جس میں ایک ہزار اشرفیاں تھیں، انہوں نے سب سے پہلے سو اشرفیاں نکال کر مجھے دیں تا کہ میں ان بڑے میاں کی خدمت میں پیش کر دوں، پھر سو اشرفیاں نکال کر مجھے دیں کہ یہ آپ کا نذرانہ ہے، اس لئے کہ آپ میرے لئے بشارت لے کر آئے پھر سو اشرفیاں نکال کر اور دیں کہ حضرت! سو اشرفیاں بشارت لانے کا ہدیہ اور سو

اشرفیاں بشارت سنانے کا ہدیہ، پھر سو اور دیں کہ حضرت! اتنی دور زحمت گوارا کرنے کا ہدیہ، اس طرح مختلف بہانوں سے وہ اشرفیاں نکالتے گئے اور مجھے دیتے گئے، یہاں تک کہ انہوں نے پوری ایک ہزار اشرفیاں مجھے دیدیں اس میں سے سو اشرفیاں میں نے ان بڑے میاں کی خدمت میں پیش کردیں اور نو سو اشرفیاں یہ کہہ کر واپس کردیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو اشرفیوں کا کہا تھا، اس سے ایک بھی کم یا زیادہ نہیں لینا چاہئے، اس کے بعد میں گھر واپس آگیا۔

درود پاک پہنچانے پر مستقل ڈاکیے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درود شریف پہنچانے کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، جب بھی کوئی امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو فرشتہ خود لے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر پیش کرتا ہے۔

لہٰذا اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی کہ امتی کا نام اور امتی کے والد کا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرشتے کے ذریعے اس کا بھیجا ہوا تحفہ قبول فرماتے ہیں۔

علمائے دیوبند کا متفقہ عقیدہ

اور جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر جا کر درود شریف

پڑھتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کا درود سنتے ہیں، تمام علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مبارک میں حیات ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں اور خود جواب عطا فرماتے ہیں، یہ بھی کتنی بڑی دولت اور کتنی بڑی سعادت ہے۔

کثرت درود کی وجہ سے عظیم نعمت کا ملنا

کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں کو جو خصوصی دولت نصیب ہوتی ہے، وہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں زیارت کا نصیب ہونا۔ ایسے لوگوں کو خواب میں بکثرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی رہتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جانا بہت بڑی نعمت ہے اور بہت بڑی دولت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درود پڑھنے والے کے منہ کو بوسہ دینا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے زاد السعید میں ایک نیک آدمی کا قصہ لکھا ہے کہ روزانہ ان کا معمول تھا کہ وہ ایک خاص مقدار میں درود شریف پڑھ کر سوتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنا معمول پورا کر کے سویا تو خواب میں دیکھا کہ جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میرا پورا کمرہ نور سے منور ہو گیا اور مشک کی خوشبو سے مہک اُٹھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ منہ میرے پاس لاؤ جو کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے، مجھے بڑی شرم آئی کہ میرا گندہ منہ اس قابل کہاں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بوسہ دیں، میں نے منہ تو نہیں کیا البتہ اپنا رخسار سامنے کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسہ لیا، بس جیسے ہی آپ نے بوسہ لیا تو گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی، آنکھ کھلی تو پورا کمرہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا، آٹھ دن تک برابر اس کی خوشبو آتی رہی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق کا واقعہ

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی بڑی طلب تھی، بڑی لگن تھی، بڑی تڑپ تھی اور اس بات کی خواہش تھی کہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے، چاہے ایک ہی دفعہ ہو جائے لیکن ان کو زیارت نہیں ہوتی تھی۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں کسی نے مجھ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرو گے؟ میں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی کے لئے تو میں جی رہا ہوں اور کس کے لئے میں جی رہا ہوں، جلدی بتاؤ کہاں زیارت ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ فلاں گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں وہاں جا کر زیارت کر لو۔

کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر چل دیا جب وہاں پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے صحن میں تشریف فرما تھے، دونوں طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے، بیچ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کے لئے ایک بالکل ممتاز اور الگ راستہ تھا، کہتے ہیں میں اسی راستہ سے ہوتا ہوا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر میں نے اپنے دونوں گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنی نظریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء اور چہرۂ انور پر جمادیں اور ٹکٹکی باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی زیارت کرنے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیران تھے کہ یہ کیسا مستانہ آیا ہے کہ نہ بول رہے ہیں، نہ کچھ کہہ رہے ہیں، بس میری زیارت کر رہے ہیں۔

عاشق رسول کی درخواست

جب میں نے خوب جی بھر کر زیارت کر لی تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک درخواست ہے کہ آپ میرے لئے دعا فرمادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا دعا کروں؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری یہ نظریں اب واپس لے لے، یہ نظریں میں نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کو دیکھنے کے لئے بچا رکھی تھیں، اب میرا مقصد حاصل ہو گیا، جن آنکھوں سے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا ہے، میں ان سے کسی اور کو دیکھنا نہیں چاہتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بے تابانہ درخواست کو قبول فرمایا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی، سویرے جب میں اٹھا تو نابینا ہو چکا تھا۔

ہمارے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے زکی کیفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ بہت مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے اور پھر وہ ایک شعر سنایا کرتے تھے، بڑا عجیب وغریب شعر ہے، وہ شعر یہ ہے:

چھین لے مجھ سے نظر اے جلوۂ خوش روئے دوست
میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تیری محفل کے بعد

یہ شعر واقعی بالکل واقعہ کے مطابق ہے۔

سنت کے طریقے کے بعد کوئی طریقہ نہیں

لہٰذا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو دیکھ لیا تو اب کسی اور کا طریقہ کیا دیکھنا، سارے طریقوں سے نظریں ہٹا کر ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نظریں جما دینی چاہئیں، ہماری شکل، ہماری صورت، ہماری وضع قطع، ہمارا لباس پوشاک اور ہمارا رہن سہن سب سنت کے سانچے میں ڈھلنا چاہئے اور ہمارے دل اور زبان سے درود شریف جاری ہونا چاہئے، بس یہ ہماری زندگی کا حاصل ہے۔

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے

یہی تو سنانے کو جی چاہتا ہے

مدینے کو جاؤں پلٹ کر نہ آؤں

یہیں گھر بنانے کو جی چاہتا ہے

سیاہ کاریوں کی فراوانیاں ہیں

پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں

جبیں تیرے قدموں میں اِک روز رکھ کر

گناہ بخشوانے کو جی چاہتا ہے

دل دھڑکتا ہے میرے سینے میں

کب پہنچوں گا میں مدینے میں

جس کا دل نہ ہو مدینے میں

یہ بھی کوئی جینا ہے جینے میں

اگر کوئی مدینے میں نہ جا سکے تو ایک اور عجیب وغریب شعر ہے، وہ بھی سن لینا چاہئے، دو چیزیں ہیں ایک اتباع سنت اور دوسری کثرت درود شریف، جس کو یہ دولت نصیب ہوگئی پھر وہ چاہے مدینے نہ جائے پھر بھی وہ مدینے میں ہے۔

غمِ مصطفیٰ جس کے سینے میں ہے

جہاں بھی رہے وہ مدینے میں ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العلمین
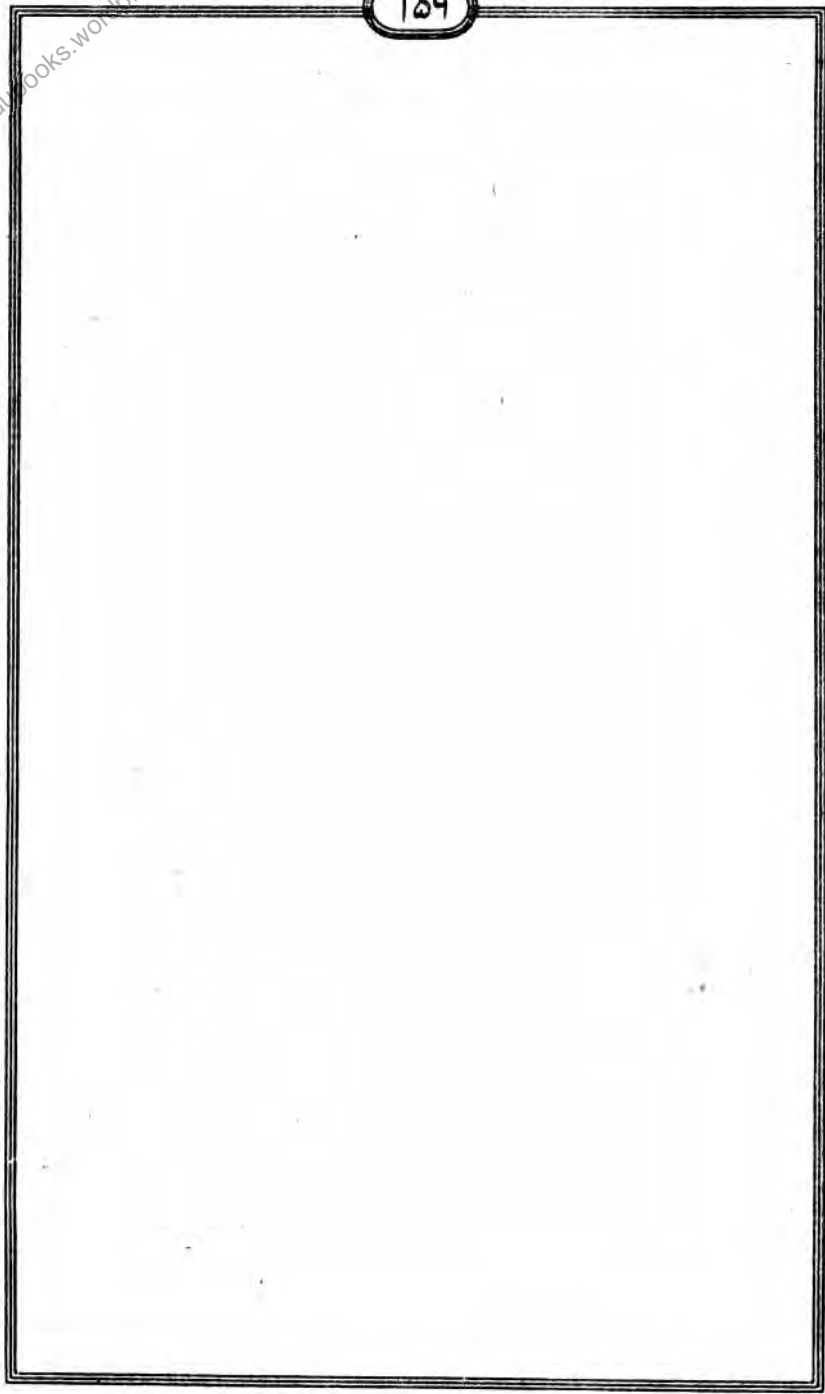
آیت الکرسی

جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱۔ لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرّم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر: ۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

آیت الکرسی

جان و مال کی حفاظت کا نسخہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَ نَسۡتَعِيۡنُهٗ وَ نَسۡتَغۡفِرُهٗ وَ نُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ۔ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا۔ مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسۡلِيۡمًا كَثِيۡرًا۔

أَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَللّٰهُ لَآاِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ج لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَـهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِـهٖ ط يَعْلَمُ مَابَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ط وَهُوَالْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ O

صدق اللّٰه العظیم۔ (سورۃ البقرہ: آیت ۲۵۵)

تمہید

میرے قابلِ احترام بزرگو! آج میں آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی سب سے افضل، سب سے بہتر اور مشہور آیت، یعنی ''آیت الکرسی'' کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ارشادات عرض کروں گا، تاکہ ہمارے دلوں میں اس عظیم آیت کی اہمیت بیٹھ جائے اور ہم اس آیت کی قدر کریں اور اس کے پڑھنے کا معمول بنائیں، کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کا زبردست انتظام فرمایا ہے، اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو فضائل و برکات رکھے ہیں اور جو اجر وثواب رکھا ہے، ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

سب سے افضل آیت

احادیث میں اس آیت کی بہت سی فضیلتیں اور برکتیں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ رحمت کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے اُبی! یہ بتاؤ کہ قرآن کریم کی سب سے افضل آیت کونسی ہے؟ انہوں نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا کہ یا رسول اللہ! ''آیت الکرسی'' قرآن کریم کی سب سے افضل آیت ہے۔ یہ جواب سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابومنذر! تم کو علم مبارک ہو، اس آیت کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں، یہ عرش کے قریب اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی رہتی ہے۔ (بہرحال! تم نے صحیح جواب دیا، بلاشبہ قرآن کریم کی آیات میں سب سے افضل اور بہترین آیت ''آیت الکرسی'' ہے۔) اس لئے اس کو پڑھنا چاہئے۔

عالم مثال میں ہر چیز کی ایک صورت ہے

عالم مثال میں اللہ جل شانہ نے اس آیت کو یہ صورت عطاء فرمائی ہے کہ اُس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اور اس خاص شکل وصورت میں یہ آیت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتی رہتی ہے۔ اس دنیا میں جتنے انسان ہیں، وہ سب اچھے اور برے جو اعمال انجام دیتے ہیں، ان کی ایک شکل وصورت بھی ہوتی ہے، اس دنیا میں وہ شکل وصورت عام طور پر ہمیں نظر نہیں آتی، لیکن

عالم مثال میں اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کی ایک خاص شکل بنائی ہے، اعمال صالحہ کی بھی شکلیں ہیں اور گناہوں کی بھی شکلیں اور صورتیں ہیں، عالم برزخ اور جہنم میں یہی گناہ خوفناک شکل وصورت اختیار کرلیں گے اور پھر وہ اس گناہ گار کو ایذاء وتکلیف اور عذاب دیں گے، اسی طرح نیک اعمال قبر میں اور جنت میں حسین اور خوبصورت شکلیں اختیار کرلیں گے اور پھر وہ اپنے کرنے والوں کو راحت اور آرام پہنچائیں گے۔ اسی طرح میدان حشر میں حساب وکتاب کے وقت ترازو میں نیک اور برے اعمال وزن کئے جائیں گے، ایک قول کے مطابق ان کو مخصوص شکل میں لاکر ان کا وزن کیا جائے گا، پھر جس کی نیکیوں والا پلڑا جھک جائے گا، اس کی بخشش کا فیصلہ ہو جائے گا اور جس کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا، یا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے معاف فرمادیں گے یا اس کے جہنم میں جانے کا فیصلہ ہو جائے گا۔

ایک بزرگ کی نماز

چنانچہ نماز کے بارے میں ایک بزرگ کا واقعہ مشہور ومعروف ہے کہ وہ نماز کو بہت ہی عمدہ طریقے سے سنت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی نماز اور دوسرے اعمال کو بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ طریقے سے انجام دینے کی کوشش کرے۔ ایک دن ان بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! جو نماز میں آپ کی رضا کے لئے ادا کرتا ہوں، مجھے وہ نماز خواب میں دکھا دیجئے تا کہ میں یہ اندازہ کروں کہ جو

نماز میں ادا کرتا ہوں وہ کیسی ہے اور اس میں کیا کمی اور خامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، چنانچہ ایک روز خواب میں نماز کو ایک حسین وجمیل اور خوبصورت عورت کی شکل میں دیکھا، جس کا جسم خوبصورت، قد مناسب اور کپڑے عمدہ، لیکن وہ عورت اندھی ہے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو سوچا کہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے تو اس نماز میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی، پھر وہ عورت آنکھوں سے اندھی کیوں ہے؟

نماز کی مثال حسین وجمیل عورت

چنانچہ وہ اپنے شیخ کے پاس گئے اور ان کو سارا قصہ سنایا کہ حضرت! میں اللہ کے فضل سے اور آپ کے فیض سے نماز بہت اہتمام سے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں، ایک مرتبہ بہت ہی اہتمام سے نماز ادا کرنے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے یہ نماز خواب میں دکھا دیجئے۔ چنانچہ آج رات میں نے نماز کو ایک خوبصورت اور حسین وجمیل عورت کی شکل میں دیکھی لیکن وہ آنکھوں سے اندھی تھی، میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ وہ آنکھوں سے کیوں اندھی تھی؟ شیخ نے سنتے ہی فرمایا کہ تم آنکھیں بند کر کے نماز پڑھتے ہو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! میں اس لئے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھتا ہوں تا کہ نماز میں میری توجہ مرکوز رہے اور دھیان نماز کی طرف لگا رہے اور ذہن اِدھر اُدھر بھٹکنے نہ پائے۔ شیخ نے فرمایا کہ اس طرح نماز پڑھنا خلاف سنت ہے اور خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے تمہاری نماز اصل شکل کے اندر نابینا

اور اندھی ہے، لہٰذا تم اس کمی کو بھی دور کرو۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا

دیکھئے! ان صاحب کو ان کی نماز ایک عورت کی شکل میں دکھلائی گئی، اصل حکم یہ ہے کہ دھیان لگانے کے لئے اگر کوئی شخص آنکھ بند کر کے نماز پڑھے تو یہ جائز ہے لیکن خلاف سنت ہے، سنت طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر نماز ادا کرے۔ قیام کے وقت اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے، رکوع میں پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر رکھے، سجدے میں اپنی ناک پر اور قعدہ میں اپنی گود پر نظر رکھے، چاہے کتنے خیالات اور وسوسے آئیں لیکن آنکھیں کھول کر نماز پڑھے۔ اس لئے کہ غیر اختیاری طور پر جو خیالات اور وساوس آتے ہیں، اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا، لہٰذا بلا وجہ اس سنت کے خلاف نہ کرے۔ نماز میں خلل ان خیالات سے آتا ہے جو اپنے اختیار سے لائے جائیں یا جو خیالات غیر اختیاری طور پر آگئے پھر اپنے اختیار سے ان خیالات کے اندر غور وفکر کرنے میں لگ گئے، اس سے نماز میں خلل آتا ہے اور نماز کے خشوع و خضوع میں فرق واقع ہوتا ہے۔ بعض لوگ ان غیر اختیاری خیالات سے گھبراتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ ان سے ہرگز نہیں گھبرانا چاہئے، بس آپ یہ کام کریں کہ ان خیالات سے ذہن کو ہٹا کر نماز کی طرف لگاتے رہیں۔

نماز میں غیر اختیاری خیالات و وساوس

ایک شخص وہ ہے جو نیت باندھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک مسلسل

غیر اختیاری خیالات اور وساوس میں گھرا رہتا ہے، لیکن وہ برابر اپنے ذہن کو اِدھر اُدھر کے خیالات سے ہٹا کر نماز کی طرف لگانے کی کوشش کرتا رہتا ہے، اور دوسرا شخص وہ ہے جس کو نیت باندھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک غیر اختیاری کوئی خیال ہی نہیں آتا بلکہ برابر اس کا دھیان نماز کی طرف جما رہتا ہے۔ یہ دونوں فضیلت اور ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں، بلکہ بعض اعتبار سے پہلے شخص کو زیادہ اجر ملے گا، اس لئے کہ اس کا مجاہدہ، محنت اور مشقت زیادہ ہے اور دوسرے شخص کو کوئی محنت اور مشقت نہیں ہے، اس لئے آنکھیں کھول کر نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ آدمی آنکھیں بند کر کے نماز ادا کرے۔

آیت الکرسی کی صورت

بہرحال! عالم مثال میں جس طرح نماز کی ایک خاص شکل وصورت ہے، اسی طرح ''آیت الکرسی'' کی بھی ایک خاص شکل وصورت ہے، جیسا کہ حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اس آیت کے دو ہونٹ اور ایک زبان ہے اور یہ آیت عرش کے قریب اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتی رہتی ہے۔

آیت الکرسی چوتھائی قرآن کے برابر ہے

ایک اور حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت الکرسی چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے۔ اس حدیث کے دو مطلب ہیں، ایک مطلب یہ ہے کہ جو مضامین قرآن کریم کے اندر بیان ہوئے ہیں،

ان تمام مضامین کا ایک چوتھائی حصہ ''آیت الکرسی'' کے اندر موجود ہے، اس لحاظ سے یہ چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ ''آیت الکرسی'' اجر وثواب کے اعتبار سے چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے، لہٰذا جو شخص ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھے گا، اس کو ایک چوتھائی قرآن کریم پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص اس آیت کو چار مرتبہ پڑھے گا، اس کو ایک قرآن کریم ختم کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور یہ ثواب ہر مسلمان روزانہ حاصل کرسکتا ہے اور ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ کر حاصل کرسکتا ہے۔

آیت الکرسی پڑھنے پر فرشتہ کا تقرر

نسائی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جس وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے، اس وقت سے لے کر اگلے دن وہی وقت آنے تک اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور گناہ مٹاتا رہتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص روزانہ ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ لیا کرے تو روزانہ کم از کم پانچ فرشتے اس کے نامہ اعمال کا آپریشن کرنے کے لئے مقرر ہو جائیں گے، وہ فرشتے اس کے گناہوں کو مٹاتے رہیں گے اور نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

اعمال کے ذریعہ صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں

لیکن یہاں ایک بات سمجھ لیں، وہ یہ کہ گناہوں سے مراد گناہ صغیرہ

ہیں، اللہ تعالیٰ بہانے بہانے سے گناہ صغیرہ معاف فرماتے رہتے ہیں اور بے شمار اعمال صالحہ کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرماتے رہتے ہیں، جیسے وضو کے ذریعہ اعضاء کے گناہ دھل جاتے ہیں، ایک نماز کے بعد جب بندہ دوسری نماز پڑھتا ہے تو دونوں نمازوں کے درمیان کے وقت میں جو صغیرہ گناہ کئے تھے، وہ سب معاف ہو جاتے ہیں، اس طرح روزانہ پانچ وقتوں کی نماز پڑھنے سے چوبیس گھنٹے کے صغیرہ گناہوں کی مغفرت ہوتی رہتی ہے، اور جمعہ کی نماز پڑھنے سے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، رمضان کے روزے رکھنے پر ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان میں کئے ہوئے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

کبیرہ گناہوں کی معافی کیلئے توبہ ضروری ہے

کبیرہ گناہوں کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ جس گناہ کبیرہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، مثلاً شراب پینا یا جھوٹ بولنا یا بدکاری کرنا وغیرہ، اس قسم کے گناہوں میں اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کر لینا کافی ہے۔ البتہ توبہ کے لئے تین شرائط کا ہونا ضروری ہے، پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی اس گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ اس گناہ کو فوراً چھوڑ دے اور تیسری شرط یہ ہے کہ آئندہ گناہ کے نہ کرنے کا پختہ عزم کرے اور پھر توبہ استغفار کرے تو وہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حقوق العباد سے توبہ کا طریقہ

اور اگر وہ گناہ ایسا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ کسی بندے کی حق تلفی یا اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، مثلاً کسی کو ناحق مارا، یا کسی کو طعنہ دیا، یا کسی کا دل دکھایا، یا کسی پر بہتان لگایا، یا کسی کو مالی نقصان پہنچایا، یا کسی کی اجازت کے بغیر اس کا مال کھالیا، یا کسی کی امانت میں خیانت کرلی، یہ سب ایسے کام ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو حرام قرار دیا ہے اور بندوں کے ساتھ بھی زیادتی پائی گئی ہے۔ ایسے گناہوں سے توبہ کے مکمل ہونے کے لئے پہلی تین شرطوں کے ساتھ ایک چوتھی شرط یہ بھی ہے کہ جن بندوں کا حق پامال کیا ہے یا تو ان کا حق ادا کرے یا ان سے معاف کرائے، اس کے بعد توبہ مکمل ہوگی۔

بہرحال! کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نیک اعمال کے ذریعہ بھی معاف فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا ''آیت الکرسی'' کی یہ جو فضیلت آئی ہے کہ اس کے پڑھنے پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے گناہوں کو اس کے نامہ اعمال سے مٹاتا رہتا ہے، اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کبیرہ گناہ مراد نہیں۔ اس لئے ہمیں ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھنے کا معمول بنالینا چاہئے تاکہ روزانہ پانچ فرشتے ہمارے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھنے اور گناہ صغیرہ مٹانے پر مقرر ہو جائیں۔

’’آیت الکرسی‘‘ جنّت میں لیجانے والی ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے، اس کے اور جنّت کے درمیان صرف موت حائل ہوتی ہے۔ یعنی آیت الکرسی پڑھنے کی وجہ سے وہ شخص جنتی ہوگیا، بس صرف مرنا باقی ہے، اگر ابھی مرگیا تو ابھی جنت میں چلا جائے گا۔ اس فضیلت کا مطلب یہ ہے کہ آیت الکرسی پڑھنے کی بذات خود یہ فضیلت ہے کہ اگر اس شخص کے جنّت میں جانے کے لئے کوئی اور چیز رکاوٹ نہ ہوتو تنہا اس کا یہ عمل بھی اس کو سیدھا جنت میں لے جانے والا ہے، لیکن اگر جنّت میں جانے کے لئے دوسری رکاوٹیں واقع ہوئیں، مثلاً اس کی گردن پر کبیرہ گناہوں کا بوجھ ہو یا حقوق العباد میں اس نے کوتاہیاں کی ہوئی ہوں تو یہ گناہ کبیرہ اور دوسروں کے حقوق پامال کرنا اس کے جنت میں جانے سے رکاوٹ بن جائیں گے، لیکن اگر اس کے ذمہ بندوں کے حقوق بھی نہیں ہیں اور کبیرہ گناہوں سے بھی اس نے سچی توبہ کی ہوئی ہے اور پھر اس نے یہ عمل کیا تو انشاء اللہ وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔

آیت الکرسی پڑھنے والا صدّیق یا عابد ہوگا

دوسری بات اس حدیث میں یہ ہے کہ آیت الکرسی پڑھنے کا دائمی معمول نہیں بناتا ہے مگر وہ شخص جو صدیق ہو یا عابد ہو۔ یعنی ہر شخص اس کا

معمول نہیں بناتا بلکہ عام طور پر اس کے پڑھنے کی توفیق ان لوگوں کو ہوتی ہے جو عبادت گزار ہوتے ہیں اور اطاعت شعار اور فرمانبردار ہوتے ہیں، آخرت کی فکر رکھنے والے ہوتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اس میں ایک بڑی بشارت کی طرف اشارہ ہے کہ جس شخص کو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کی توفیق ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عابد ہوگا یا انشاء اللہ تعالیٰ صدیق کے مرتبہ تک پہنچ جائے گا۔

آیت الکرسی حفاظت کا ذریعہ

تیسری بات اس حدیث میں یہ ارشاد فرمائی کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے، وہ خود بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے گھر کے دائیں بائیں کے دونوں پڑوسی بھی اور ان کے پڑوسی بھی اور قرب و جوار کے چند اور گھر بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتے ہیں۔ ذرا غور کریں کہ اگر سارے مسلمان اس آیت کے پڑھنے کا معمول بنالیں تو سارا شہر محفوظ ہو جائے بلکہ پورا ملک شیطانوں کے شر سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

چالیس روز تک کیلئے حفاظت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ

لیتا ہے تو اس گھر سے شیطان چالیس دن اور چالیس رات کے لئے دور ہو جاتا ہے، یعنی چالیس دن تک وہ گھر شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور چالیس رات تک اس گھر میں کوئی جادو گرنی یا جادوگر داخل نہیں ہو سکتا اور وہ گھر جادو کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔ اے علی! تم خود بھی آیت الکرسی کو سیکھ لو اور اپنے اہل و عیال کو بھی سکھاؤ اور اپنے پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ، اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑی کوئی آیت نازل نہیں فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی چوکیداری کا ایک واقعہ

ایک واقعہ یاد آیا، مدینہ کے باہر سرکاری غلّہ رکھا گیا تھا، رات کے وقت اس غلّہ کی حفاظت اور چوکیداری کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سادہ اور مسکین طبیعت کے انسان تھے، چنانچہ وہ رات کے وقت اس غلّہ کی چوکیداری کے لئے وہاں بیٹھ گئے، وہ خود فرماتے ہیں کہ جب رات کا کافی حصّہ گزر گیا تو میں نے دیکھا کہ غلّہ کے ایک طرف ایک شخص بیٹھا ہوا اپنے کپڑے میں غلّہ بھر رہا ہے، میں جلدی سے اس کے پاس پہنچا اور میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ بغیر پوچھے یہ غلّہ کیسے اٹھا رہے ہو؟ پھر میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ میں صبح تمہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، اس شخص نے بڑی عاجزی سے کہا کہ اے ابو ہریرہؓ! میں بہت غریب آدمی ہوں، مسکین ہوں، بچے بھوکے

ہیں، مجبور ہوکر میں یہاں آیا ہوں، مجھ سے غلطی ہوگئی، آج تم مجھے معاف کردو، میں آئندہ نہیں آؤں گا، مجھے اس کی باتیں سن کر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی اور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا اے ابو ہریرہؓ! رات کو جو شخص تمہارے پاس آیا تھا، تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب وہ غلّہ لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا، جب وہ بہت رویا اور معافی مانگی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا ہے اور آج رات دوبارہ آئے گا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا کہ وہ دوبارہ آئے گا تو مجھے یقین ہوگیا کہ وہ دوبارہ ضرور آئے گا، چنانچہ اگلی رات کو میں پھر غلّہ کے پاس چوکیداری کے لئے بیٹھ گیا، رات کا ایک حصہ گزرنے کے بعد دیکھا تو وہ شخص دوبارہ بیٹھا ہوا اپنے کپڑے میں غلّہ بھر رہا ہے، میں نے پھر اس کو پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ تم کل یہ کہہ کر گئے تھے کہ میں آئندہ کبھی نہیں آؤں گا، اب تم پھر آگئے؟ اس نے پھر معافی مانگنی شروع کردی کہ اے ابو ہریرہؓ! میں مجبوراً آ گیا، میرے گھر والے بھوکے ہیں، خدا کے لئے مجھے ایک دفعہ اور معاف کردو، میں دوبارہ نہیں آؤں گا، مجھے رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ اے ابوہریرہؓ! رات تمہارے پاس آنے والے شخص کا کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ حضور! وہ آیا تھا اور غلّہ چوری کرنے لگا تھا، میں نے اس کو پکڑ لیا، لیکن جب وہ بہت رویا اور معافی مانگی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے اور وہ دوبارہ آئے گا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما دیا کہ وہ دوبارہ آئے گا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ ضرور آئے گا۔ چنانچہ اگلی رات میں پھر غلّہ کے پاس چوکیداری کے لئے بیٹھ گیا، رات کا ایک حصّہ گزرنے کے بعد دیکھا تو وہ شخص پھر بیٹھا ہوا غلّہ چوری کر رہا ہے، میں نے جلدی سے جا کر اس کو پکڑا اور اس سے کہا کہ تم نے کل یہ کہا تھا کہ میں نہیں آؤں گا، تم پھر آ گئے، اس شخص نے پھر معافی مانگی اور رونے لگا کہ اے ابوہریرہؓ! بس کیا بتاؤں، مجبوراً مجھے آنا پڑا، میرے گھر والے بھوکے ہیں، خدا کے لئے تم مجھے ایک دفعہ اور معاف کر دو، میں نے کہا کہ اب تمہیں نہیں چھوڑوں گا، تم جھوٹا وعدہ کرتے ہو کہ اب میں نہیں آؤں گا پھر آ جاتے ہو، اب میں تمہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جب اس نے دیکھا کہ میرا چھوٹنا مشکل ہے تو اس نے کہا کہ اے ابوہریرہؓ! میں ایک ترکیب بتاتا ہوں، تم اس ترکیب پر عمل کرو گے تو پھر میں کبھی نہیں آؤں گا۔

لیکن میں یہ ترکیب جب بتاؤں گا جب آپ یہ وعدہ کریں کہ مجھے چھوڑ دیں گے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے وعدہ کر لیا اور پوچھا کہ وہ کیا ترکیب ہے؟ اس شخص نے کہا کہ ''آیت الکرسی'' پڑھ کر دم کر لیا کرد

اور پھر آرام سے سو جایا کرو، پھر تمہیں چوکیداری کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں، پھر میری مجال نہیں کہ میں وہاں آجاؤں، جب اس نے یہ کام کی بات بتائی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے پوچھا اے ابو ہریرہؓ! رات کو آنے والے شخص کا کیا قصہ ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور! جیسا آپ نے فرمایا تھا کہ وہ آئے گا، وہ آیا تھا، میں نے اس کو پکڑ بھی لیا تھا، لیکن آج رات کو وہ ایک ترکیب بتا گیا جس کی وجہ سے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس نے کیا ترکیب بتائی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اس نے یہ ترکیب بتائی کہ تم آیت الکرسی پڑھ کر دم کرلیا کرو، پھر میں کبھی نہیں آؤں گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا اور حقیقت میں تو وہ جھوٹا تھا لیکن سچی بات کہہ گیا، یعنی اپنا راستہ بند کرنے کا صحیح طریقہ وہ خود بتا گیا۔ واقعی یہی بات ہے کہ جس چیز پر آیت الکرسی پڑھ دی جائے وہ چیز محفوظ ہو جاتی ہے اور شیطان کا عمل دخل اس پر نہیں رہتا۔

ایک دلچسپ واقعہ

اس وقت سہارنپور کا ایک دلچسپ واقعہ یاد آ گیا۔ ہندوستان میں دو ہی مدرسے مشہور تھے، ایک دارالعلوم دیوبند اور ایک مظاہر العلوم سہارنپور، یہ دونوں مدرسے تمام مدارس کی اصل اور بنیاد ہیں، باقی تمام مدرسے ان دونوں

کی شاخیں ہیں۔ یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب وہاں پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھے، یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ تھے، اس زمانے میں مدرسے کے ایک خزانچی تھے، ان کا تکیہ کلام تھا ''اللہ کے فضل سے ایسا ہوا'' یعنی جب بھی کوئی بات کہتے تو یہ ضرور کہتے کہ ''اللہ کے فضل سے ایسا ہوا''۔ ایک روز یہ خزانچی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت! آج تو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہوگیا، حضرت والا ہنس پڑے اور پوچھا کہ اے بھائی! اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب کس طرح ہوگیا؟ وہ خزانچی کہنے لگے کہ جس کمرے میں مدرسہ کا سرمایہ اور دوسری قیمتی اشیاء محفوظ ہوتی ہیں، میں نے آج رات اس کمرے پر تالہ لگایا اور آیت الکرسی پڑھ کر دم کر دیا اور پھر میں سوگیا، رات کو جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا چور آئے ہوئے ہیں اور اس کمرہ کا تالہ توڑنے کے لئے زور لگا رہے ہیں، میں نے ان چوروں سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آیت الکرسی پڑھ کر اس پر دم کیا ہوا ہے، میں جب جانوں جب تم اس کو توڑ کر دکھا دو، اللہ کے فضل سے صبح صادق ہوگئی، ساری رات وہ تالہ توڑنے کی کوشش کرتے رہے مگر اللہ کے فضل سے تالہ نہیں ٹوٹا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس یقین کے ساتھ ''آیت الکرسی'' پڑھے تو اس کی حفاظت میں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ایسی عظیم آیت عطا فرمائی ہے جو حفاظت کے لئے تیر بہدف ہے۔

آیت الکرسی اور معوذتین پڑھکر دم کرنا

تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان کو اپنی زندگی کا معمول بنالے تو انشاء اللہ اس کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، ایک آیت الکرسی ایک قل اعوذ بربّ الفلق اور ایک قل اعوذ بربّ الناس، یہ تینوں چیزیں حفاظت کے لئے اکسیر ہیں، اگر کوئی شخص اپنا یہ معمول بنالے کہ سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرکے اپنے پورے جسم پر ہاتھ پھیر لے اور پھر ''قل اعوذ بربّ الفلق'' سات مرتبہ پڑھ کر اسی طرح دم کرے، پھر ''قل اعوذ بربّ الناس'' سات مرتبہ پڑھ کر اسی طرح دم کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ جنّات سے، آسیب سے، جادو سے، نظر بد سے اور تمام موذی چیزوں سے اس کی حفاظت ہو جائے گی، اگر کسی کو نظر لگ گئی ہو یا جادو یا جنات کا اس پر اثر ہو تو اس کا بھی یہی علاج ہے، روزانہ صبح و شام ۷۔۷ مرتبہ پڑھ کر دم کرلیا کرے اور کم از کم ۲۱ روز تک یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا اثر دور ہو جائے گا اور زندگی بھر کا معمول بنالے تو بہت اچھا ہے، ورنہ کم از کم ہر نماز کے بعد ایک ایک مرتبہ آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھنے کا معمول رکھے اور سوتے وقت چاروں قل تین تین مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے۔ یہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری حفاظت کے لئے بتائی ہیں اور یہ احادیث طیبہ سے ثابت ہیں۔

روزانہ کھجوریں چوری ہونا

اس طرح کے اور بھی کئی واقعات ہیں۔ ایک صحابی کے یہاں روزانہ کھجوریں چوری ہو جاتی تھیں اور پتہ نہیں چلتا تھا کہ کون لے جاتا ہے؟ ایک رات کو وہ ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے کہ دیکھوں، کون چوری کرتا ہے؟ تو رات کا ایک حصہ گزرنے کے بعد ایک شخص آیا جس کے ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح تھے، آ کر وہ کھجوریں چوری کرنے لگا، ان صحابی نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اچھا تم ہو جو روزانہ میرا نقصان کرتے ہو۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ اب میں اس کے قابو میں آ گیا ہوں اور یہ مجھے نہیں چھوڑیں گے تو اس نے بہت عاجزی کا اظہار کیا اور کہا کہ حضور! میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے چھوڑ دیجئے، میں آپ کو ایک کام کی بات بتلا دیتا ہوں، وہ یہ کہ آپ اپنی کھجوروں پر آیت الکرسی پڑھ کر دم کر دیا کریں، پھر یہ کبھی کم نہیں ہوں گی، چنانچہ ان صحابی نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب ان صحابی نے یہ واقعہ رحمت کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ جو چوری کرنے کے لئے آتا تھا، وہ شیطان تھا لیکن وہ جو بات کہہ گیا ہے وہ درست ہے کہ جس چیز پر آیت الکرسی پڑھ دی جائے گی وہ شیطان کی قدرت سے باہر ہو جائے گی، پھر شیطان اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

مال کی حفاظت کا ذریعہ

بہرحال! اس آیت الکرسی کا یہ فائدہ بہت ہی اہم ہے جس کی ہم سب کو سخت ضرورت ہے۔ کتنے مسلمان آئے دن اپنی پریشانی ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ صاحب! گھر میں ہم پیسے کیسے رکھیں؟ گھر سے پیسے چوری ہو جاتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں، ان لوگوں کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے۔ مگر اس کی حفاظت کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ پیسہ حلال کا ہو، دوسرے یہ کہ اگر وہ بقدر نصاب ہے تو اس کی زکوۃ نکلی ہوئی ہو، پھر انشاء اللہ آیت الکرسی کا یہ اثر ضرور ظاہر ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ وہ پیسہ حرام کا ہے، وہ تو خود ہی جانے والا ہے، اور اگر اس مال کی زکوۃ نکلی ہوئی نہیں ہے تو وہ بھی جانے والا ہے اور ہلاک ہونے والا ہے، لہٰذا وہ مال حلال ہو اور اس کی زکوۃ نکلی ہوئی ہو، پھر اس پر آیت الکرسی کا دم کر دیا جائے تو وہ مال انشاء اللہ تعالیٰ کہیں جانے والا نہیں ہے۔

جنّات چوری کرتے ہیں

تالے کے اندر سے جو مال چوری ہوتا ہے، وہ بعض اوقات جنات کی حرکت ہوتی ہے، جنات وہ پیسے چوری کر کے لے جاتے ہیں، چنانچہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ مال دکان کے اندر بند کر کے رکھا ہوا ہے لیکن وہ اندر ہی اندر کم ہو رہا ہے، یا کارخانے کے اندر مال تیار کر کے رکھا ہوا ہے لیکن وہ مال

کم ہو رہا ہے، مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ کیسے کم ہو رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جنات اور شیاطین چوری کرتے ہیں، کیونکہ جس طرح انسان چوری کرتے ہیں، اسی طرح جنات اور شیاطین بھی چوری کرتے ہیں، ان سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آیت الکرسی پڑھ کر دم کردو، پھر ان شاء اللہ چوری نہیں ہوگی۔

دکان پر آیت الکرسی کا معمول

اگر کسی دکان پر ''آیت الکرسی'' پڑھنے کا معمول بنالیا جائے تو وہاں پر کسی مسلح گارڈ کو رکھنے کی ان شاء اللہ تعالیٰ ضرورت پیش نہیں آئے گی، وہاں پر ''آیت الکرسی'' حفاظت کا ذریعہ موجود ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ''آیت الکرسی'' میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ جس دکان پر ''آیت الکرسی'' پڑھ کر دم کر دیا جائے، اس میں چور اور ڈاکو داخل نہیں ہوسکتے، لیکن اوپر جو دو شرطیں بتائی ہیں، ان کا پایا جانا ضروری ہے، لہٰذا اگر آیت الکرسی کا دم کرنے کے باوجود چوری ہو جائے تو پھر آیت الکرسی کا قصور نہیں، ہمارا قصور ہے، یا تو ہم نے اس مال کی زکوٰۃ نہیں دی یا اس مال میں خدانخواستہ حرام مال شامل ہے، لہٰذا شریعت کے مطابق وہ مال حلال ہو اور زکوٰۃ اس کی نکالی ہوئی ہو تو پھر آیت الکرسی پڑھنے کے بعد آرام سے بیٹھیں۔

تین کام باعثِ حفاظت اور باعث خیر و برکت

بار ہا کے تجربے سے ایک بات بہت ہی مفید اور حفاظت کا باعث اور

بے حد خیر و برکت کا ذریعہ ثابت ہوئی ہے اور اس کا مأخذ قرآن کریم اور حدیث ہیں، وہ یہ کہ ہم دکان کھولتے وقت یا کارخانہ کھولتے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت تین کام اہتمام سے کرلیا کریں، ایک یہ کہ داخل ہوتے وقت ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ لیا کریں یا گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لیا کریں۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔

دوسرا کام یہ کریں کہ داخل ہونے کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر دکان اور کارخانے کے مال پر اور پیسے رکھنے کے گلے پر دم کردیں، تیسرا کام یہ کریں کہ دکان اور کارخانے کے اندر داخل ہونے کے بعد کچھ نفلی صدقہ اپنی حیثیت اور اپنی استطاعت کے مطابق نکال کر الگ رکھ دیں، چار آنے، آٹھ آنے، ایک روپیہ نکالنا تو ہر آدمی کی استطاعت میں ہوتا ہے، جس کو زیادہ کی استطاعت ہو وہ زیادہ نکال دیں، لیکن یہ نکالنا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، پھر ان پیسوں کو نکال کر الگ رکھ دیں، چاہے اس کے لئے الگ لفافہ بنالیں یا چاہے دراز الگ کرلیں، اس کے بعد شام تک دکان اور کارخانے میں کام کریں، جب شام کو دکان یا کارخانہ بند کرنے کا ارادہ کریں یا سوتے وقت گھر کے دروازے بند کرنے کا ارادہ کریں تو اس وقت پھر یہ عمل دوبارہ کریں

کہ دروازہ ''بسم اللہ'' پڑھ کر بند کر دیں اور آیت الکرسی پڑھ کر دم کر دیں اور پھر ایک روپیہ، دو روپے، پانچ روپے، یا جتنی حیثیت ہو، نفلی صدقہ کی نیت سے الگ کر کے رکھ دیں، روزانہ کا یہ معمول بنائیں، دو تین چلے گزرنے کے بعد آپ کو اپنی آنکھوں سے یہ نظر آئے گا کہ آپ واقعۃً اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہیں۔

بسم اللہ کی برکات

اور جو تاثیر ''آیت الکرسی'' کی ہے وہی تاثیر ''بسم اللہ'' کی ہے کہ ''بسم اللہ'' پڑھ کر جس چیز پر دم کر دیا جائے وہ محفوظ ہو جاتی ہے اور جس دروازے پر دم کر کے بند کر دیا جائے، شیطان اس کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھر کی طرف جاتا ہے تو شیطان بھی اس کے ساتھ چلتا ہے، اگر وہ شخص گھر میں داخل ہوتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھ لیتا ہے تو شیطان باہر کھڑا رہ جاتا ہے اور اندر داخل نہیں ہوتا، اور جب وہ شخص کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ کھانے میں بھی شریک نہیں ہوتا اور پھر شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ میں تو یہ آس لے کر آیا تھا کہ آج میں اس گھر میں رات گزاروں گا اور اس کے ساتھ کھانا بھی کھاؤں گا، لیکن اس شخص نے میرا دروازہ بند کر دیا، اس شخص نے ''بسم اللہ'' پڑھ کر مجھے گھر میں داخلے سے بھی محروم کر دیا اور کھانے سے بھی محروم کر دیا، اب یہاں پر نہ میرے داخلے کی

گنجائش ہے اور نہ ہی کھانے کی گنجائش ہے، اب میں کوئی اور گھر تلاش کروں گا۔

بسم اللہ نہ پڑھنے کی نحوست

اور اگر وہ شخص ''بسم اللہ'' پڑھے بغیر داخل ہوتا ہے تو شیطان بھی اس کے ساتھ اندر داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ شخص ''بسم اللہ'' پڑھے بغیر کھانا کھاتا ہے تو شیطان بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ میری طرف سے بے فکر ہو جاؤ، مجھے تو رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا، اب تم اپنی فکر کرو کہ تمہیں بھی رات گزارنے کے لئے کوئی جگہ ملتی ہے یا نہیں؟ اب وہ شیطان اس گھر کے اندر رات گزارتا ہے جس کے نتیجے میں اس گھر سے سکون اٹھ جاتا ہے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے کے نتیجے میں کھانے سے بھی برکت اٹھ جاتی ہے اور وہ شیطان ان کے گھر کے اندر پوری کارروائی کرتا ہے، سب گھر والوں کو گناہوں پر ابھارتا ہے اور آپس میں لڑائی جھگڑے کراتا ہے اور سب گھر والوں کو بے سکونی اور بے اطمینانی کے اندر مبتلا کر دیتا ہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت ''بسم اللہ''

اور اگر گھر میں داخل ہوتے وقت ''بسم اللہ'' یا داخل ہونے کی دعا پڑھ لی تو اب شیطان کا اس گھر میں داخلہ بند ہو گیا، وہ شیطان باہر کھڑا رہ جائے گا، آپ عافیت کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہو جائیں، اور جب کھانے کے وقت

''بسم اللہ'' پڑھ لی تو اب شیطان کھانے کے اندر بھی آپ کے ساتھ شامل نہیں ہوگا جس کے نتیجے میں وہ کھانا بابرکت ہوگا۔

نفلی صدقہ کی اہمیت

اور یہ جو کہا گیا کہ صبح کو دکان اور کارخانہ میں داخل ہوتے وقت کچھ صدقہ الگ کر کے رکھ دیں پھر اسی طرح شام کو دکان اور کارخانہ بند کرتے وقت صدقہ نکالیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ نفلی صدقہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ اس کے نتیجے میں پریشانیاں، بیماریاں اور تکالیف دور ہوتی ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بیشمار مقامات پر صدقہ نافلہ کے فوائد کا ذکر موجود ہے، صدقہ نافلہ کی مثال ایسی ہے جیسے بارش میں چھتری، جس طرح موسلا دھار بارش میں آدمی چھتری کی وجہ سے بارش کے پانی سے محفوظ ہو جاتا ہے، اسی طرح صدقہ کی وجہ سے انسان بہت ساری بیماریوں اور پریشانیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

صدقہ میں کالے بکرے کا ذبح جائز نہیں

لیکن ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ جب کسی کی جان پر بن جاتی ہے تو جان بچانے کے لئے خاص کالے بکرے کا صدقہ لازم اور معین سمجھا جاتا ہے مثلاً اگر کسی کا باپ مر رہا ہے یا ماں مر رہی ہے یا بیٹا اسپتال میں داخل ہے اور اس کا آپریشن ہونے والا ہے تو اس وقت صدقہ کا خیال آتا ہے کہ جلدی سے

کالا بکرا لاؤ۔ اور اس کو ذبح کر کے صدقہ دیدو تا کہ جان بچ جائے۔ یاد رکھئے! جان کے بدلہ جان کا صدقہ دینا یہ لوگوں کا غلط عقیدہ ہے اور اپنی طرف سے کالا بکرا صدقہ کے لئے متعین کرنا جائز نہیں ہے، اس غلط عقیدے سے اور کالے بکرے کو لازم سمجھنے سے بچنا چاہئے۔ از روئے شرع صدقہ میں کوئی بھی چیز دی جا سکتی ہے، کوئی خاص چیز مقرر اور لازم نہیں ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس چیز کے ذریعہ فقیر کی ضرورت زیادہ آسانی سے پوری ہو، ایسی چیز صدقہ میں دیں اور یہ بات ہم جانتے ہیں کہ فقیر کی ضرورت زیادہ آسانی کے ساتھ اکثر پیسوں سے پوری ہوتی ہے، اس لئے جب استطاعت ہو تو پیسے صدقہ کرنے چاہئیں اور بغیر متعین کئے کوئی بھی چیز صدقہ کی جا سکتی ہے۔ بہر حال! کسی مصیبت و پریشانی میں بکرا اور وہ بھی کالا خیرات کرنے سے بچنا چاہئے۔

جان کے بدلے جان کا عقیدہ غلط ہے

جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا کہ بکرا صدقہ کرنے میں ایک غلط عقیدہ پوشیدہ ہے، وہ یہ کہ جان کے بدلے جان دینا ضروری ہے، تب مرنے والے کی جان بچ سکتی ہے ورنہ نہیں بچ سکتی، یہ عقیدہ غلط ہے، کیونکہ شریعت میں سوائے دو جگہوں کے کسی اور جگہ پر جان دینا ثابت نہیں، ایک قربانی میں اور ایک عقیقے میں، قربانی میں بھی جان دی جاتی ہے اور عقیقہ میں بھی بکرا ذبح کیا جاتا ہے، لیکن مصیبت اور تکلیف کے وقت کالا بکرا ذبح کرنا شریعت میں نہیں ہے، اس لئے ایسے موقع پر بکرا ذبح کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

بکرے کے بجائے نقد رقم کا صدقہ

لہٰذا نفلی صدقہ میں سب سے بہتر یہ ہے کہ نقد رقم دیدیں اور وہ رقم بھی بکرے کی قیمت کے برابر ہونا ضروری نہیں۔ جب کسی شخص کو منع کیا جاتا ہے کہ صدقہ میں کالا بکرا مت دو، تو فوراً وہ شخص سوال کرتا ہے کہ اچھا کیا بکرے کی قیمت دیدیں؟ حالانکہ اگر بکرے کی قیمت صدقہ میں دیدی تب بھی تصور میں تو بکرے کا صدقہ ہوگا اگرچہ ظاہراً نہ ہوا، اور جب اصل غلط ہے تو اس کا تصور بھی غلط ہے، لہٰذا نہ بکرا دیں اور نہ بکرے کی قیمت دیں بلکہ حسب استطاعت صدقہ دیدیں، چاہے وہ بکرے کی قیمت سے دس گنا زیادہ ہو یا دس گنا کم ہو، بس اللہ کی رضا کے لئے حسب استطاعت صدقہ دیدو۔

صدقہ کا معمول بنالیں

بہرحال! تکلیف اور پریشانی کے وقت بھی صدقہ کرنا مفید ہے، لیکن صدقہ کا حقیقی فائدہ اور حقیقی ثمرہ صدقہ دینے کا معمول بنانے سے ظاہر ہوگا، اب جو چاہے آزما کر دیکھ لے۔ آج کل کوئی گھر بیماری سے خالی نہیں، اس لئے سب سے زیادہ کامیاب کاروبار ڈاکٹروں کا ہے۔ میرے ایک دوست ڈاکٹر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کراچی میں کلینک اتنا چلتا ہے کہ اتنا کسی اور شہر میں نہیں چلتا، اس لئے کہ یہاں مریضوں کی کوئی کمی نہیں، جہاں بیٹھ جاؤ مریضوں کی لائن لگی ہوئی ہے، کوئی گھر مریضوں سے خالی نہیں، گویا ہر گھر ایک لحاظ سے

اسپتال ہے جہاں مریض ہی مریض ہیں، اگر محلّے میں ایک ڈاکٹر ہوتو وہ پورے محلّے کا ڈاکٹر ہے، اس ڈاکٹر کو پھر کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں، پہلے تو صرف بوڑھوں کو بیماریاں ہوتی تھیں، اب ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ، بوڑھا، جوان، تینوں بیماری میں برابر ہیں، تینوں گولیاں کھا رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

صدقہ کی برکات

صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت بھی رکھی ہے کہ جس گھر سے مسلسل صدقہ نکلتا رہے گا، اس گھر میں دواؤں کا آنا بند ہوجائے گا اور اس گھر کو دواخانہ سے نجات مل جائے گی، انشاء اللہ! یہ سب بزرگوں کے تجربات عرض کر رہا ہوں، چنانچہ بعض بزرگوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں کوئی بیماری نہیں اور کوئی تکلیف نہیں۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ جب سے ہم نے نفلی صدقہ نکالنے کا اہتمام کیا، اس وقت سے ہمارے گھر میں دوا کی شیشی آنا بند ہوگئی اور ڈاکٹروں سے دوستی ختم ہوگئی۔ اور صدقہ سے صرف جسمانی بیماریاں ہی دور نہیں ہوتیں بلکہ دوسری آفات اور بلیات بھی اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے دور فرما دیتے ہیں۔

ان کاموں پر کوئی خرچ نہیں

بہرحال! یہ تین کام ایسے ہیں کہ اگر ہم ان تین کاموں کا معمول بنالیں تو انشاء اللہ گھر کے اندر سے بہت حد تک بیماریاں، پریشانیاں اور تکلیفیں،

آفات اور حادثات ختم ہو جائیں گے۔ اگر گھر کے اندر ان کا معمول ہو تو گھر انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہوگا، اگر دکان پر ان کا معمول بنالیں تو وہ دکان محفوظ ہو جائے گی اور اگر کارخانہ میں ان کا معمول بنالیں تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ کارخانہ محفوظ ہوگا۔ بہرحال! بسم اللہ پڑھنے اور آیت الکرسی پڑھنے اور صدقہ دینے کے انوار و برکات گھر، دکان اور کارخانہ سب جگہوں پر آپ محسوس کریں گے، ان کاموں پر نہ کوئی وقت صرف ہوتا ہے نہ زیادہ پیسے خرچ ہوتے ہیں۔

معمول بنانے والوں کا تجربہ

جن حضرات نے ان تین کاموں کا معمول بنایا ہوا ہے، وہ اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ الحمدللہ، ہمیں ان کاموں کی وجہ سے اپنی حفاظت صاف محسوس ہوتی ہے، آدمی کسی قلعہ کے اندر اپنے آپ کو اتنا محفوظ نہیں سمجھتا، جتنا آیت الکرسی پڑھنے کے بعد اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔ چونکہ ہم سب اس کے محتاج ہیں، اس لئے ہم سب اس سے فائدہ اٹھائیں، آج چوروں کا بازار گرم ہے، ڈاکوؤں کی حکومت ہے، ہر طرف بے اطمینانی اور بے سکونی کا دور دورہ ہے، لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی جان بھی محفوظ کریں اور اپنا مال بھی محفوظ کریں،اس کے لئے یہ بہترین عمل ہے، اور ان تینوں کاموں کا ماخذ قرآن و حدیث ہیں جن سے ان کا ثبوت ہے،اس لئے آج سے ہم سب ان تینوں کاموں کا معمول بنالیں۔

ریل گاڑی میں حفاظتِ خداوندی کا واقعہ

اور اگر گاڑی کے اندر آیت الکرسی پڑھ لے تو وہ پڑھنے والا بھی اور اس کی گاڑی بھی بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ ہو جاتی ہے۔ کئی دوستوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کئی حادثات سے بچایا اور یہ سب برکت اور حفاظت آیت الکرسی پڑھنے کی ہے۔ ایک واقعہ یاد آیا کہ چند سال پہلے گھوٹکی کے قریب ریل گاڑی کا بہت ہولناک حادثہ پیش آیا، آج تک اس جیسا ہولناک واقعہ کبھی پاکستان کی تاریخ میں پیش نہیں آیا، اس ریل گاڑی کا ایک ڈبہ جو سواروں سے بھرا ہوا تھا، اس حادثہ میں اس ڈبہ کے تمام سواروں میں سوائے ایک آدمی کے کوئی نہیں بچا، سب کا قیمہ بن گیا، جب اس شخص کو اسپتال میں ہوش آیا تو وہ حیران ہوا کہ میں یہاں کہاں آ گیا؟ اس لئے کہ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ میں ریل کی برتھ پر سو رہا ہوں، اب آنکھ کھلی تو وہ اسپتال کے بستر پر پڑا ہوا تھا۔ لوگوں نے اس کو بتایا کہ تمہیں کچھ پتہ نہیں، تمہاری ریل پر کیا قیامت گزر گئی اور سخت حادثہ ہو گیا، جس وقت ہم زخمیوں کو جمع کر رہے تھے تو تم اپنی برتھ کے ساتھ ایک درخت کے اوپر تھے اور وہاں پر بے ہوش تھے، ہم نے وہاں سے تم کو اتارا ہے اور اسپتال میں لا کر داخل کیا ہے، اب تمہیں ہوش آیا ہے، لہٰذا یہ بتاؤ کہ تم نے کونسا ایسا عمل کیا تھا جس کی وجہ سے تم بحفاظت درخت پر پہنچ گئے اور وہاں سے اسپتال پہنچا دیے گئے؟ اس نے بتایا کہ مجھے تو کچھ پتہ نہیں، البتہ میرا روزانہ کا معمول ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جب میں سوتا ہوں تو آیت الکرسی

پڑھ کر دم کر کے سوتا ہوں، گاڑی میں میرے پاس برتھ موجود تھی، میں نے معمول کے مطابق جب سونے کا ارادہ کیا تو آیت الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا اور سو گیا۔ لوگوں نے بتایا کہ بس یہ آیت الکرسی کی برکت ہے کہ پورے ڈبے میں تمہارے علاوہ کوئی شخص نہیں بچا اور اس طرح بچے کہ حادثہ کی وجہ سے گاڑی کی چھت پھٹ گئی اور جھٹکے کی وجہ سے برتھ اپنی جگہ سے اکھڑ گئی اور اڑ کر درخت پر جا کر اٹک گئی اور اسی جھٹکے میں تم بے ہوش ہو گئے۔ بہر حال دیکھئے! آیت الکرسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی کیسی حفاظت فرمائی؟ لہٰذا جب بھی گاڑی میں بیٹھو، چاہے اسکوٹر ہو، چاہے سائیکل ہو، چاہے ہوائی جہاز ہو، بس آیت الکرسی پڑھنا مت بھولو، انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی۔

اسم اعظم

آیت الکرسی میں ایک اور فضیلت بھی موجود ہے، وہ یہ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دو آیتوں کے اندر ''اسم اعظم'' ہے، ایک آیت الکرسی کے اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ والے حصے میں ہے اور دوسرے الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ میں ہے، ان دونوں آیتوں میں اسم اعظم ہے، اور اسم اعظم پڑھنے کے بعد جب کوئی شخص دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں۔

کسی عامل کے پاس جانیکی ضرورت نہیں

بہر حال! اگر ہم ہر اہم کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی عادت

ڈال لیں اور نفلی صدقہ کا معمول بنالیں اور آیت الکرسی، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے پڑھنے کا دائمی معمول بنالیں، مرد حضرات بھی اور خواتین بھی، بچے اور بوڑھے بھی، تو نہ جانے کتنی تکلیفوں سے، کتنی بیماریوں سے، کتنی ایذاء دینے والی چیزوں سے اور سحر و آسیب سے محفوظ ہو جائیں، پھر انشاء اللہ تعالیٰ کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

خلاصہ

بہر حال! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ آیت اور حفاظت کی دیگر چیزیں ملی ہوئی ہیں، اب اگر ہم ان پر عمل نہ کریں تو یہ ہمارا ہی قصور ہے اور ہماری کوتاہی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہماری جان اور ہمارے مال کی حفاظت کے لئے اور آخرت کے اجر و ثواب کے لئے یہ ایسی ایسی نادر چیزیں عطا فرما رکھی ہیں، اللہ جل شانہ اپنے فضل سے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی النبی الکریم محمد

وآلہ واصحابہ اجمعین ط

فضائل سورۂ یٰسین شریف

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرّم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فضائل سورۂ یٰسین شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَنَبِیَّنَا وَ مَوْلَا نَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْرًا۔

أَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ یٰسٓ ہ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ہ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ہ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ہ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۔

تمہید

گذشتہ منگل کو بیان کے آخر میں یہ عرض کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ حضرات

کی خدمت میں دو ایسے عمل بیان کیے جائیں گے جن کو اختیار کرنے سے اختیار کرنے والوں کی مغفرت بھی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے اور عظیم اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔ان تمام چیزوں کا حاصل ہونا آخرت کے عظیم مقاصد میں سے ہے، وہاں پر ہر بندے کو ان چیزوں کی سخت ضرورت ہوگی، انہی عظیم دولتوں کو اور نعمتوں کو یہاں رہتے ہوئے ساری زندگی حاصل کرنا ہے، اب ہم ان نعمتوں کو جتنا بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کریں وہ کم ہیں، جتنی نعمتیں بھی حاصل کرلیں، اس کے باوجود ہم اس سے زیادہ کے محتاج ہوں گے اور اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی کام بنے گا، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت عمل کرنے والوں پر ہوگی۔

اللہ کے غفور الرّحیم ہونے کا مطلب

جولوگ ''العیاذ باللہ'' یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرّحیم ہیں، اس لئے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں، روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں، زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں، گناہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں، رات دن گناہ گار رہے ہیں، گانا سن رہے ہیں، فلمیں دیکھ رہے ہیں، ڈرامے دیکھ رہے ہیں، عورتیں بے پردگی اختیار کررہی ہیں، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ سب گناہ کے کام ہیں، ان سے بچنا چاہئے تو جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرّحیم ہیں، سب بخش دیں گے۔ یاد رکھیے! یہ نفس وشیطان کا دھوکہ ہے، اللہ جل شانہ بلاشبہ غفور الرّحیم

ہیں، رحمٰن ورحیم ہیں، لیکن ان لوگوں کے لئے جو نادانستہ طور پر گناہ کر بیٹھیں، یا دانستہ گناہ کرنے کے بعد نادم اور شرمندہ ہو جائیں اور اپنے کیے پر پچھتانے لگیں اور اللہ تعالیٰ سے رجوع کر کے گڑگڑانے لگیں اور معافی مانگنے لگیں تو ایسے بندوں کے لئے وہ بلا شبہ غفور الرّحیم ہیں اور وہ ایسے بندوں کی ضرور بخشش فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ شدید العقاب بھی ہیں

لیکن جو لوگ گناہوں پر جمنے والے ہیں اور اصرار کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے غلط فائدہ اٹھانے والے ہیں، ایسے لوگوں کو عام طور پر توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی اور ایسے لوگوں کا خاتمہ بھی ایمان پر نہیں ہوتا، پھر ان کی کہاں سے بخشش ہوگی، ان پر تو عذاب ہی ہوگا۔ اس لئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ غفور الرّحیم ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ سریع الحساب بھی ہیں، یعنی جلد حساب لینے والے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شدید العقاب بھی ہیں، یعنی سخت سزا دینے والے بھی ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے شدید العقاب اور سریع الحساب ہونے کو یاد رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔

گناہوں کو چھوڑنا ضروری ہے

وہ دو عمل جو میں انشاء اللہ تعالیٰ ابھی عرض کروں گا، ان کے بارے میں اور

ان کے علاوہ وہ بہت سارے اعمال جو اگرچہ بظاہر دیکھنے میں چھوٹے عمل ہیں اور آسان اور مختصر عمل ہیں، لیکن اس پر اللہ جل شانہ کی طرف سے جو اجر و ثواب ہے اور جو فضائل و برکات ہیں وہ، بہت زیادہ ہیں، لہٰذا جو شخص ان اعمال کو کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بھی بچے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ فضائل و برکات ظاہر ہوں گی۔ لیکن اگر کسی شخص نے ان اعمال کو تو انجام دیا، مگر ان کے ساتھ ساتھ گناہوں سے اجتناب نہیں کیا، بلکہ گناہوں پر جما رہا اور رات دن گناہوں میں ڈوبا رہا اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہ کیا تو پھر وہ شخص یہ بات یاد رکھے کہ جس طرح نیک کاموں کا صلہ اجر و ثواب ہے، اسی طرح گناہوں کا بدلہ سزا بھی ہے، لہٰذا اس شخص کو پھر اپنے گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی، اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ آخرت میں اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا، پھر جب وہ اپنے گناہوں کی سزا پالے گا اور گناہوں سے پاک صاف ہو جائے گا، اس کے بعد پھر ان نیک اعمال کی بدولت جنت کا مستحق بن کر جنت میں چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا مستحق بن جائے گا۔

دوا سے زیادہ پرہیز ضروری ہے

اس لئے کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ میں تو فلاں عمل کرتا ہوں اور اس کا یہ ثواب ہے اور اس کی فضیلت ہے، لہٰذا مجھے گناہ چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ یاد رکھیئے! یہ شیطان کا دھوکہ ہے، نفس کا دھوکہ ہے، اس لئے کہ صحتِ جسمانی

کے لئے جس طرح دوا کی ضرورت ہے، اسی طرح پرہیز بھی ضروری ہے، اگر کوئی شخص دوا بھی پیتا رہے اور اس کے ساتھ ساتھ بد پرہیزی بھی کرتا رہے تو ظاہر ہے کہ اس کی بیماری دور نہیں ہوگی بلکہ پہلے سے زیادہ اس کا مرض بڑھ سکتا ہے، کیونکہ پرہیز نہ کرنے کے نتیجے میں دوا بھی بے اثر ہوجاتی ہے اور بیماری دور ہونے کے بجائے پیچیدہ ہوجاتی ہے، اس لئے پرہیز تو بہت ہی ضروری ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی نے بیماری کے دوران دوا تو کوئی نہیں کھائی، لیکن پرہیز خوب کرلیا، اسی پرہیز کے نتیجے میں وہ صحت یاب ہوگیا۔

گناہوں سے بچنا پرہیز ہے

تو جس طرح جسمانی بیماریوں میں دوا کے ساتھ پرہیز ضروری ہے، ایسے ہی روحانی امراض کے اندر بھی دوا اور پرہیز دونوں ضروری ہیں، اعمالِ صالحہ ان روحانی امراض کی دوا ہیں اور گناہوں سے بچنا پرہیز ہے، آدمی کو چاہیے کہ دن رات اعمالِ صالحہ کی طرف متوجہ رہے اور ان کی عادت بنائے اور ساتھ ساتھ دن رات اس بات کا بھی دھیان رکھے کہ میرے سے کوئی گناہ تو سرزد نہیں ہورہا ہے، کیونکہ اگر اس نے گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہ کیا تو اس نے نیک اعمال کے ذریعہ جو نیکیاں کمائی ہیں، وہ بھی غارت ہوجائیں گی۔

ایک خوب صورت مثال

اس پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی بیان کردہ

مثال یاد آئی۔ حضرت والا کو اللہ تعالیٰ نے مثالوں کے ذریعہ دین کی باتیں سمجھانے کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا ہے، یہ درحقیقت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے مثالیں دیکر بات سمجھانے کا بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ بہرحال! حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے یہ مثال بیان فرمائی کہ جون جولائی کی خوب گرمی پڑ رہی ہے، چلچلاتی دھوپ ہے، گرم ہوا چل رہی ہے، ایک شخص اس دھوپ میں اس طرح کھڑا ہے کہ اس کے تن پر کپڑے نہیں ہیں، پیروں میں چپل نہیں ہے، ننگے جسم، ننگے سر، ننگے پیر ہے، بس صرف ستر چھپانے کی حد تک اس کے جسم پر کپڑا ہے، دوپہر کا وقت ہے، بتایئے اس شخص کا کیا حال ہوگا، وہ کس اذیت اور تکلیف میں ہوگا، وہ کس قدر بے چین اور بے قرار ہوگا اور گرمی اس کے لئے کس قدر نا قابلِ برداشت ہوگی۔ اب دوسرا آدمی اس شخص سے کہتا ہے کہ تم یہاں کہاں دھوپ میں کھڑے ہو، یہاں تم کس قدر تکلیف اور اذیت میں ہو، چلو میرے ساتھ، میں تمہیں اپنے کمرے میں لے کر چلتا ہوں۔

اے سی والے کمرے میں انگیٹھیاں

چنانچہ وہ فوراً اس کو اپنے کمرے میں لے گیا جس میں ہر طرح کی راحت ہے، سہولت اور آسانیاں ہیں اور اے سی چل رہا ہے اور نہایت ٹھنڈا کمرہ ہے اور پینے کا ٹھنڈا پانی موجود ہے، اس شخص کو اس کمرے میں نہایت آرام اور سکون ملا،

اوراس کی رگ رگ ٹھنڈی ہوگئی اوراس کی ساری گرمی کافور ہوگئی اور سارا غم ختم ہو گیا۔ لیکن ایک گھنٹہ کے بعداس کمرے کے مالک نے دوانگیٹھیاں تیار کرائیں اوراس میں کوئلے بھروائے اورآگ سلگوائی، جب انگیٹھیوں میں آگ تیز ہوگئی تو اس نے حکم دیا کہ ان انگیٹھیوں کواے سی والے کمرے میں رکھ دو، ایک کونے میں ایک انگیٹھی اور دوسرے کونے میں دوسری انگیٹھی رکھ دی گئی، کمرہ بند ہے اور اے سی بھی چل رہا ہے۔

کمرہ گرم ہوجائے گا

تھوڑی دیر کے بعد وہ کمرہ جس میں ٹھنڈک تھی اور بڑا آرام دہ معلوم ہو رہا تھا، آہستہ آہستہ اس کی ٹھنڈک مغلوب ہوجائے گی اور آگ کی گرمی اس پر غالب آجائے گی اور کمرے میں دھواں بھر جائے گا، کمرے کے اندر کی حالت باہر سے زیادہ خراب ہوجائے گی، سانس لینا مشکل ہوجائے گا اوراے سی بھی اپنا کام کرنا چھوڑ دے گا، وہ کمرہ نہایت سخت گرم ہو جائے گا اورنہایت تکلیف دہ ہوجائے گا اوردم گھٹنے لگے گا، وہ شخص اس کمرے سے نکلنے پر مجبور ہو جائے گا اور وہ کہے گا کہ میرے لئے تو باہر کی گرمی اس سے اچھی ہے اورایک دم اس کمرے سے نکل کر بھاگے گا۔

گناہ کا نتیجہ گرمی ہے

یہ مثال دے کرفرمایا کہ پہلے جب وہ دھوپ میں کھڑا تھا، وہ اس کے گناہوں

کی ابتداء تھی، جب اس نے توبہ کی اور اعمالِ صالحہ اختیار کیے تو گویا وہ اے سی والے کمرے میں آ گیا، ایسے اعمالِ صالحہ جس کے ساتھ گناہ نہ ہوں، اے سی والا کمرہ اس کا نمونہ ہے، اس میں آرام ہے، راحت ہے، اس میں چین ہے، سکون ہے، گرمی کا بھی پتہ نہیں، گھنٹوں سو جائے تب بھی پرواہ نہیں ہے۔ اور جب اس نے کمرے میں دو انگیٹھیاں رکھ لیں تو یہ بد پرہیزی کی مثال ہے، یعنی اس شخص نے آرام و راحت میں آنے کے بعد دوبارہ گناہ کرنے شروع کر دیے، اب اس نے اعمال صالحہ کے ساتھ بد اعمالیوں کو بھی شامل کرنا شروع کر دیا، گناہوں کا ارتکاب بھی شروع کر دیا، فسق و فجور بھی شروع کر دیا، ایک طرف وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور روزے بھی رکھتا ہے، زکوۃ بھی دیتا ہے، حج بھی کر رکھا ہے، ذکر بھی کرتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت بھی کر لیتا ہے، عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی بھی کرتا ہے، صدقہ خیرات بھی کرتا ہے، مگر ان نیک کاموں کے ساتھ ساتھ وہ ٹی وی بھی دیکھتا ہے، فلمیں بھی دیکھتا ہے، گانے بھی سنتا ہے، ڈرامے بھی دیکھتا ہے، بدنگاہی بھی کرتا ہے، جھوٹ بھی بولتا ہے، غیبت بھی کرتا ہے، بدزبانی بھی کرتا ہے، الزام تراشی بھی کرتا ہے، تہمتیں بھی لگاتا ہے، بے جا مذاق بھی کرتا ہے، ماں باپ کو بھی ستاتا ہے، بیوی بچوں پر بھی زیادتی کرتا ہے، اہل حقوق کے حقوق میں کوتاہیاں بھی کرتا ہے، تو یہ شخص ایسا ہی ہے جیسے اے سی والے بند کمرے میں انگیٹھیاں رکھنے والا۔ جس طرح اس شخص نے اے سی والے کمرے کی افادیت کو

ختم کردیا، اسی طرح جو شخص نیک اعمال کے ساتھ گناہوں سے نہ بچے تو وہ بھی اپنے دل کے سکون کو برباد کرنے والا ہے اور اپنی نیکیاں برباد کرنے والا ہے، لیکن اگر گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے اور توبہ کرلے تو پھر اس کو راحت اور سکون حاصل ہوجائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ راحت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بد پرہیزی سے بچے، جسمانی بیماری ہو یا روحانی بیماری ہو، دونوں میں دوا کے ساتھ ساتھ پرہیز کرنا ضروری ہے۔

گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں

اسی لئے لوگوں کو اللہ والوں کی صحبت میں جانے کے بعد فائدہ نہیں ہوتا، کوئی بیس سال سے، کوئی دس سال سے اور کوئی پانچ سال سے اللہ والوں کی خدمت میں آرہا ہے، بیان بھی سنتا ہے اور ان کی صحبت بھی اٹھاتا ہے، لیکن ان کی زندگی پر کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ یاد رکھیے! اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ اس زمانے میں عام لوگوں میں یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں آنے جانے سے لوگ چند معمولات کے تو پابند ہوجاتے ہیں، کچھ نیک اعمال کی بھی توفیق ہونے لگتی ہے، لیکن وہ لوگ گناہوں سے بچنے کی کوشش اور اس کا اہتمام نہیں کرتے۔

بدنگاہی میں اب بھی مبتلا ہیں

اگر بدنگاہی کے گناہ میں پہلے مبتلا تھے تو اب بھی مبتلا ہیں، جب داڑھی کالی

تھی تو اس وقت بھی بدنگاہی کے عادی تھے، پھر جب داڑھی آدھی کالی اور آدھی سفید ہوگئی تو پھر بھی بدنگاہی ہورہی ہے، بوڑھے بھی اس گناہ کے اندر مبتلا ہیں، ادھیڑ عمر والے بھی اس گناہ کے اندر مبتلا ہیں، جوان بھی مبتلا ہیں، نوجوان بھی مبتلا ہیں۔ اسی طرح دوسرے گناہوں کا معاملہ ہے کہ لین دین کے اندر صفائی نہیں ہے، معاملات کے اندر صفائی نہیں ہے، جھوٹ بولنے کی عادت ہے، غیبت کرنا تو عام بات ہے، ٹی وی دیکھنا تو کوئی گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا، لہٰذا یہ بات تو دیکھنے میں آتی ہے کہ کچھ نیک اعمال تو کر لیتے ہیں، لیکن گناہ نہیں چھوڑتے۔

قرب کے لئے گناہ چھوڑنا لازم ہے

بہرحال! ان اعمالِ صالحہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ کچھ نیک کام کر لینے کے بعد کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھیے! ان کے علاوہ بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پرہیز اور زیادہ اہم اور ضروری ہے، چنانچہ پہلے زمانے میں جو لوگ اللہ والوں کے پاس جایا کرتے تھے، وہ نفلوں کا تو زیادہ اہتمام نہیں کرتے تھے، مگر سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے تھے، اس لئے ان کو فائدہ بہت جلد ہوتا تھا اور وہ لوگ بہت جلد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتے تھے۔ یاد رکھو! گناہ چھوڑے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا، چاہے آدمی تسبیحات زیادہ نہ پڑھے، تلاوت زیادہ نہ کرے، نفلی عبادت زیادہ نہ کرے، لیکن گناہوں سے زیادہ بچے۔ جو شخص گناہوں

سے بچے گا، اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے۔

سب سے زیادہ عبادت گزار کون؟

چنانچہ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتق المحارم تکن اعبد الناس

فرمایا کہ تو حرام اور ناجائز کاموں سے بچ، سب سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا۔ اب اس سے بڑھ کر اور بشارت کیا ہوگی؟ ایک شخص ایک ہزار رکعت نفل پڑھتا ہے اور دوسرا آدمی ایک غیبت سے بچتا ہے تو یہ ایک غیبت سے بچنے والا ایک ہزار رکعت نفل پڑنے والے سے افضل ہے۔ ایک آدمی ایک ہزار روزے رکھتا ہے اور دوسرا آدمی ایک جھوٹ سے بچتا ہے، یہ ایک جھوٹ سے بچنے والا ایک ہزار روزے رکھنے والے سے افضل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک ہزار نفل اور ایک ہزار روزے یہ سب مستحب ہیں اور نفل ہیں اور حرام سے بچنا فرض ہے، ظاہر ہے کہ فرض نفل سے افضل ہے، اب اگر کوئی آدمی فرض کی ادائیگی میں تو کوتاہی کرے، اور نفل کا اہتمام کرے تو یہ کوئی عقل مندی نہیں، عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ فرائض کا پہلے اہتمام کرے اور اس کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام رکھے، اس لئے کہ دونوں کا اہتمام کرنا نور علیٰ نور ہے، اس شخص کی کامیابی یقینی ہے۔

صبح شام سورۂ یٰسین کا معمول

بہر حال! وہ دو عمل جن کے کرنے کا بڑا ثواب ہے، ان میں سے ایک عمل یٰسین شریف پڑھنے کا ہے۔ ویسے بھی مسلمان خواتین وحضرات یٰسین شریف پڑھا ہی کرتے ہیں، لیکن میں اس کے کچھ فضائل بیان کرنا چاہتا ہوں، تاکہ جو لوگ پہلے سے پڑھتے ہیں، وہ اور زیادہ توجہ اور دھیان سے پڑھیں اور جو لوگ نہیں پڑھتے، وہ پڑھنا شروع کر دیں۔ اس کے معمول کے بارے میں عرض کروں گا کہ اس کو ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ شام کو پڑھا کریں، اس لئے کہ احادیث میں صبح اور شام کو پڑھنے کی الگ الگ فضیلت آئی ہے، لہٰذا اگر یہ نفلی عمل صبح شام ہو تو بہتر ہے، تاکہ صبح کی فضیلت بھی حاصل ہو اور شام کی فضیلت بھی حاصل ہو اور اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ پڑھے تو پھر بہتر یہ ہے کہ صبح کے وقت پڑھ لیا کرے لیکن اگر کسی وجہ سے صبح نہ پڑھ سکے تو پھر شام ہی کو پڑھ لے، شام کو پڑھنے کا موقع نہ ملے تو رات کو پڑھ لے، لیکن پڑھے ضرور، ناغہ نہ کرے۔

سورۂ یٰسین یاد کر لیں

حافظوں کو اس کا پڑھنا کیا مشکل ہے، وہ تو مسجد میں جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے پڑھ لیں، اللہ تعالیٰ نے تو ان کو بہت بڑی دولت عطا فرمائی ہے، اس لئے ان کے لئے تو یہ کوئی مشکل کام نہیں، اور جن کو زبانی یاد نہیں، وہ اس

کو زبانی یاد کرلیں۔ سورۂ یٰسین اور سورۂ تبارک الذی کو یاد کرنا کیا مشکل ہے، یہ تو ایسی سورتیں ہیں کہ ہر مؤمن کے دل میں محفوظ ہونی چاہئیں، تا کہ جو شخص جہاں کہیں بھی ہو، چاہے گھر پر ہو یا سفر پر ہو، وہ ان کی تلاوت سے محروم نہ رہے۔

سورۂ یٰسین یاد کرنے کا طریقہ

اور زبانی یاد کرلینا کوئی مشکل کام نہیں، جس شخص کا ذہن کند ہو، وہ بھی یاد کرسکتا ہے، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا قرآن شریف حفظ یاد کرنے کا نسخہ یاد آیا، یہی نسخہ قرآن شریف حفظ کرنے کا بھی ہے اور یہی نسخہ سورۂ یٰسین اور سورۂ تبارک الذی یاد کرنے کا بھی ہے۔ چنانچہ ایک بیان میں حضرت والا نے فرمایا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن شریف حفظ کرنا حافظوں کا کام ہے، ہم حفظ نہیں کرسکتے، اور جو لوگ بوڑھے ہو جاتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو بوڑھے طوطے ہو گئے، اب ہم قرآن شریف بھی صحیح طور پر پڑھ نہیں سکتے تو حفظ کیا کریں گے۔

حضرت نے فرمایا کہ قرآن شریف حفظ کرنا ہر عمر کے لوگوں کے لئے آسان ہے، جس طرح بچوں کے لئے آسان ہے، اسی طرح جوانوں کے لئے اور نوجوانوں کے لئے، ادھیڑ عمر والوں کے لئے، یہاں تک کہ بوڑھوں کے لئے بھی آسان ہے اور فرمایا کہ اس کا آسان نسخہ یہ ہے کہ روزانہ ایک آیت یاد کرلیا کرو، یہ ضروری نہیں کہ روزانہ آدھا رکوع یا آدھا صفحہ ہو، جن لوگوں کے ذہن کمزور

ہیں، وہ لوگ آدھے رکوع کا نام سن کر مایوس ہو جاتے ہیں کہ ہم روزانہ آدھا رکوع کیسے یاد کر سکتے ہیں، ہم تو اِدھر یاد کرتے ہیں اور اُدھر بھول جاتے ہیں، ان لوگوں کو چاہئے کہ روزانہ ایک آیت یاد کرلیا کریں اور اگر ایک آیت یاد کرنی مشکل ہو تو آدھی آیت یاد کرلیں، پھر اگر ایک آیت یا آدھی آیت روزانہ یاد نہیں ہوتی تو پھر بھی کوئی غم نہیں، ایک ہفتہ میں ایک آیت یاد کرلیا کریں، دوسرے ہفتہ میں دوسری آیت یاد کرلیا کریں۔

قیامت کے روز حافظ اُٹھایا جائے گا

کسی نے حضرت سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اس طرح یاد کریگا تو اس کا قرآن شریف کب پورا ہوگا؟ اس طرح تو اس کی زندگی ختم ہو جائے گی اور وہ قرآن پورا ہونے سے پہلے قبر میں پہنچ چکا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ زندگی میں پورا قرآن شریف یاد کرلینا تو کوئی ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ جو شخص قرآن شریف حفظ کرتے کرتے دنیا سے چلا جائے گا تو قبر میں اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کی ڈیوٹی لگادیں گے جو اس کو پورا قرآن شریف حفظ کرائے گا، اور جب وہ قیامت کے روز قبر سے اُٹھے گا تو وہ حافظوں میں اُٹھایا جائے گا۔ لہٰذا جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے، آرام سے ایک ایک آیت، آدھی آدھی آیت یاد کرتے رہو، یہاں تک کہ اسی میں تمہاری عمر تمام ہو جائے۔

اپنی عمر قرآن میں ختم کردیں

ہمارے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن شریف ختم کرنے کی چیز نہیں، بلکہ ہم اس قابل ہیں کہ ہم اس میں ختم ہوجائیں، لہٰذا اپنی عمر اس کلام پاک میں ختم کرنے کی چیز ہے، یعنی اس کو پڑھتے پڑھتے دنیا سے چلے جائیں۔

دیکھ کر پڑھ لیا کریں

لہٰذا اگر کسی شخص کو سورۂ یٰسین یاد نہیں ہے تو کوئی غم کی بات نہیں، یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ پوری یٰسین کو ایک دن کے اندر یاد کرلو، یا روزانہ ایک رکوع یاد کرلو، بلکہ جس کا جیسا ذہن ہے، وہ اس کے مطابق یاد کرے، اس لئے جو شخص روزانہ ایک آیت یاد کرسکتا ہے وہ روزانہ ایک آیت یاد کرے، دوسرے دن دوسری آیت، تیسرے دن تیسری آیت، سورۂ یٰسین کی جتنی آیتیں ہیں، اتنے دن میں سورۂ یٰسین یاد ہوجائے گی انشاء اللہ۔ بالفرض اگر کسی کو سورۂ یٰسین یاد نہیں ہوتی تو نہ سہی، اس لئے کہ زبانی یاد کرکے سورۂ یٰسین پڑھنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ وہ تو آسانی اور سہولت کے لئے ہے، وہ بھی ایک نعمت ہے، ایسی صورت میں چھوٹے سائز میں جو سورۂ یٰسین ملتی ہے وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھے، اس میں دیکھ کر پڑھ لیا کرے یا قرآن شریف میں دیکھ کر پڑھ لیا کرے، ہر جگہ قرآن شریف موجود ہیں، گھروں میں بھی قرآن شریف موجود

ہیں۔ البتہ اگر سورۂ یٰسین شریف کو اپنی جیب میں رکھیں تو پھر بیت الخلاء میں جاتے وقت اُس کو نکال کر جائیں، بیت الخلاء میں ساتھ لے کر جانا بے ادبی کی بات ہے۔

دورانِ سفر سورۂ یٰسین پڑھ لیں

اگر انسان بس میں یا کوچ میں سفر کرتا ہے تو سفر کے دوران سورۂ یٰسین شریف پڑھنے کا بہت اچھا موقع ہوتا ہے، اسی طرح تسبیحات پڑھنے کا بھی بہت اچھا موقع ہوتا ہے، اسی وقت کو لوگ عام طور پر باتوں کے اندر اور اِدھر اُدھر جھانکنے اور دیکھنے کے اندر اور خیالات کی دنیا میں گزار دیتے ہیں۔ ارے خیالوں میں گم ہونے سے کیا حاصل، یٰسین شریف میں گم ہونے کی ضرورت ہے، اللہ کے کلام کی دھن دھیان رکھنے کی ضرورت ہے، اللہ کی یاد میں گم ہونے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس وقت کو ان کاموں میں لگانا چاہئے، ایک طرف سفر بھی طے ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہو رہا ہے، تسبیحات بھی ہو رہی ہیں، یٰسین شریف بھی پڑھی جا رہی ہے، تلاوت بھی ہو رہی ہے، اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو، اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا ایک فکر ہے اور بعض اعتبار سے فکر ذکر سے افضل ہے۔

قرآن کا دل سورۂ یٰسین

ایک روایت میں آتا ہے کہ ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن شریف کا دل

یٰسین شریف ہے، جیسے جسمانی دنیا کے اندر دل تمام اعضاء کا سردار ہے، اس کو سلطان الاعضاء کہتے ہیں، اسی طرح دل کی دنیا میں بھی ''دل'' تمام باطنی قوتوں کا سردار ہے، اس لئے اطباء جسمانی بھی دل کا خصوصی خیال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک یہ دل حرکت کر رہا ہے، اس وقت تک انسان زندہ ہے اور جب اس دل کی حرکت بند ہو جائے گی، انسان ختم ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح دل کی دنیا میں بھی اطباء روحانی دل کو سدھارنے کی بڑی کوشش کرتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ دل ہی سب کچھ ہے، اگر یہ دل صحیح ہو گیا تو اس کی ساری دل کی دنیا درست ہو جائے گی اور جب تک اس کا دل صحیح نہ ہوگا اور دل کے احوال اور اس کی کیفیتیں صحیح نہیں ہوں گی، اس وقت تک وہ روحانی امراض میں مبتلا رہے گا اور اس کو روحانی صحت حاصل نہیں ہوگی اور جب تک روحانی صحت حاصل نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق حاصل نہیں ہوگا۔

دل کو ذاکر بناؤ

بلکہ انسان کے باطن میں جتنی طاقتیں ہیں، صوفیاء کرام ان میں زیادہ توجہ دل کی طرف دیتے ہیں کہ اپنے دل کو ذاکر بناؤ، اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی یاد کو بساؤ اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا دھن دھیان جماؤ، اس دل میں جتنا اللہ تعالیٰ کا دھیان جمے گا، جتنی اس دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد بسے گی اتنی انسان کے باطن کی دوسری طاقتیں بھی ذاکر بنیں گی، ان کا ذاکر ہونا بھی دل کے ذاکر ہونے پر

موقوف ہے، اس لئے ہمارے سلسلے کے اکابر خاص طور پر دل کی طرف توجہ دیتے ہیں، باقی طاقتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے، کیونکہ دوسری طاقتیں دل کے تابع ہیں، اگر بادشاہ قابو میں آجائے تو ساری حکومت اپنے قبضے میں ہے اور اگر بادشاہ قابو میں نہیں ہے تو کچھ بھی قابو میں نہیں۔

ہارون الرشید کا ایک واقعہ

ایک واقعہ یاد آیا، ایک مرتبہ بادشاہ ہارون الرشید کے دل میں عجیب خیال آیا، اس نے حکم دیا کہ شاہی خزانے میں جتنی قیمتی اشیاء ہیں، وہ دربار میں لاکر لگا دی جائیں، چنانچہ سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات، یاقوت، نیلم اور تمام قیمتی اشیاء دربار میں لگادی گئیں، جب سب چیزیں اپنی جگہ پر لگ گئیں اور تمام درباری اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ دربار کے دروازے بند کردیے جائیں، جب دروازے بند ہوگئے تو بادشاہ نے ایک عجیب اعلان کیا کہ اس وقت دربار میں جتنی اشیاء ہیں، جس شخص کو جو چیز پسند ہو وہ لے لے، بس یہ اعلان سننا تھا کہ اس پُرسکون دربار میں ہنگامہ شروع ہوگیا، اب کوئی شخص سونے کی طرف لپک رہا ہے، کوئی چاندی کی طرف بڑھ رہا ہے، کوئی شخص ہیرے پر ہاتھ مار رہا ہے، جس شخص کے ہاتھ میں جو آرہا ہے، وہ اس کو سمیٹنے میں لگا ہوا ہے۔

عقل مند کنیز

لیکن ایک کنیز جو سیاہ فام تھی، اس نے یہ اعلان سن کر نہ سونے کو ہاتھ لگایا، نہ

چاندی اور ہیرے جواہرات کو ہاتھ لگایا، بلکہ اس نے سیدھے جا کر ہارون الرشید کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ میں نے یہ لے لیا، اس لئے کہ آپ نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو کچھ دربار میں ہے، اس پر جو شخص ہاتھ رکھ دے وہ اس کا ہے، لہٰذا میں بادشاہ پر ہاتھ رکھتی ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ اس دربار میں سب سے زیادہ عقلمند یہ عورت تھی اور جو لوگ سونا چاندی کے ڈھیر کی طرف ہاتھ بڑھانے والے تھے، سب بے وقوف تھے، اس لئے کہ بادشاہ جس کا ہو گیا، ساری حکومت اس کی ہو گئی، سارے خزانے اس کے ہو گئے، جو کچھ دربار میں ہے، وہ بھی اس کا ہو گیا اور جو دربار سے باہر ہے وہ بھی اس کا ہو گیا اور دوسرے لوگوں نے تو تھوڑی سی چیز لے لی، بڑی چیز کو چھوڑ دیا۔

بادشاہ کا کنیز سے نکاح

بادشاہ ہارون الرشید بھی حیران ہو گیا کہ اس کنیز نے یہ کیا کیا، مگر چونکہ اعلان مطلق تھا کہ "دربار میں جو کچھ ہے" اور دربار میں ہارون الرشید بھی تھا، اس لئے اس باندی نے کہا کہ میں نے اس اعلان کے مطابق عمل کیا ہے۔ بات اصل میں یہی ہے کہ اس آدمی کو پسند کرنا چاہئے جو سب کو دے رہا ہے، جب وہ اپنا ہو گیا تو پھر ساری بادشاہت اپنی ہو گئی۔ چنانچہ اس باندی کو بہت عقل مند سمجھا گیا، پھر ہارون الرشید نے باقاعدہ اس باندی کو آزاد کیا اور قاضی کو بلا کر اس سے نکاح کیا، اس نکاح کے نتیجے میں اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام "مامون

الرشید'' رکھا۔ ہارون الرشید کی پہلی بیوی ''زبیدہ'' سے کوئی اولاد نہیں تھی، اب اس آزاد کردہ باندی سے بیٹا پیدا ہوا۔

ذکر اللہ کا اہتمام کرو

اسی طرح ہمارے اکابر بھی یہی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اپنے دل کو سدھارو، اس کو ذاکر بناؤ، اس میں اللہ کی یاد بساؤ، جب تمہارا دل اللہ کی یاد سے رچ بس جائے گا اور اس میں اللہ کی یاد جم جائے گی تو پھر باقی اعضاء اس کے تابع ہیں، وہ بھی خود بخود ذاکر ہو جائیں گے۔ اور اگر صحیح معنٰی میں ریاضت کی اور اپنے شیخ کی رہنمائی میں ذکر اللہ کا اہتمام کیا تو اس کے نتیجے میں سر سے لیکر پاؤں تک انسان ذاکر ہو جاتا ہے، ہزاروں اولیاء اللہ اس صفت سے آراستہ گزرے ہیں۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دارالعلوم دیوبند کا وہ زمانہ دیکھا ہے جب مہتمم سے لیکر چپراسی تک سب کے لطائف ستہ جاری تھے۔ انسان کے جسم میں چھ لطیف باطنی اور معنوی طاقتیں ہیں، ان کو ''لطائف ستہ'' کہا جاتا ہے، وہ سب طاقتیں اللہ کے ذکر کرنے کی عادی تھیں، اسی کے نتیجے میں انسان سراپا ذکر بن جاتا ہے۔

سورۂ یٰسین کا دس قرآن کے برابر ثواب

بہر حال! یہ دل جس طرح ظاہری اعضاء کی دنیا کا سردار ہے اور باطنی دنیا کا

بھی سردار ہے، اسی طرح قرآن شریف کی سورتوں میں یٰسین شریف تمام سورتوں کی سردار ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، اور یٰسین شریف قرآن کریم کا دل ہے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو ایک مرتبہ پڑھ لے، اس کو دس قرآن شریف پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اب روزانہ دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کی طاقت کس کے اندر ہے؟ دس تو کیا ایک مرتبہ بھی روزانہ قرآن شریف ختم کرنا حافظوں کے لئے آسان نہیں ہے، آجکل تو حافظ بھی رمضانی ہو گئے کہ رمضان المبارک میں قرآن شریف پڑھتے ہیں، روزانہ تلاوت کرنے والے تو اب عنقاء ہو گئے، روزانہ ایک منزل بلکہ ایک پارہ بھی نہیں پڑھا جاتا، روزانہ ایک قرآن شریف کون پڑھ سکتا ہے، دس قرآن شریف کا تو ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن یٰسین شریف روزانہ ہر شخص پڑھ سکتا ہے، بلکہ صبح و شام بھی آسانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ اگر ایک مرتبہ پڑھیں گے تو روزانہ دس قرآن شریف پڑھنے کا ثواب مل جائے گا۔ اس لئے روزانہ سورۂ یٰسین پڑھنے کا معمول بنا لینا چاہئے اور پھر روزانہ اس کا ثواب اپنے والدین اپنے دادا دادی اور نانا نانی اور ساس سسر کو بخشنا چاہئے، اپنے اہل و عیال کو بھی ثواب بخشنا چاہیے۔

اولاد کے لئے ایصالِ ثواب کریں

لوگ اپنے والدین کو تو ثواب پہنچانے کے لئے یاد رکھتے ہیں، لیکن اپنی

اولاد کو یاد نہیں رکھتے، بلکہ والدین کو ثواب پہنچاتے ہیں اور اولاد کو مال پہنچاتے ہیں، مال فانی ہے اور ثواب باقی ہے، لہٰذا ماں باپ کو تو ایسا ہدیہ دیتے ہیں جو باقی رہنے والا ہے اور اولاد کو ایسا ہدیہ دیتے ہیں جو ختم ہونے والا ہے، حالانکہ عام طور پر انسان کو اولاد سے زیادہ محبت ہوتی ہے، ماں باپ سے کم محبت ہوتی ہے، لہٰذا اولاد کو بھی ایسا ہدیہ دینا چاہئے جو باقی رہنے والا ہو۔

بچوں کے مرنے کے بعد بچوں کا کیا ہوگا

"مجلس صیانۃ المسلمین" کے حضرات نے بہت عرصہ پہلے ایک مضمون شائع کیا تھا، اس مضمون میں ایک عجیب جملہ یہ تھا کہ "لوگوں کو یہ فکر تو ہوتی ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے بچوں کا کیا ہوگا، لیکن یہ فکر بہت کم لوگوں کو ہوتی ہے کہ بچوں کے مرنے کے بعد بچوں کا کیا ہوگا" کیا خوبصورت جملہ ہے، اگر ماں باپ کو یہ فکر ہو جائے تو سب اپنے بچوں کو نیک بنانے کی کوشش کریں اور خود بھی نیک بنیں، تاکہ مرنے کے بعد خود بھی آرام پائیں اور بچوں کے مرنے کے بعد بچے بھی آرام پائیں، ان کو قبر کا عذاب نہ ہو، ان کو دوزخ کا عذاب نہ ہو، لیکن بہت کم لوگ ایسا سوچتے ہیں، زیادہ تر لوگ یہ سوچتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد میرے بچوں کا کیا ہوگا، اسی وجہ سے وہ بچوں کو دنیاوی تعلیم دلاتے ہیں، دینی تعلیم نہیں دلاتے، دنیاوی اعتبار سے ان کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، چاہے وہ دینی اعتبار سے کتنا ہی پست کیوں نہ ہو، اس کی

طرف کوئی توجہ نہیں دیتے، اس طرح ماں باپ اولاد کی دنیا تو بنا دیتے ہیں لیکن آخرت بگاڑ دیتے ہیں۔

اولاد کو نیک بنانے کی کوشش کریں

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب وہ بچے دنیا چھوڑ کر آخرت میں پہنچیں گے تو عذاب میں ہوں گے اور ماں باپ ان کو عذاب میں دیکھ کر اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔ اس لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ خود بھی دیندار، نیک اور صالح بنیں اور اپنی اولاد کو بھی نیک بنانے کی کوشش کریں اور جو کچھ پڑھیں اس کا ثواب والدین کے ساتھ اپنی اولاد کو بھی پہنچائیں، اس لئے کہ ثواب جس طرح مُردوں کو پہنچتا ہے، اسی طرح زندوں کو بھی پہنچتا ہے اور سب کو یکساں پہنچتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ ایصالِ ثواب صرف مُردوں کے لئے جائز ہے، زندوں کے لئے جائز نہیں، جس طرح دعا کرنا زندہ کے لئے بھی جائز ہے اور مُردہ کے لئے بھی جائز ہے، اسی طرح ایصالِ ثواب بھی ایک دعا ہے کہ یا اللہ! اس کا ثواب فلاں فلاں کی روحوں کو پہنچا دیں اور دعا دونوں کے لئے برابر ہے تو ایصالِ ثواب بھی دونوں کے لئے برابر ہے، بہر حال! اپنی اولاد کو ایصالِ ثواب میں فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

صبح تک مغفرت ہو جاتی ہے

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رات کو سوتے وقت یٰسین شریف

پڑھتا ہے تو صبح ہونے تک اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ مغفرت سے مراد گناہ صغیرہ کی معافی ہے، جتنے بھی اعمال کے فضائل ہیں کہ فلاں عمل سے مغفرت ہو جاتی ہے اور فلاں عمل سے مغفرت ہو جاتی ہے، عام طور پر اس سے صغیرہ گناہوں کی معافی مراد ہوتی ہے، کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور توبہ کرنا کیا مشکل ہے، انسان نے کیسے ہی بڑے بڑے گناہ کر لیے ہوں، بس توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی معافی مانگ لے، اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔

حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی دن کے شروع میں یٰسین شریف پڑھ لے گا تو شام تک اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری فرمادیں گے، اس میں دنیاوی حاجتیں بھی آگئیں اور آخرت کی حاجتیں بھی آگئیں، گھر کی ضرورتیں بھی آگئیں اور گھر سے باہر کی ضرورتیں بھی آگئیں، یہ ساری حاجتیں من جانب اللہ پوری ہو جائیں گی۔ یہ ہمارا دین اسلام ایسا نافع ہے کہ اس میں ہماری دنیا کا حل بھی موجود ہے اور آخرت کا حل بھی موجود ہے، دنیا کے فوائد بھی ہیں اور آخرت کے فوائد بھی ہیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا کرم ہے کہ وہ ہماری دونوں جہاں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کو جب دیا جائے تو دونوں چیزیں دی جائیں اور کم نہ دیا جائے بلکہ زیادہ دیا جائے۔

دنیا و آخرت کے مسائل کا حل

ہر آدمی جب صبح اُٹھتا ہے تو کوئی نہ کوئی فکر لے کر اُٹھتا ہے کہ آج یہ کام بھی کرنا ہے، فلاں کام بھی کرنا ہے، آج ادھر بھی جانا ہے اور فلاں جگہ پر بھی جانا ہے، آج یہ مسئلہ بھی حل کرنا ہے اور وہ مسئلہ بھی حل کرنا ہے، گھر کے مسائل الگ ہوتے ہیں، باہر کے مسائل الگ ہوتے ہیں۔ اور یٰسین شریف پڑھنے میں دنیا کے مسائل کا بھی حل ہے اور آخرت کے مسائل کا بھی حل ہے، اگر ہم روزانہ یٰسین شریف پڑھیں گے تو من جانب اللہ اس کی برکت سے کاموں کے اندر سہولت اور آسانی ہوگی، اس کا معمول بنا کر دیکھیں، جب اس کے پڑھنے کا معمول بنے گا تو پھر انشاء اللہ اس کی برکتیں ظاہر ہوں گی، مگر معمول بنائے بغیر یہ چاہیں کہ سب کام آسان ہو جائیں تو یہ ذرا مشکل ہے، گو اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہیں اور اپنے خاص بندوں کو اس کا مشاہدہ بھی کرا دیتے ہیں، لیکن عام دستور یہ ہے کہ اس کی پابندی کرنے سے انشاء اللہ اس کے فوائد سامنے آئیں گے۔

پیسے مسئلے کا حل نہیں

اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میرے تو سب کام بہت آسانی سے ہوتے رہتے ہیں، مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراخی دے رکھی ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ شخص فراخی کے باوجود اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، اس لئے کہ پیسہ ہی ہر مسئلے کا حل نہیں، اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر مشکل کام آسان نہیں ہوتے بلکہ اگر اللہ کی مدد نہ ہو تو آسان کام

بھی مشکل ہو جاتے ہیں، اس لئے پیسے والے مالدار بھی اس کے محتاج ہیں اور آخرت میں تو محتاج ہیں ہی، مرنے کے بعد کی زندگی کے جتنے مسائل ہیں، اس کی جتنی دشواریاں اور مشکلات ہیں، ان کے حل کے لئے اور ان کی آسانی کے لئے ہم میں سے ہر شخص محتاج ہے، یٰسین شریف اس کا بھی حل ہے، اس سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت کی حاجتیں اور ضرورتیں پوری ہوں گی۔

وہ شخص آسانیوں میں رہتا ہے

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص شام کو سورۂ یٰسین شریف پڑھتا ہے تو وہ صبح تک آسانیوں میں رہتا ہے اور جو صبح پڑھ لیتا ہے وہ شام تک آسانیوں میں رہتا ہے۔ یہ سورۃ ایسی عجیب وغریب چیز ہے کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ساتھ تلاوت کا ثواب الگ ملے گا یعنی ہر حرف پر دس نیکیاں الگ ملیں گی اور یہ فوائد وفضائل الگ حاصل ہوں گے۔ اب دیکھئے! اس حدیث میں صبح پڑھنے کا بھی ذکر ہے اور شام کو پڑھنے کا بھی ذکر ہے، اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ اگر صبح شام اس کے پڑھنے کا معمول بن جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ اور صرف ایک ہفتہ تک توجہ دینی پڑے گی، ایک ہفتہ بعد کے پھر خود بخود ہماری ایسی عادت بن جائے گی کہ جب وہ وقت آئے گا تو خود بخود ہماری طبیعت ہمیں اس سورۃ کے پڑھنے کی طرف آمادہ کرے گی، اور جس وقت طبیعت آمادہ کرے بس اس وقت انسان سستی نہ کرے اور غفلت نہ کرے بلکہ اس سورۃ کو پڑھ لے۔ عادت بننے

میں اللہ تعالیٰ نے آسانی رکھی ہے، جب وہ وقت آجاتا ہے تو وہ انسان کو یاد دلاتا ہے، اس طرح وہ عمل آسان ہوجاتا ہے۔

سورۂ یٰسین سے کھانے میں برکت

ایک روایت جو حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور یہ روایت موقوف ہے، صحابہ کرام جب کوئی حدیث موقوفاً ذکر کریں جس کا تعلق سماع سے ہو تو وہ روایت حکماً مرفوع ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن شریف کا دل سورۂ یٰسین شریف ہے، اگر اس سورۃ کو ایسے کھانے پر پڑھا جائے جس کے کم ہوجانے کا اندیشہ ہو تو وہ کھانا کھانے والوں کے لئے پورا ہوجاتا ہے، مثلاً آپ نے گھر میں دعوت کی اور دس مہمان بلائے لیکن دس کے بجائے بیس مہمان آگئے، اب ظاہر ہے کہ فوراً مزید کھانا تیار کرانا بھی مشکل ہے اور ان مہمانوں کو کھانے کے بغیر رخصت کرنا بھی مشکل ہے تو اس کا حل سورۂ یٰسین شریف ہے، سورۂ یٰسین پڑھ کر کھانے پر دم کردو، روٹی، سالن اور چاول سب پر دم کرکے کپڑا ڈھک دو، اور پھر بسم اللہ پڑھ کر اندر سے نکالتے جاؤ اور مہمانوں کو کھلاتے جاؤ، انشاء اللہ اس کھانے میں برکت ہوجائے گی، جب چاہو تجربہ کرکے دیکھ لو۔

مرنے والے پر سورۂ یٰسین پڑھنا

اسی طرح جس شخص کی موت کا وقت قریب ہو، اس پر سورۂ یٰسین پڑھو تو اس

کی روح نکلنے میں آسانی ہو جائے گی۔ اسی لئے مسلمانوں میں مشہور ہے کہ جب کسی کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس پر سورۂ یٰسین پڑھتے ہیں، اس سے میت کی روح نکلنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

سورۂ یٰسین سے بیماریاں دور ہوتی ہیں

اور اگر موت کا وقت نہیں آیا تو وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اس سورۃ کی یہ بھی فضیلت ہے کہ اگر کسی بیمار پر پڑھ دی جائے تو اس سے بیماری دور ہوتی ہے، بعض لوگ مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین شریف پڑھتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ کہیں اس کے پڑھنے سے یہ نہ مر جائے، ارے بھائی! یہ سورت مارنے کے لئے نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی مرتا ہے، بلکہ ہوتا یہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے مرنے والے کی روح آسانی سے نکل جاتی ہے۔ کیا اللہ کے کلام سے کوئی مرتا ہے؟ وہ مرنے والا اپنے وقت پر مرتا ہے، البتہ روح آسانی سے وقت پر نکل جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین شریف پڑھے گا، اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

خلاصہ

بہر حال! اس سورۃ کی بڑی فضیلتیں اور بڑی برکتیں ہیں، اس سورۃ کو اپنے معمولات میں داخل کر لینا چاہیے، اور ایک روایت میں اس کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۂ یٰسین شریف پڑھنے والے کو بیس حج کا ثواب بھی عطا فرماتے

ہیں۔ ایک روایت میں نے پہلے بیان کر دی کہ اس سورۃ کے پڑھنے سے دس قرآن شریف پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے، اگرچہ سند کے اعتبار سے یہ حج والی روایت ضعیف ہے، لیکن فضائل میں ضعیف روایت بھی معتبر ہوتی ہے۔ اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہم سب کو دین کے ان تمام ہیرے جواہرات کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو اپنے زندگی کا دائمی معمول بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

✿✿✿✿

✿✿

✿

فضائلِ سورۂ یٰسین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی كُلِّ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

اَمَّا بَعْدُ!

قرآن مجید سراپا ہدایت، باعثِ خیر و برکت اور سراپا رحمت ہے، ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کریم کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں، یہاں ان میں سے چند فضائل لکھے جاتے ہیں جن میں سورۂ یٰسین کا اجر وثواب اور اس کے فوائد بتائے گئے ہیں، ان کو پڑھیں اور یٰسین شریف سے فائدہ اٹھائیں، اللہ تعالیٰ اس کا دائمی

معمول بنانے کی توفیق بخشیں۔ (آمین)

فضائلِ سورۂ یٰسین

دس مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کریم کا دل (سورۂ) ''یٰسین'' ہے اور جو شخص ایک مرتبہ یٰسین شریف پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس (سورۃ) کے پڑھنے کے بدلے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ (ترمذی)

سورۂ یٰسین پڑھنے پر بخشش

حضرت جُنْدُب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کسی شب میں (سورۂ) یٰسین پڑھے گا تو وہ صبح اس حال میں کرے گا کہ اس کی بخشش ہو چکی ہوگی۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ بسند ضعیف)

مغفرت کا ذریعہ

حضرت مَعْقَل بن یَسَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ بقرۃ قرآن کریم کی کوہان اور بلندی ہے (یعنی قرآن کریم میں اس کا بڑا اونچا مقام ہے) اس کی ہر آیت کے ساتھ اسّی (۸۰) فرشتے نازل ہوئے۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (یعنی آیۃ الکرسی) عرش کے نیچے سے حاصل کی گئی ہے، پھر یہ (آیۃ الکرسی) اس سورۂ بقرۃ کے ساتھ ملادی گئی اور (سورۂ) یٰسین قرآن کریم کا دل ہے، جو شخص اس کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور آخرت (کوسنوارنے) کے ارادے سے پڑھتا ہے تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کو اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔

(رواہ احمد فی مسندہ)

شہادت کی موت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر رات (سورۂ یٰسین) پڑھنے پر مداومت کرے گا تو (جب وہ) فوت ہوگا (تو) شہید ہو کر فوت ہوگا۔ (یعنی اس کو شہید کا درجہ حاصل ہوگا۔

(ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور)

ضروریات کا پورا ہونا

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دن کے شروع میں

(سورۂ) یٰسین پڑھے گا، اس کی حاجتیں پوری کی جائیں گی۔

(ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور)

سہولتیں اور آسانیاں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح کے وقت (سورۂ) یٰسین پڑھے گا، اسے اس دن شام تک آسانیاں اور سہولتیں حاصل ہوں گی اور جو شخص رات کے شروع میں اس (سورۂ یٰسین) کو پڑھ لے گا، اسے اس رات صبح تک آسانیاں اور سہولتیں حاصل رہیں گی۔

(ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور)

سورۂ یٰسین کی دس برکات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرماتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سورۂ) یٰسین کثرت سے پڑھو، کیونکہ سورۂ یٰسین کے پڑھنے میں دس برکات ہیں۔ (جو درج ذیل ہیں)

(۱) بھوکا پڑھے تو اسے سیری حاصل ہو۔

(۲) پیاسا پڑھے تو اسے سیرابی حاصل ہو۔

(۳) جس کے پاس کپڑے نہ ہوں وہ پڑھے تو اسے کپڑے میسر ہوں۔

(۴) بیمار پڑھے تو اسے تندرستی حاصل ہو۔

(۵) خوف زدہ پڑھے تو اسے امن حاصل ہو۔

(۶) قیدی پڑھے تو اسے رہائی حاصل ہو۔

(۷) غیر شادی شدہ پڑھے تو اس کی شادی ہو جائے۔

(۸) مسافر پڑھے تو اس کی سفر میں مدد ہو گی۔

(۹) جس شخص کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو وہ پڑھے تو اسے وہ (گم شدہ چیز) مل جائے۔

(۱۰) ایسا شخص جس کی موت کا وقت قریب ہو، اس کے سرہانے (سورۂ یٰسین) پڑھی جائے تو اس پر آسانی کی جائے (یعنی اس پر موت آسان ہو جائے اور موت کی سختی سے حفاظت ہو جائے)

اور جو شخص اس (سورۃ) کو صبح کے وقت میں پڑھے گا تو شام تک اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا اور جو شخص اس کو شام کے وقت پڑھے گا تو وہ صبح تک اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا۔

(لمحات الأنوار وله شاهد في شعب الايمان للبيهقي)

سورۂ یٰسین کے عظیم فائدے

حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جس شخص نے سورۂ کہف کی دس آیات یاد کرلیں، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے، وہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک محفوظ رہے گا اور اس کو دجال سے واسطہ پڑا تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور

قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور ہوگا، اور جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے اس کی مغفرت کردی جائے گی، اور جو بھوکا اس کو پڑھے گا تو سیر ہو جائے گا، اور جو راہ بھٹکا ہوا اس کو پڑھے گا تو اس کو راہ مل جائے گی، اور وہ آدمی جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو وہ اسے پڑھے گا تو اسے گمشدہ چیز مل جائے گی، اور جو آدمی اس کو ایسے کھانے پر پڑھے جس کے کم پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ کافی ہو جائے گا، اور جس قریب المرگ آدمی کے پاس اس کو پڑھا جائے تو اس پر (موت) آسان کردی جائے گی، اور جس عورت پر بچے کی ولادت مشکل ہو، اس پر کوئی یہ (سورۃ) پڑھے تو اس عورت پر بچے کی ولادت آسان کردی جائے گی، اور جو شخص اس کو پڑھے تو اس کے لحاظ سے اس نے گیارہ مرتبہ قرآن مجید پڑھا (یعنی اس کو گیارہ مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب ملے گا) اور ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کریم کا دل (سورۂ) یٰسین ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

نوٹ : حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ تابعین میں سے ہیں، ان سے یہ حدیث اسی طرح نقل کی گئی ہے اور وہ یہ بات خود نہیں فرما سکتے جب تک اس بات کا صحیح طریقے سے ان تک پہنچنا ثابت نہ ہو۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

❁❁❁❁❁❁❁❁
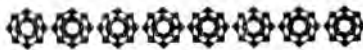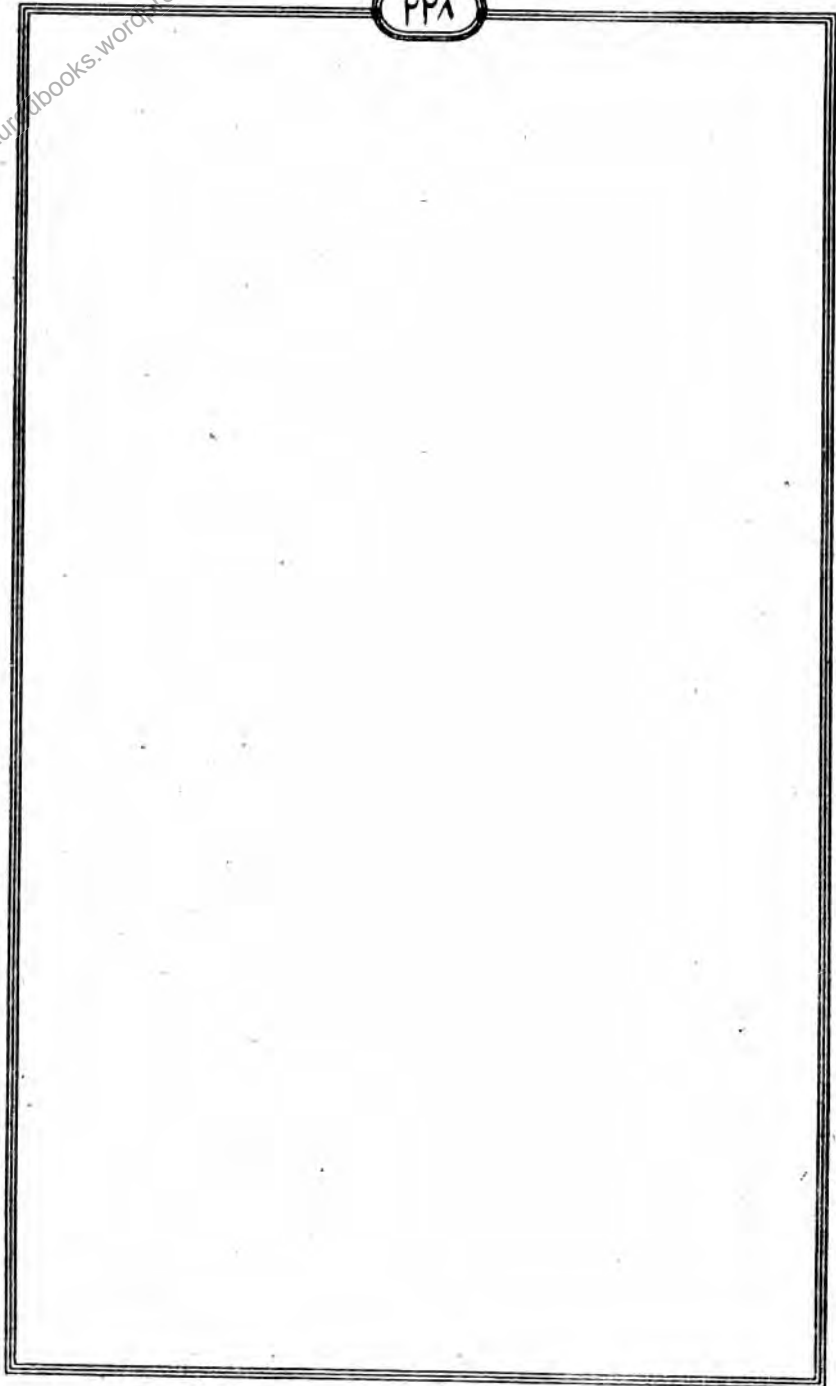
سورۂ اخلاص

کی فضیلت واہمیت

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط وترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرّم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر: ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سورۂ اخلاص کی فضیلت واہمیت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَنَبِیَّنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّداًعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○ صدق اللہ العظیم

چھوٹی اورآسان ترین سورت

میرے محترم بزرگو! دوتین منگل پہلے آپ حضرات کے سامنے سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک کی فضیلت اوراہمیت بیان کی گئی تھی، بعد میں ذہن میں آیا کہ قرآن

کریم کی سورتوں میں ایک سورۂ اخلاص بھی ہے جو بظاہر تو بہت چھوٹی اور مختصر ہے، لیکن اپنے مضمون کے اعتبار سے اور اجر و ثواب کے اعتبار سے بہت عظیم الشان ہے، اور یہ ایسی آسان سورت ہے کہ مسلمانوں کے بچے بچے کو یاد ہوتی ہے، نوجوان اور بوڑھوں کو بھی یہ سورت یاد ہوتی ہے، شاید ہی کسی مسلمان کی کوئی نماز اس سورت سے خالی ہوتی ہو، کیونکہ یہ بہت چھوٹی اور آسان ترین سورت ہے، ہر شخص آسانی سے اس کو نماز میں پڑھ لیتا ہے لیکن اس کی فضیلت اور اس کی عظمت اور اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے جی چاہا کہ اس سورت کی بھی کچھ اہمیت اور فضیلت بیان کردی جائے، تاکہ ہمارے دلوں میں اس کی قدر پیدا ہو اور اس سورۃ کو بھی ہم اپنے معمولات میں شامل کرلیں۔ کیونکہ آسان عمل کی پابندی کرنا آسان ہوتا ہے، اس پر مداومت کرنا بھی آسان ہوتا ہے، پھر جبکہ اس کے فضائل بھی بہت زیادہ ہوں تو اس کو عمل میں لانے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

یہاں جمع ہونے کا مقصد

ہمارے یہاں جمع ہونے کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ ہر مرتبہ دین کی کوئی نہ کوئی بات سنیں اور سنائیں اور پھر اس پر عمل کریں، اس طرح ہم لوگ انشاء اللہ ''قطرہ قطرہ دریا شود'' کا مصداق بن جائیں گے۔ اس لئے کہ انسان ایک دم سے سارے دین کے اعمال پر عمل نہیں کرسکتا، البتہ سارے دین پر عمل کرنے کا راستہ یہ ہے کہ دین کی ایک ایک بات کو سنتا جائے اور اس کو اپنے عمل میں لاتا

جائے، اگر ہم ہفتہ میں ایک بار منگل کو یہاں جمع ہو کر دین کی کوئی بات سنیں اور اس کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں اور اس کی پابندی کریں تو چند سالوں کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ اندازہ ہو جائے گا کہ دین کی بہت ساری باتیں ہمارے معمولات کے اندر داخل ہو گئی ہیں۔

ایک ایک گناہ چھوڑتے جائیں

اسی طرح اس مجلس میں بعض اوقات بعض گناہوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، کیونکہ گناہوں سے بچنے کا حکم ہے، اب اگر ہر مرتبہ جب کسی گناہ کا ذکر ہو اور ہم اس گناہ سے بچتے رہیں اور بچنے کی عادت بنالیں تو کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوگا کہ اللہ کے فضل سے ہمیں بہت سے گناہوں سے بچنے کی توفیق ہو گئی اور بہت سے گناہوں سے بچنا نصیب ہو گیا۔ مؤمن کی زندگی کا یہی مقصود ہے اور اس کے ایمان کا اس سے یہی مطالبہ ہے کہ جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے چاہے، وہ فرض ہوں، یا واجب ہوں، یا سنت ہوں، یا مستحب ہوں، مؤمن بندوں اور بندیوں کو چاہیے کہ وہ اس پر عمل شروع کر دیں اور اس کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں اور جتنے بھی حرام اور ناجائز کام ہیں اور جتنے بھی صغیرہ اور کبیرہ گناہ ہیں اور جو خلاف شرع کام ہیں، جن سے بچنے کا حکم ہے، ان کو سنتے جائیں اور ان سے بچتے جائیں، اس طرح انشاء اللہ ہماری اصلاح ہو جائے گی اور ہمارا ظاہر بھی درست ہو جائے گا اور باطن بھی درست ہو جائے گا اور دین ہماری زندگی کے اندر

آ جائے گا،

محض معلومات ذریعہ نجات نہیں

اس بات کو اپنے دل پر نقش کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نیک عمل پر بخشش ہوگی اور اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور اسی کے ذریعہ جنت نصیب ہوگی اور دوزخ سے بچنا نصیب ہوگا، کیونکہ محض نیک باتوں کا جاننا کافی نہیں کہ ہمیں دین کی بہت سی باتیں معلوم ہیں، چنانچہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے پاس بیٹھو تو گھنٹوں دین کی باتیں سناتے رہیں گے، لیکن اگر ان کی عملی زندگی میں جھانک کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ سب باتیں صرف زبان پر ہیں، عمل میں کچھ نہیں ہے، ایسی معلومات سے کیا فائدہ؟ ارے یہ علم تو عمل کے لئے ہے، جب عمل نہیں تو علم بھی بیکار ہے۔ لہٰذا اس بات کو ہم اپنے دل پر نقش کرلیں کی اللہ تعالیٰ کے یہاں نیک معمولات پر بخشش ہوگی، محض معلومات پر بخشش نہیں ہوگی۔

معمولات اور معلومات دو لفظ ہیں، دونوں کے حروف برابر ہیں، لیکن دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، نری معلومات ذریعہ نجات نہیں، ہم سے زیادہ بعض کافروں کو ہمارے دین کے بارے میں معلومات ہیں، لیکن کافر پھر کافر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نیک معمولات پر مغفرت اور بخشش ہوگی، اسی کی بنیاد پر درجات ملیں گے، اسی پر ثواب ملے گا، چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اگر

ہوگی تو وہ جنت کی طرف لے جائے گی اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی اگر بچیں گے تو وہ دوزخ سے دور کرے گا۔

پہلے دور اور موجودہ دور میں فرق

پہلے زمانے میں اور ہمارے زمانے میں بڑا فرق یہی ہے کہ پہلے زمانے میں علم کم تھا اور عمل زیادہ تھا، عام لوگ بھی متقی، پرہیزگار ہوتے تھے، اس لئے ان کے بڑے اور بزرگ بڑے متقی اور پرہیزگار ہوتے تھے، جبکہ آج عوام بیچارے کس شمار میں ہیں، ان میں دین کا اور تقوی وطہارت کا فقدان ہے، اس لئے ان کے خواص بھی ایسے ہی ہیں، بلکہ پہلے زمانے کے عوام کے برابر بھی ان کے اندر تقوی وطہارت نہیں، پہلے زمانے میں اللہ والوں کے پاس بیٹھنا بہت زیادہ پایا جاتا تھا، ان سے سچی محبت بہت زیادہ تھی، اس لئے ان کا تھوڑا عمل بھی ذریعہ نجات بن جاتا تھا۔

علم زیادہ عمل کم

اب آج کے دور میں باتیں تو بہت زیادہ ہیں اور علم بہت ہے، بلکہ علم بہت تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے، لیکن عمل کم سے کم ہوتا جا رہا ہے، اور جب عمل نہیں ہوگا تو بخشش کہاں ہوگی؟ نجات اور مغفرت کیسے ہوگی؟ نجات کا دار و مدار تو اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا عمل کرنے سے حاصل ہوگی اور وہ بخشش اور نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اس لئے ہمیں اپنے اسلاف اور اپنے اکابر کے طریقے اور

ان کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے۔

سورۂ اخلاص ایک تہائی قرآن کریم کے برابر

بہر حال! سورۂ اخلاص اگرچہ چھوٹی سورت ہے اور اس کا پڑھنا بہت آسان ہے، لیکن یہ سورت بڑی عظیم الشان ہے، چنانچہ ایک روایت حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو بار بار سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس شخص کو بہت تعجب ہوا کہ یہ کیوں بار بار سورۂ اخلاص پڑھ رہا ہے اور سننے والے نے اس کے اس عمل کو معمولی سمجھا کہ بار بار سورۂ اخلاص پڑھنا کون سا عظیم الشان کام ہے، پھر جب اس کے عمل کی اطلاع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کے بار بار سورۂ اخلاص پڑھنے کو معمولی مت سمجھو، اس لئے کہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن شریف کے برابر ہے، یعنی سورۂ اخلاص پڑھنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص ایک تہائی قرآن شریف پڑھے، تو یہ معمولی عمل نہیں ہے۔ تہائی قرآن شریف کا مطلب ہے دس پارے تلاوت کرنا، اب دس پارے تلاوت کرنا کوئی معمولی بات ہے؟ ہماری کمزوری کا یہ حال ہے کہ ہم سے ایک پارے کی تلاوت بھی نہیں ہوتی، چہ جائیکہ ہم دس پارے پڑھیں، اور سورۂ اخلاص کو ایک مرتبہ پڑھنا، دس پارے پڑھنے کے برابر ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بار بار سورۂ اخلاص پڑھنے کو معمولی مت سمجھو اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا پورے قرآن کریم پڑھنے کے

برابر ہے، لہٰذا یہ شخص غیر معمولی کام کر رہا ہے۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ایک عجیب انداز سے سوال کیا کہ بتاؤ! کیا تم لوگ روزانہ رات کو سوتے وقت ایک تہائی قرآن شریف پڑھ سکتے ہو؟ صحابہ کرام نے فرمایا کہ روزانہ رات کو ایک تہائی قرآن شریف یعنی دس پارے تلاوت کرنا بڑا مشکل کام ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا ایک تہائی قرآن شریف پڑھنے کے برابر ہے۔ پہلے صحابہ کرام کو ایک تہائی قرآن شریف پڑھنا بہت مشکل معلوم ہو رہا تھا، اب اتنا آسان معلوم ہوا کہ تین مرتبہ کیا بلکہ تیس مرتبہ پڑھنا بھی مشکل نہیں، اور پڑھنے والے تین تین سو مرتبہ سورۂ اخلاص روزانہ پڑھ لیتے ہیں۔

ایک اور مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کی اہمیت بتانے کے لئے اس طرح ارشاد فرمایا کہ جتنے بھی ساتھی یعنی صحابہ کرام جمع ہو سکتے ہیں، جمع ہو جائیں، میں ان کے سامنے ایک تہائی قرآن شریف تلاوت کروں گا، چنانچہ بہت سے صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سننے کے لئے جمع ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے اور ایک مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کی اور واپس گھر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شاید آپ اس لئے واپس گھر تشریف لے گئے ہیں کہ آپ پر وحی اترنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام آنے والا ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام مسجد نبوی میں اس خیال سے بیٹھے رہے کہ ابھی ایک تہائی قرآن شریف پڑھنا باقی ہے، تھوڑی دیر بعد آپ واپس مسجد میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ میں نے تمہارے سامنے ایک تہائی قرآن شریف کی تلاوت کر دی تھی، اس لئے کہ سورۂ اخلاص ایک تہائی قرآن شریف کے برابر ہے۔

بارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کا معمول

اس لئے متعدد حدیثوں میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے سے پورے قرآن شریف کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اس کو چار مرتبہ مکمل قرآن شریف پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اب دیکھئے! آدمی روزانہ ایک قرآن شریف بھی ختم نہیں کر سکتا، آج کل تو ایک پارہ پڑھنا بھی مشکل ہوتا ہے، جو بیچارے حافظ ہیں، وہ بھی کسی دن ایک پارہ پڑھتے ہیں اور کسی دن نہیں پڑھتے، اللہ بچائے، پابندی سے تلاوت کرنے کا تو ماحول ہی ختم ہو گیا۔ لیکن تین مرتبہ سورۂ اخلاص تو ہر شخص روزانہ پڑھ سکتا ہے اور بارہ مرتبہ پڑھنا بھی مشکل نہیں، اس لئے آپ سب حضرات یہ معمول بنالیں کہ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر روزانہ بارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لیا کریں، اس طرح روزانہ چار مرتبہ قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب آپ کو حاصل ہو جائے گا، پھر یہ ثواب آپ اپنے والدین کو اور اپنے اہل وعیال کو بخش دیا کریں، اس میں آپ کا بھی فائدہ

ہے اور مرحومین کا بھی فائدہ ہے، آپ کو بھی چار مرتبہ قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب ملے گا اور ان کو بھی چار مرتبہ قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

قرآن کریم کا ثواب تقسیم کر دیں

اگر آپ چاہیں تو وہ چار قرآن شریف تقسیم بھی کر سکتے ہیں، مثلاً یہ دعا کر لیں کہ یا اللہ! ان چار قرآن شریف میں سے ایک قرآن شریف کا ثواب میرے والد صاحب کو اور ایک قرآن شریف کا ثواب میری والدہ صاحبہ کو اور ایک قرآن شریف کا ثواب میرے اہل وعیال کو اور ایک میرے شیخ کو پہنچا دیں۔ اس طرح تقسیم بھی کر سکتے ہیں۔

ایک صحابی کا ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا

ایک روایت میں ہے کہ مسجد قبا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک انصاری صحابی امام تھے، ان کی عجیب شان تھی کہ جب نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی دوسری سورۃ پڑھتے تو پہلے سورۂ اخلاص پڑھتے، اس کے بعد دوسری سورۃ پڑھتے، ان کے مقتدیوں نے ان سے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ ہر رکعت کا آغاز دوسری سورۃ سے کرتے ہیں اور صرف اس پر اکتفا بھی نہیں کرتے بلکہ اس کے بعد سورۂ اخلاص بھی ملا دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ صاف بات یہ ہے کہ اگر تم کو میرے پیچھے نمازیں پڑھنی ہیں تو میں اس طریقہ کو نہیں چھوڑوں گا، ورنہ کسی اور کو امام بنا لو۔ اب وہ مقتدی ان کے علاوہ کسی اور کو

امام بنانا نہیں چاہتے تھے، اس لئے کہ وہ لوگ ان کو امامت کے لئے سب سے اچھا سمجھتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ امام حاضرین میں سے علم و فضل اور تقوی و طہارت کے اعتبار سے سب سے اچھا آدمی ہونا چاہئے۔

سورۂ اخلاص نے اللہ کا محبوب بنا دیا

یہ اطلاع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی، مقتدیوں نے جا کر کہہ دیا کہ حضور! ہم ان کے علاوہ کسی اور کو امام بنانا نہیں چاہتے، لیکن وہ سورۂ اخلاص کے ایسے عاشق ہیں کہ وہ تمام نمازوں میں سورۂ قل ھو اللّٰہ پڑھتے ہیں۔ آپ نے ان مقتدیوں سے فرمایا کہ امام صاحب سے وجہ پوچھو کہ وہ ہر رکعت میں سورۂ قل ھو اللہ کیوں پڑھتے ہیں؟ چنانچہ مقتدیوں نے ان سے وجہ پوچھی تو امام صاحب نے فرمایا کہ مجھے سورۂ قل ھو اللّٰہ سے محبت ہے، یہ سورۃ مجھے بہت پسند ہے، اس وجہ سے میں ہر رکعت میں اس سورۃ کو پڑھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے اس سورۃ سے محبت کرنے کی وجہ سے اس سورۃ نے ان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیا ہے۔ یعنی ان کو سورۂ اخلاص سے محبت ہے، اور اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت ہے۔

نمازوں میں ایک سورۃ متعین کرنا

لیکن یہ بات یاد رکھیئے کہ سورۂ اخلاص کی یہ پابندی انہی کے ساتھ خاص ہے، ورنہ مسئلہ یہ ہے کہ فرض نماز ہو یا سنت مؤکدہ ہو، ان میں کسی ایک سورۃ کو

پڑھنے کے لئے متعین نہیں کرنا چاہئے، بلکہ مختلف سورتیں پڑھنا چاہئے، لیکن یہ ان صحابی کی خصوصی شان تھی جس کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر ان کو اس کی اجازت دیدی تھی۔ البتہ نفلوں میں اگر کوئی شخص کوئی متعین سورۃ پڑھا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ میں ایک ہی سورۃ کو متعین نہیں کرنا چاہئے، البتہ اگر کسی شخص کو ایک ہی سورۃ یاد ہو، دوسری سورۃ یاد نہ ہو، تو جب تک اس کو دوسری سورۃ یاد نہ ہو، مجبوری ہے، وہ اسی ایک سورۃ ہی کو ہر رکعت میں پڑھ لیا کرے، لیکن جب دوسری سورتیں یاد ہو جائیں تو پھر سورتیں بدل بدل کر پڑھنا چاہئے۔

جنت واجب ہوگئی

ایسے ہی ایک شخص کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ یہ شخص سورۂ اخلاص کثرت سے پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا "وجبت" واجب ہوگئی، صحابہ کرام نے یہ سن کر سوال کیا کہ حضور! کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت واجب ہوگئی۔ واقعی یہ سورۃ ایسی ہے کہ اس میں خالص توحید کا اور اللہ تعالیٰ کی شان استغناء کا ذکر ہے، اگر کوئی شخص اعتقاد کے ساتھ دل کی گہرائی سے اس سورۃ کو بار بار پڑھے گا، انشاء اللہ وہ شخص جنت کا مستحق ہوگا۔ جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" صدق دل کے ساتھ پڑھنے سے جنت کا مستحق ہو جاتا ہے، اسی طرح سورۂ اخلاص توحیدِ خالص

پر مشتمل ہے، اس کا پڑھنے والا بھی جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔

پچاس سال کے صغیرہ گناہ معاف

ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص ہر روز دو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے صغیرہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ گناہ کبیرہ گنے چنے اور تھوڑے سے ہیں اور صغیرہ گناہ لا تعداد ہیں۔ کبیرہ گناہ توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں اور توبہ کرنا بھی آسان ہے، کوئی مشکل نہیں اور صغیرہ گناہ توبہ سے بھی معاف ہو جاتے ہیں، استغفار سے بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے علاوہ بہت سے نیک کاموں کے ذریعہ بھی معاف ہوتے رہتے ہیں، ان نیک کاموں میں ایک کام سورۂ اخلاص کا پڑھنا بھی ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص دو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لے تو پچاس سال کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تین کام کرنے پر انعام

پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کی ایک اور فضیلت ایک روایت میں آئی ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں تین کام کرے تو اس کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے اندر چلا جائے اور جنت کی جس حور سے چاہے نکاح کر لے۔ یہ دو اختیار اس کو ملیں گے جو اس کے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا، اس لئے کہ جتنے جنتی ہوں گے، ہر ایک کے لئے ایک مخصوص دروازہ مقرر ہوگا جس سے

وہ جنت میں جائے گا، ہر شخص اپنی مرضی سے ہر دروازے سے جنت میں نہیں جاسکے گا۔ البتہ بعض خاص اعمال ایسے ہیں کہ ان اعمال کے کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کے ہر دروازے سے جنت میں جانے کی اجازت ہوگی، بلکہ بعض لوگوں کو جنت کا ہر دروازہ خود اندر آنے کی دعوت دے گا کہ حضرت! آپ یہاں سے اندر تشریف لے جائیں۔ ان اعمال میں سے مندرجہ ذیل تین اعمال بھی ہیں۔

پہلا عمل: قاتل کو معاف کر دینا

پہلا عمل یہ ہے کہ جو شخص اپنے قاتل کو معاف کر دے، یعنی کسی شخص نے دوسرے کو اتنا زخمی کر دیا کہ اس کے بچنے کی امید نہیں تھی، اس شخص نے مرنے سے پہلے اپنے قاتل کو اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کر دیا اور اپنے وارثوں سے کہہ دیا کہ اس سے انتقام مت لینا، میں نے اللہ کے لئے اس کو معاف کر دیا ہے۔ یہ پہلا عمل ہے۔

دوسرا عمل: پوشیدہ قرض ادا کر دینا

دوسرا عمل یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا پوشیدہ قرض ادا کر دے، یعنی ایسا قرض ہے کہ اگر مقروض ادا نہ کرنا چاہے تو قرض خواہ اس سے زبردستی نہیں لے سکتا، اس لئے کہ اس کے پاس قرض دینے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اس قرض پر نہ کوئی گواہ موجود ہے اور نہ تحریر موجود ہے، یہ پوشیدہ قرض ہے، اب یہ قرض مقروض کے

دینے پر موقوف ہے، اگر اللہ کے خوف سے وہ مقروض قرض ادا کردے تب تو وہ قرض ادا ہو جائے گا، ورنہ وہ قرض ضائع ہو جائے گا۔ یہ پوشیدہ قرض ادا کر دینا دوسرا عمل ہے۔

تیسرا عمل: دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا

تیسرا عمل یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد کوئی شخص دس مرتبہ سورۂ قل ھو اللّٰہ پڑھے۔ یہ تیسرا عمل ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین عمل بتا چکے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص یہ تینوں عمل نہ کر سکے بلکہ ایک عمل کر لے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی بھی یہی فضیلت ہے۔ اب ہمارا کام بن گیا، ہم کہاں سے قاتل کو معاف کریں اور کہاں سے پوشیدہ قرض ادا کریں، اس لئے کہ یہ دونوں عمل اپنے اختیار میں نہیں ہیں، لیکن سورۂ قل ھو اللّٰہ پڑھنا سب کے اختیار میں ہے، ہر شخص ہر نماز کے بعد آسانی کے ساتھ دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں دو انعام ملیں گے، ایک یہ کہ جنت کے ہر دروازے سے جنت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوگی اور دوسرا یہ کہ ہر حور سے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ اس لئے اس کا معمول بنانا اچھا ہے۔

ہر شخص کو اس کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللّٰہ پڑھ لیا کرے، اور جب ہر نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھے گا تو دن میں یہ سورۃ

پچاس مرتبہ ہو جائے گی، پچاس مرتبہ پڑھنے کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ پچاس سال کے گناہ صغیرہ معاف فرمادیں گے۔

دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے پر جنت میں محل

سورۂ اخلاص کی یہ فضیلت بڑی معروف و مشہور ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں اور جو شخص بیس مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے دو محل بنا دیتے ہیں اور جو شخص تیس مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے تین محل بنا دیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر تو ہم جنت میں بہت سارے محل بنوالیں گے، اس لئے کہ یہ نہایت آسان عمل ہے، کوئی مشکل نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دینے پر بھی قادر ہیں، تم سورۂ اخلاص پڑھتے پڑھتے اور جنت میں محل بنواتے بنواتے تھک جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ دینے سے نہیں تھکیں گے، کیونکہ ان کی عطا کی شان وہ ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی کہ:

عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (ھود:۱۰۸)

یعنی ان کی شانِ عطا ختم ہونے والی نہیں ہے۔ جس طرح ان کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اسی طرح ان کی عطا بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی،

وہ ہمیشہ سے رزّاق ہیں، ہمیشہ رزّاق رہیں گے، اسی طرح جنت کی نعمتیں وہ ہمیشہ دینے والے ہیں اور ہمیشہ دیتے رہیں گے، بندے اپنے اعمال کر کے تھک سکتے ہیں مگر وہ دیتے دیتے نہیں تھک سکتے، بندوں کے اعمال آخر کار محدود ہیں لیکن ان کی عطا لامحدود ہے، لہٰذا جتنی مرتبہ چاہو، پڑھ لو، وہ اس بھی زیادہ دینے والے ہیں۔

دنیا کا محل اور اس میں رہنے والے کا حال

جب دس مرتبہ پڑھنے سے ایک محل بن جاتا ہے تو اگر روزانہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھیں گے تو ایک دن میں پانچ محل بن جائیں گے۔ بتایئے! کیا دنیا میں کسی شخص کی ایک دن میں پانچ کوٹھیاں بن سکتی ہیں؟ پانچ تو کیا ایک بھی نہیں بن سکتی، بڑی مشکل سے پوری زندگی میں ایک کوٹھی بنتی ہے، اور اگر ایک کوٹھی بن جائے تو اس میں رہنے والے سے پوچھو کہ تم اس کوٹھی کے اندر آرام سے ہو یا تکلیف میں؟ یاد رکھیے! کوٹھی جتنی خوبصورت ہوتی ہے، اکثر اس میں رہنے والا اتنی ہی تکلیف میں ہوتا ہے۔ دنیا کے محلوں کا اور کوٹھیوں کا یہ حال ہے کہ جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس لگے ہوئے تھے، ان کی قبروں پر آج جھاڑ جھنکار اُگا ہوا ہے اور ان کا کوئی نام ونشان نہیں ہے، قبر کے اندر معلوم نہیں، ان کا کیا حال ہوگا۔ ہندوستان میں جا کر دیکھ لو بادشاہوں کے محلوں کے کھنڈرات موجود ہیں، لیکن رہنے والوں کا نام ونشان نہیں۔

جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جھاڑ ہیں ان کی قبر پر اور نشاں کچھ بھی نہیں

اسبابِ راحت موجود، راحت مفقود

بہرحال! یہ تو مرنے کے بعد کا حال ہے، زندگی میں کسی مالدار سے جا کر پوچھ لو کہ تم اپنے گھر میں آرام سے ہو یا تکلیف میں ہو؟ اکثر ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ ان کے پاس راحت کے سارے اسباب موجود ہوتے ہیں، لیکن راحت نہیں ہوتی، وجہ یہ ہے کہ ''راحت'' تو دین پر چلنے سے ملتی ہے، اللہ کی یاد میں سکون ملتا ہے، دنیا کے اسباب میں سکون نہیں ہے، لہٰذا اگر اللہ کے دین پر عمل نہیں ہے اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں ہے اور شریعت پر عمل نہیں ہے تو پھر چاہے دنیا کی ساری نعمتیں اور راحتیں اس کے پاس موجود ہوں اور دولت سے اس کا گھر بھرا ہوا ہو، بینک بیلنس اس کے پاس اتنا ہو کہ اس کے بیٹے بھی کھائیں اور پوتے بھی کھائیں تو بھی ختم نہ ہو، تب بھی وہ شخص انتہائی بے چینی اور بے سکونی کے عالم میں ہوگا، اس لئے کہ اسبابِ دنیا راحت بخش نہیں ہوتے بلکہ تکلیف بخش ہوتے ہیں، انسان کے پاس جتنی دولت آتی ہے، یہ انسان کے پاس تکلیف اور مصیبت لے کر آتی ہے۔

دنیا کی حقیقت

دنیا کے بارے میں ایک عربی مضمون بڑا عجیب ہے، وہ یہ ہے:

اِذَا اَدْبَرَتْ صَارَتْ عَلَى الْمَرْءِ حَسْرَةً
وَ اِذَا اَقْبَلَتْ كَانَتْ كَثِيْراً هُمُوْمُهَا

یعنی جب انسان کے پاس دنیا آتی ہے تو غم، فکر، پریشانیاں اور تکلیفیں لے کر آتی ہے اور جب دنیا جاتی ہے تو حسرت چھوڑ کر جاتی ہے۔ لہٰذا جس شخص کے پاس پیسہ آرہا ہے، وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ پیسہ راحت و آرام لیکر آرہا ہے بلکہ جتنا پیسہ زیادہ آرہا ہے اور جتنی دولت زیادہ بڑھ رہی ہے، اسی تناسب سے اس کی تکلیفوں میں اضافہ ہورہا ہے، اس کی فکروں میں اور اس کے غم میں اور اس کی پریشانیوں میں اضافہ ہورہا ہے اور اس کا سکون کم ہوتا جارہا ہے اور اس کے راحت و آرام میں کمی آرہی ہے اور اگر دولت آکر واپس چلی جائے تو پھر غم ہی غم، حسرت ہی حسرت، افسوس ہی افسوس، لہٰذا یہ دنیا آئے تو مصیبت اور جائے تو مصیبت۔

''دین'' راحت بخش ہے

بہر حال! یہ ''دنیا'' بذات خود راحت بخش نہیں ہے بلکہ ایذاء بخش ہے اور تکلیف بخش ہے، البتہ ''دین'' راحت بخش ہے۔ اصل راحت بخش چیز اللہ کی یاد ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور گناہوں سے اجتناب ہے، ان چیزوں سے انسان کو راحت ملتی ہے، انسان کو جتنا دین پر عمل کرنا نصیب ہوگا، اتنی ہی اس کو راحت نصیب ہوگی اور اتنا ہی اس کو سکون ملے گا، چاہے وہ جھونپڑے میں رہتا ہو، جھونپڑے میں رہنے والا شخص اگر اللہ کا نیک بندہ ہے اور دین پر چلنے والا ہے تو وہ

ان بادشاہوں سے اور ان امیروں اور وزیروں سے جو محلات میں زندگی گزار رہے ہیں، لاکھوں گنا راحت وسکون میں ہوگا، اس لئے کہ سکون اور راحت کی چیز اس کے پاس موجود ہے، وہ ہے "دین اور شریعت پر عمل" یہ سکون کی گولی ہے، جو شخص اس کو کھائے گا، وہ چاہے جہاں کہیں ہو، سکون کی نیند سو جائے گا اور جس شخص کے پاس یہ گولی نہیں ہوگی، وہ دماغ کی خشکی کی وجہ سے ساری رات جاگتا رہے گا، چاہے وہ اپنے محل میں ائیر کنڈیشن والے کمرے میں نرم بستر پر لیٹا ہوا ہو۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا واقعہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جو سلطنت "بلخ" کے بادشاہ تھے، بادشاہت کے زمانے میں ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت تھی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کے طالب تھے کہ کسی طرح مجھے اللہ تعالیٰ کا صحیح تعلق نصیب ہو جائے، ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ میں کسی طرح اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کروں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا عجیب وغریب انتظام فرمایا، ایک مرتبہ رات کے وقت وہ محل میں سو رہے تھے، اچانک آنکھ کھلی تو محسوس ہوا کہ محل کی چھت پر کوئی دوڑ رہا ہے، انہوں نے اپنے خادم کو بھیجا کہ جاؤ دیکھو چھت پر کون دوڑ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے؟ جب خادم اوپر گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی کسی کو تلاش کر رہا ہے اور ڈھونڈ رہا ہے، خادم نے اس سے کہا کہ بادشاہ سلامت تمہیں بلا رہے ہیں، تم نیچے چلو،

چنانچہ خادم اس کو پکڑ لایا اور بادشاہ کے سامنے کھڑا کردیا، بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور محل کی چھت پر کیا کر رہے ہو؟ تمہاری وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اس نے جواب دیا کہ حضور! میرا اونٹ جنگل میں گم ہوگیا ہے، اس کو تلاش کر رہا ہوں، بادشاہ نے کہا کہ تمہارا اونٹ جنگل میں گم ہوا ہے، یہاں محل کی چھت پر کہاں ملے گا؟ جنگل میں جاکر تلاش کرو، یہاں محل کی چھت پر اونٹ تلاش کرنا بیوقوفی ہے، اس نے کہا کہ حضور! گستاخی معاف، اگر یہاں محل کی چھت پر اونٹ تلاش کرنا بیوقوفی ہے تو اس محل میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا بھی بیوقوفی ہے، بس اتنی بات کہہ کر وہ شخص غائب ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کی تلاش میں جنگل چلے گئے

اس شخص کی یہ بات حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے دل میں اتر گئی، وہ پہلے ہی سے تلاش میں تھے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا تعلق نصیب ہوجائے، اس واقعے کو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کا ذریعہ بنادیا، انہوں نے سوچا کہ واقعی جس طرح اس محل میں اونٹ کو تلاش کرنا بیوقوفی ہے، اسی طرح اس محل میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی کوشش بھی ناسمجھی ہے، اس کے لئے قربانی دینی پڑے گی، چنانچہ انہوں نے بلخ کی بادشاہت کو خیرآباد کہا اور جنگل کی طرف نکل گئے اور ایک عرصہ دراز تک جنگل میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے، اور اللہ تعالیٰ کے تعلق سے مالا مال ہوئے۔

مغلوب الحال کا عمل قابل تقلید نہیں

لیکن یہ صورت جو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو پیش آئی، یہ ان کا غلبہء حال تھا، لہٰذا اس معاملے میں دوسروں کو ان کی تقلید کرنی درست نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں چلا جائے، وہ مغلوب الحال تھے اور مغلوب الحال کا عمل دوسرے کے لئے قابلِ تقلید نہیں ہوتا۔ اب حضرت ابراہیم بن ادھمؒ جنگل میں فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، ایک جھونپڑے میں ان کا قیام تھا اور عامیانہ لباس پہنتے تھے، ایک دن وہ اپنے جھونپڑے کے باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ بلخ کا وزیر وہاں سے گزرا، اس نے جب حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو اس فقیرانہ حالت میں دیکھا تو اس کو آپ کا وہ شاہی زمانہ یاد آ گیا جس میں آپ شاہی لباس پہن کر تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوا کرتے تھے اور سواری کے لئے ایک سے ایک اعلیٰ گھوڑے اصطبل میں تیار رہتے تھے اور بلخ کی سلطنت کے مالک تھے، لیکن آج کس بے سروسامانی کی حالت میں ہیں، کپڑے بھی پھٹے ہوئے ہیں، رہنے کی جگہ بھی معمولی سی ہے، بس ایک گھانس پھونس سے بنا ہوا جھونپڑا ہے۔ وہ وزیر آپ کی اس حالت کو دیکھ کر گھوڑے سے اترا اور سلام عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور! مجھے آپ کو دیکھ کر آپ کا وہ شاہی زمانہ یاد آ گیا جب آپ کے پاس اعلیٰ نسل کے عمدہ گھوڑے ہوا کرتے تھے، آج میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی گھوڑا نہیں ہے، جس کا مجھے افسوس ہو رہا ہے۔

اعلیٰ نسل کے چار گھوڑے

آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اب بھی اعلیٰ نسل کے چار گھوڑے ہیں اور ایسے گھوڑے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی مجھے نصیب نہیں ہوئے تھے۔ وزیر نے یہ سن کر دائیں بائیں نظر دوڑائی کہ شاید وہ گھوڑے قریب میں کہیں بندھے ہوئے ہوں۔ دنیا دار کی نظر دنیا کی طرف ہوتی ہے اور آخرت والوں کی نظر آخرت کی طرف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت پر نظر کرنے والا بنا دے۔ آمین۔ لیکن اس وزیر کو کوئی گھوڑا نظر نہ آیا، حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ بیچارہ ظاہری گھوڑوں کو دیکھ رہا ہے، چنانچہ آپ نے اس سے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرے پاس کون سے گھوڑے ہیں، نمبر ایک: جب اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو میں ''شکر'' کے گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہوں اور شکر ادا کرتا رہتا ہوں۔ نمبر دو: اور جب مجھے کوئی تکلیف یا کوئی رنج پیش آتا ہے اور طبیعت کے خلاف کوئی بات پیش آتی ہے تو میں ''صبر'' ے گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہوں۔ نمبر تین: جب مجھے کوئی ضرورت اور حاجت پیش آتی ہے تو میں ''رجوع الی اللہ'' کے گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اس کو تیز دوڑاتا ہوں، یعنی اللہ تعالیٰ سے عرض و معروض کرتا رہتا ہوں۔ نمبر چار: اور جب کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو میں ''رضا'' کے گھوڑے پر سواری کرتا ہوں، یہ چار گھوڑے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کر رکھے ہیں، اس لئے میں ہر وقت

کسی نہ کسی گھوڑے پر سواری کرتا رہتا ہوں۔

آخرت تک پہنچانے والے گھوڑے

وزیر نے یہ باتیں سن کر کہا کہ حضرت! واقعی آپ نے جن گھوڑوں کا نام لیا ہے، دنیا کے سارے گھوڑے مل کر بھی ان میں سے کسی ایک گھوڑے کی برابری نہیں کر سکتے، آپ کے پاس تو اب بھی شاہی گھوڑے ہیں، وہ دنیا کے شاہی گھوڑے تھے اور یہ آخرت کے شاہی گھوڑے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کا شوق یہاں بھی پورا کر دیا ہے، آپ کو ایسے چار معنوی گھوڑے عطا فرمائے ہیں جو دنیا سے سوار کر کے آخرت میں اتارنے والے ہیں۔

بلخ کی بادشاہت کی پیش کش

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قصہ بھی مشہور و معروف ہے کہ ایک مرتبہ ایک اور وزیر آپ کے پاس سے گزرا، آپ جنگل میں بیٹھے ہوئے اپنی گدڑی سی رہے تھے، آپ کی اس غربت اور فقر و فاقہ کی حالت دیکھ کر اس کو بہت افسوس ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ حضرت! آپ کی ایک شان وہ تھی جب آپ بلخ کے بادشاہ تھے، شاہی محل میں رہتے تھے اور خوبصورت آرام دہ گدوں پر خوبصورت چادریں بچھی ہوتی تھیں، کمروں کی دیواروں پر خوبصورت پردے لٹکے ہوتے تھے، اور آج یہ حال ہے کہ آپ جس گدڑی پر سوتے ہیں، وہ بھی پھٹی ہوئی ہے اور آپ اس میں پیوند لگا رہے ہیں، حضور! آپ کے لئے آج بھی بلخ

کی بادشاہت حاضر ہے، آپ تشریف لے چلیں اور اپنے تخت و تاج کو سنبھال لیں، ہم آپ کے خادم بننے کے لئے پہلے کی طرح تیار ہیں۔

دریا کی مچھلیوں پر حکومت

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے ان کی ساری باتیں سنیں اور پھر ان کو ایک کرامت دکھائی، وہ یہ کہ جس سوئی سے آپ گدڑی سی رہے تھے، آپ نے وہ سوئی دریا میں پھینک دی اور پھر مچھلیوں کو حکم دیا کہ میری سوئی واپس لاؤ، جیسے ہی آپ نے حکم دیا تو بے شمار مچھلیوں نے پانی سے اپنا منہ نکالا اور ہر ایک کے منہ میں ایک سونے کی سوئی تھی، ہر مچھلی کی یہ خواہش تھی کہ آپ مجھ سے یہ سوئی لے لیں، لیکن آپ نے ان مچھلیوں سے فرمایا کہ مجھے تو میری وہ سوئی چاہئے جو میں نے پھینکی ہے، یہ سن کر سب مچھلیاں واپس چلی گئیں اور ایک چھوٹی سی مچھلی نے آگے بڑھ کر آپ کو آپ کی سوئی لاکر دیدی، آپ نے ہاتھ بڑھا کر وہ سوئی اس کے منہ سے لے لی۔

دلوں پر حکومت ہے

پھر آپ نے وزیر سے فرمایا کہ پہلے بھی میری سلطنت تھی اور اب بھی میری سلطنت موجود ہے، البتہ دونوں سلطنتوں میں فرق ہے، وہ یہ کہ پہلے صرف جسموں پر سلطنت تھی، دلوں پر نہیں تھی، اب دلوں پر حکومت ہے، پہلے ڈنڈوں کے زور پر حکومت تھی، دل کے ساتھ نہیں تھی، اب دل کے ساتھ حکومت ہے، اب

اللہ تعالیٰ نے ان بے زبان جانوروں پر اور سمندر کی مچھلیوں پر حکومت عطا فرمائی ہے جو دل و جان سے مجھ پر فدا اور قربان ہیں، اب تم بتاؤ کہ یہ سلطنت بہتر ہے یا وہ سلطنت بہتر تھی؟ وہ سلطنت تو ایسی تھی کہ سامنے تو لوگ ہاتھ جوڑے کھڑے ہوتے ہیں اور پیچھے سے جوتا دکھاتے ہیں، سامنے آکر گردن جھکاتے ہیں اور پیچھے گالی بکتے ہیں۔ بہر حال! آپ نے یہ کرامت دکھائی۔

اصلی راحت دین پر چلنے میں ہے

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو نیشاپور کے جنگل میں وہ راحت حاصل تھی جو ان کو بلخ کی بادشاہت میں حاصل نہیں تھی۔ لہٰذا اصلی راحت دین پر چلنے میں ہے، گناہوں سے بچنے میں ہے، شریعت پر عمل کرنے میں ہے، شریعت اور دین کو چھوڑ کر دنیا کمانے میں دنیا کھانے میں، دنیا پہننے میں دنیا استعمال کرنے میں اور دنیا حاصل کرنے میں سوائے تکلیف کے اور کچھ بھی نہیں۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ جو باتیں سنیں، اس کا معمول بناتے جائیں، جو عمل کرنے کا ہو، اس پر عمل شروع کر دیں اور جو عمل بچنے کا ہو، اس سے بچنا شروع کر دیں، جتنا دین ہمارے اندر آتا جائے گا، راحت حاصل ہوتی جائے گی، سکون بھی حاصل ہوگا، عزت بھی حاصل ہوگی، آسانیاں اور سہولتیں بھی حاصل ہوتی چلی جائیں گی، انہیں اعمال میں سے ایک عمل سورۂ

اخلاص کو پڑھنا ہے، اگر ہم ہر نماز کے بعد بیس مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالیں یا دس مرتبہ ہر نماز سے پہلے اور دس مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کریں تو روزانہ آسانی سے سو کی تعداد پوری ہو جائے گی، اس طرح سے ہمارے دوسرے کاموں میں بھی خلل واقع نہیں ہوگا اور آسانی سے سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثوابِ عظیم بھی حاصل ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سورۂ اخلاص کے فضائل

بسم اللّٰہ الرّ حمٰن الرّ حیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصّلاۃ

و السّلام علیٰ رسولہ الکریم محمّد و اٰلہ و اصحابہ

اجمعین۔اما بعد !

سورۂ اخلاص قرآن کریم کی چھوٹی سی سورۃ ہے جس کو یاد کرنا اور پڑھنا بیحد آسان ہے، تقریباً ہر مسلمان مرد وعورت کو یہ سورۃ یاد ہوتی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بڑے فضائل، فوائد اور ثواب بیان فرمایا ہے، اس سلسلہ میں یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ایک انتخاب پیشِ خدمت ہے، اس کا مطالعہ کیجئے اور اس مبارک سورۃ سے فائدہ اٹھایئے!

تہائی قرآن کریم کا ثواب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ وہ رات کو تہائی قرآن کریم پڑھے؟ (پھر فرمایا) جو شخص اللّٰہ الواحد الصمد (یعنی سورۂ اخلاص) پڑھے تو بلاشبہ اس نے تہائی قرآن کریم۔

(ترمذی)

جنت کی خوش خبری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری (صحابی) جوان (انصاری صحابہ کرام) کی مسجد میں امامت کرتے تھے، وہ جب بھی کوئی سورۃ ان کے لئے نماز میں (سورۂ فاتحہ کے بعد) شروع کرتے تھے تو اس کے شروع میں قل ھو اللّٰہ احد پڑھتے تھے پھر اس سے فارغ ہو کر دوسری سورۃ پڑھتے اور ہر رکعت میں یہی کرتے تھے، ان کے ساتھیوں نے (اس سلسلہ میں) ان سے بات کی کہ آپ اسی سورۂ (اخلاص) سے (ہر رکعت کا) آغاز کرتے ہیں، پھر آپ اس سورۃ پر اکتفا بھی نہیں کرتے بلکہ دوسری سورۃ بھی ساتھ پڑھتے ہیں، یا تو صرف اسی سورۃ کو پڑھا کریں یا اسکو چھوڑ دیں (کوئی) دوسری سورۃ پڑھیں (بہر حال سورۂ فاتحہ کے بعد صرف ایک سورۃ پڑھیں) تو انہوں نے (جواباً) کہا کہ میں اس (طریقے) کو تو چھوڑوں گا نہیں، اگر تم چاہو تو میں اسی طرح تمہاری امامت کروں گا اور اگر تم کو یہ طریقہ ناپسند ہو تو میں تمہاری امامت چھوڑ دوں گا، اور وہ (انصاری صحابہ کرام) ان (امام صاحب) کو اپنے لوگوں میں سے سب سے بہتر سمجھتے تھے (چنانچہ) انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ ان کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کرے، پھر جب ان (انصاری صحابہ کرام) کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو ساری بات بتلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان صاحب سے) فرمایا: اے فلاں! آپ

کے ساتھی آپ کو جو بات کہتے ہیں، اس کے کرنے میں آپ کو کیا رکاوٹ ہے (اور کیا چیز اس پر عمل کرنے سے روکتی ہے) اور آپ کو سورۂ (اخلاص) کو ہر رکعت میں لازم کرنے پر کیا چیز ابھارتی ہے؟ انہوں (یعنی امام صاحب) نے عرض کیا کہ میں اس (سورۃ) سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: تیرا اس (سورۂ اخلاص) سے محبت کرنا تجھے جنت میں داخل کردے گا۔ (بخاری)

جنت کا واجب ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کی طرف متوجہ ہوا، آپ نے ایک آدمی کو (سورۂ) قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: جنت۔ (ترمذی)

ایسے شخص (صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گیا، آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو (سورۂ) قل یا ایھا الکفرون پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا: یہ (شخص) شرک سے بری ہے، راوی فرماتے ہیں کہ اس وقت ایک دوسرا شخص قل ھو اللہ احد پڑھ رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (سورۂ اخلاص) کی وجہ سے اس شخص کے لئے

جنت واجب ہوگئی۔ (مسند احمد)

پچاس سال کے گناہوں کی بخشش

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر روز دو سو مرتبہ **قل ھو اللّٰہ احد** (یعنی سورۂ اخلاص) پڑھے تو اس کے پچاس سالوں کے گناہ مٹا دیے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (ترمذی)

(ف) یعنی اس عمل سے قرض معاف نہ ہوگا، وہ صاحب حق کو ادا کرنے یا اس کے معاف کرنے سے معاف ہوگا۔

جنت میں داہنی طرف سے داخلہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے اور وہ اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جائے پھر سو مرتبہ **قل ھو اللہ احد** (سورۂ اخلاص) پڑھے، تو جب قیامت کا دن ہوگا، رب تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنی دائیں جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔ (ترمذی)

جہنم سے برأت

حضرت ابن الدیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو نجاشی کے بھانجے ہیں اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رہے ہیں) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے، خواہ نماز میں یا نماز کے باہر، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے آگ (یعنی جہنم) سے برأت لکھ دیتے ہیں۔

جنت میں محلات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے اور جو شخص بیس مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے دو محل بنائے جاتے ہیں اور جو شخص تیس مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے تین (محل) بنائے جاتے ہیں۔ (رواه الطبرانی فی سنده ضعف)

بچھو کے زہر کا تریاق

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے ڈس لیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ بچھو پر لعنت کرے، یہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نمازی کو، پھر آپ نے نمک اور پانی منگوایا اور اس (جگہ) پر ملنے لگے اور قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنے لگے۔ (رواه الخلال بسند حسن)

ڈیڑھ ہزار نیکیاں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دن میں دو سو مرتبہ قل ھو اللّٰہ احد پڑھ لے تو اس کے لئے ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں بشرطیکہ اس پر دَین (قرض) نہ ہو۔

(رواہ مسند أبی یعلی بسند ضعیف)

(ف) اس لئے قرض اور دیگر حقوق العباد کی ادائیگی کا بہت خیال رکھنا چاہئے اور ان کی پامالی سے بچنا چاہئے۔

پچاس سال کے گناہوں کی مغفرت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قل ھو اللّٰہ احد پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیتے ہیں۔ (دارمی)

مرتے ہی جنت میں داخل ہونا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ایة الکرسی پڑھے، اس کے جنت میں داخل ہونے کے لئے سوائے موت کے کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوگی، اور ایک روایت میں (ایة الکرسی کے ساتھ) قل ھو اللّٰہ احد (کا بھی ذکر) ہے (یعنی مذکورہ فضیلت ایة الکرسی اور قل ھو اللّٰہ احد دونوں کے

پڑھنے میں ہے۔ (مجمع الزوائد)

جنت میں ہر دروازے سے داخلہ اور حورِعین سے نکاح

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ایمان کے ساتھ ان کو انجام دیگا، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور جس حور عین سے چاہے گا اس کا نکاح کیا جائے گا۔

(وہ تین کام یہ ہیں)

(۱) جو شخص اپنے قاتل کو معاف کردے۔

(۲) اور خفیہ قرض ادا کردے۔

(۳) اور ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ احد (سورۃ) پڑھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا (اگر کوئی) ان میں سے ایک (کام کرے تو کیا اس کی) بھی (یہی فضیلت ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) ان میں سے کسی ایک پر (عمل کرنے کی) بھی (یہی فضیلت ہوگی)۔ (رواہ مسند أبی یعلی بسند ضعیف)

فراخی اور کشادگی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم نے فرمایا: قل ھو اللّٰہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور آپ ان کو فجر کی دو رکعتوں (یعنی سنتوں) میں پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دو رکعتوں میں زمانے کی فراخی ہے۔ (رواہ الطبرانی فی سندہ ضعف)

ہر چیز سے کفایت

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش والی اور سخت تاریک رات میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے نکلے، تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں، تو ہم نے آپ کو پالیا، آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ میں بالکل خاموش رہا، پھر آپ نے فرمایا کہو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: قل ھو اللّٰہ احد اور معوذتین پڑھو (جب تم سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس) صبح کے وقت اور شام کے وقت تین (تین) مرتبہ (پڑھو گے تو یہ) ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔ (ترمذی)

(ف) یعنی تمہاری ہر ضرورت ان کی برکت سے بآسانی پوری ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

سورۂ اخلاص عظیم دولت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا: اے فلاں! کیا آپ نے شادی کی ہے؟ عرض کیا نہیں (اور کہا) اللہ کی قسم یا رسول اللہ! میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس کے

ذریعے میں شادی کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے پاس قل ھو اللہ احد بھی نہیں؟ عرض کیا: ہاں ہے، فرمایا: (یہ) تہائی قرآن کریم ہے، فرمایا: کیا تیرے پاس اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح نہیں ہے؟ عرض کیا: ہاں ہے، فرمایا: (یہ) چوتھائی قرآن کریم ہے، فرمایا: کیا تیرے پاس قل یا ایھا الکٰفرون نہیں ہے؟ عرض کیا: ہاں ہے، فرمایا یہ چوتھائی قرآن کریم ہے، فرمایا: کیا تیرے پاس اذا زلزلت نہیں ہے؟ عرض کیا: ہاں ہے، فرمایا: یہ چوتھائی قرآن کریم ہے، (بعض روایات میں اس کو نصف قرآن بھی فرمایا ہے) فرمایا: شادی کر، شادی کر۔ (ترمذی)

سورۂ اخلاص کا وتر میں پڑھنا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر (کی نماز) میں (سورۂ فاتحہ کے بعد) سبح اسم ربک الاعلیٰ پہلی رکعت میں اور قل یا ایھا الکفرون (دوسری رکعت میں) اور قل ھو اللہ احد (تیسری رکعت میں) پڑھتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ کہتے تھے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ۔ (مستدرک حاکم)

سب سے عظیم سورت

حضرت اَیْفَعْ بن عبداللہ رحمہ اللہ سے (مرسلاً) روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! قرآن مجید میں کون سی سورۃ سب سے زیادہ عظمت

والی ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: قل هو الله احد، عرض کیا کون سی آیت قرآن مجید میں عظمت والی ہے، فرمایا: آیۃ الکرسی لا الہ الا هو الحی القیوم آپ کون سی آیت اپنے اور اپنی امت کے لئے پسند فرماتے ہیں! آپ نے فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری آیات، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے اس کی رحمت کے بہترین خزانوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ (خاص) اس امت کو عطا فرمائی ہے، یہ دنیا کی ہر بھلائی پر مشتمل ہے۔ (رواہ الخلال)

فجر کی سُنّتوں میں سورۂ اخلاص کا پڑھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر سے پہلے کی دو رکعتوں (یعنی فجر کی سنتوں) میں بیس مرتبہ سے زیادہ قل یا ایها الکفرون اور قل هو الله احد پڑھتے ہوئے سنا۔ (ترمذی)

ہر شر سے حفاظت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سات مرتبہ قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے تو اللہ تعالیٰ عز وجل اس کی وجہ سے اس پڑھنے والے کو دوسرے جمعہ تک ہر شر سے محفوظ فرمائیں۔ (رواہ الخلال بسند ضعیف جداً)

طواف کی دو رکعتوں میں سورۂ اخلاص کا پڑھنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کی دو رکعتوں میں اخلاص کی دو سورتیں یعنی قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھی۔ (رواہ الخلال بسند حسن)

مغرب کی نماز میں سورۂ اخلاص کا پڑھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب (کی نماز) میں قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔ (رواہ الخلال)

اللہ تعالیٰ کا محبت فرمانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ پر ایک شخص کو (امیر بنا کر) بھیجا، وہ اپنے ساتھیوں (کو نماز پڑھاتے ہوئے) اپنی نماز میں قرأت کو قل ھو اللہ احد پر ختم کرتا تھا، جب وہ لوگ واپس لوٹے تو انہوں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا: اس سے پوچھو! وہ کس وجہ سے ایسا کرتا تھا؟ انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: کیونکہ یہ (سورۃ) رحمٰن عزوجل کی صفتِ (خاص پر مشتمل) ہے، اس لئے مجھے اس کا پڑھنا پسند ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اسے خبر دو کہ بیشک اللہ عزوجل اس سے محبت فرماتے ہیں۔ (رواہ الخلال)

بہترین دم

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی (اور) پڑھا: **اعیذک** بالاحد الصمد الذی لم یلد و لم یولد و لم یکن له کفواً احد من شر ما تجد: آپ نے اس کو سات مرتبہ دھرایا پھر جب آپ نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو فرمایا: اے عثمان! ان (کلمات) کے ذریعہ پناہ مانگا کرو (یعنی دم کیا کرو) تم اس سے بہتر کلمات سے پناہ نہیں مانگ سکتے۔ (رواہ الخلال)

فقر و فاقہ کا دور ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت قل ھو اللہ احد پڑھا کرے تو اس کے گھر والوں اور (ان کے) پڑوسیوں سے فقر مٹ جاتا ہے (یعنی دور ہو جاتا ہے)۔ (رواہ ابن کثیر بسند ضعیف)

چار مرتبہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد (یعنی سورۂ اخلاص) پڑھے تو گویا اس نے چار مرتبہ قرآن مجید (مکمل) پڑھ لیا اور اس دن وہ

زمین والوں میں سب سے بہتر ہوگا، بشرطیکہ وہ (اللہ تبارک وتعالیٰ سے) ڈرے (یعنی گناہوں سے بچے)۔ (رواہ الطبرانی بسند ضعیف)

سوتے وقت کا دم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات بستر پر جب تشریف فرما ہوتے تو اپنی ہتھیلیوں کو جمع فرما لیتے پھر ان میں دم فرماتے اور ان میں قل ھو اللّٰہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر ان (ہتھیلیوں) کو اپنے جسم پر پھیرتے جہاں تک ممکن ہوتا، آغاز سر مبارک اور چہرہ مبارک اور جسم کے اگلے حصے سے فرماتے اور ایسا تین مرتبہ فرماتے۔ (بخاری)

فراخیِ رزق کا مجرب عمل

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی غربت اور تنگدستی کی شکایت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جب تم اپنے گھر میں داخل ہونے لگو تو پہلے سلام کرو، خواہ گھر میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو، پھر مجھ پر سلام بھیجو اور ایک دفعہ "قل ھو اللّٰہ احد" پڑھو، چنانچہ اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر روزی کشادہ فرما دی (جس سے اس کا فقر و فاقہ دور ہوگیا) بلکہ (اس کی برکت سے) اس کے پڑوسی اور رشتہ دار بھی فیضیاب ہوئے۔ (القول البدیع بسند ضعیف)

(ف) اس حدیث کے مطابق گھر میں اس طرح داخل ہوں:

۱ گھر میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی شخص موجود ہو تو یہ کہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اگر گھر خالی ہو تو یہ کہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ ط

۲ اس کے بعد یہ کہیں!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

۳ اس کے بعد یہ کہیں!

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

فتنۂ قبر سے حفاظت

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مرض الموت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے، وہ اپنی قبر میں فتنہ میں نہیں ڈالا جائے گا، بلکہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس کو فرشتے اپنے ہاتھوں پر اٹھالیں گے، حتی کہ اس کو پل صراط سے گزار کر جنت تک پہنچادیں گے۔ (رواه الطبرانی بسند ضعیف)

بے مثال سورتیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سکھاؤں کہ ان جیسی نہ تورات میں نازل ہوئیں اور نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ ہی قرآن مجید میں (نازل ہوئیں) میں ہر رات ان کو پڑھتا ہوں (اور وہ یہ ہیں) **قل ھو اللّٰہ احد، قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس**۔ (مجمع الزوائد)

سورۂ اخلاص پڑھنے پر مغفرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو **قل یا ایھا الکفرون** پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا: یہ شخص شرک سے بری ہے اور دوسرے کو **قل ھو اللّٰہ احد** پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اس شخص کی مغفرت کر دی گئی۔ (مسند احمد)

سفر میں فراخی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو وہاں تم اپنے سب رفقاء سے زیادہ خوشحال اور بامراد ہو اور تمہارا سامان زیادہ ہو جائے؟ انہوں

نے عرض کیا یا رسول اللہ! بیشک میں ایسا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (آخر قرآن کی) پانچ سورتیں سورۂ کافرون، سورۂ نصر، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھا کرو اور ہر سورۃ کو بسم اللہ سے شروع کرو اور بسم اللہ ہی پر ختم کرو۔ حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ویسے مالدار تھا (لیکن) جب میں سفر کرتا جن کے ساتھ میرا سفر اللہ تعالیٰ چاہتے تو میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے بالمقابل کم توشہ والا ہوتا تھا، جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم پر عمل کیا اور ان سورتوں کو پڑھتا تو میں ان سب سے اچھی حالت میں ہوتا اور زیادہ مال والا ہوتا۔ یہاں تک کہ میں اپنے سفر سے واپس لوٹتا۔ (مسند ابی یعلی موصلی)

جہنم کا حرام ہونا

حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں: جو شخص قل ھو اللہ احد پڑھے، اس کے گوشت کو آگ پر (یعنی جہنم پر) حرام کر دیا جاتا ہے۔

(رواہ الخلال و فی سندہ ضعف)

گناہوں سے حفاظت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: جو شخص فجر کے بعد قلِ ھو اللّٰہ احد یعنی سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھ لے تو وہ کسی گناہ میں مبتلا نہیں ہوگا، اگرچہ شیاطین اس پر اپنے زور لگائیں۔ (رواہ ابن أبی شیبة بسند ضعیف)

عظیم سعادتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سو مرتبہ (سورۂ) قل ھو اللہ احد ایسی پاکی کے ساتھ پڑھے جیسی پاکی نماز کے لئے ہوتی ہے (یعنی باوضو ہوکر) (جبکہ آغاز سورۂ فاتحہ سے کرے پھر سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھیں گے، دس گناہ معاف فرمائیں گے اور اس دن اس کے دس درجے بلند فرمائیں گے اور اس کے لئے جنت میں سو محل بنائیں گے اور اس دن اس کے عمل کو تمام لوگوں کے عمل کے برابر درجہ ملے گا اور گویا اس نے ۳۳ مرتبہ قرآن شریف پڑھا اور اس کے لئے شرک سے برأت ہوگی۔ اس (سورۂ اخلاص) کی ایک آواز عرش کے اردگرد ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتی ہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ اس (سورۂ اخلاص کے پڑھنے والے) کی طرف نظر فرماتے ہیں اور جس پر اللہ تعالیٰ نظرِ (رحمت) فرماتے ہیں پھر اس کو کبھی عذاب نہیں دیں گے۔ (شعب الایمان)

شفاعت قبول ہونا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان عرفہ کے دن زوال کے بعد میدانِ عرفات میں قبلہ رخ ہوکر سو مرتبہ لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملك و له

الحمد وھو علی کلّ شئی قدیر اور سو مرتبہ (سورۂ اخلاص) یعنی قل ھو اللّٰہ احد پڑھے پھر سو مرتبہ (درود ابراہیمی) اللھم صلّ علیٰ محمد وعلی ال محمد کما صلّیت علیٰ ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید و علینا معھم پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے: اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی کیا جزاء ہے جس نے میری تسبیح و تھلیل، تکبیر و تعظیم، تعریف و ثنا کی اور میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا؟ اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا ہے اور اس نے جس کی شفاعت کی اس کے حق میں شفاعت قبول کرلی اور اگر وہ اہل عرفات کے لئے شفاعت کرتا تو بھی میں قبول کر لیتا۔

(شعب الایمان)

سورۂ اخلاص کی وجہ سے عظیم مرتبہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے، کیا آپ ان پر نماز (جنازہ) پڑھنا پسند کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، تو جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پیر زمین پر مارا جس سے نہ تو کوئی درخت باقی رہا اور نہ کوئی پردہ حائل رہا، درمیان کی ہر چیز پامال ہوکر رہ گئی

اوران کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردیا گیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں، ہر ایک صف میں ستر ہزار فرشتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! انہیں منجانب اللہ یہ عظیم مرتبہ کیسے ملا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا قل ھو اللّٰہ احد سے محبت کرنے اور اس کو آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے، ہر حال میں پڑھنے کی وجہ سے (ان کو یہ مرتبہ ملا)۔ (مسند أبی یعلی موصلی)

سورۂ اخلاص قبرستان میں پڑھنے کا ثواب

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل ھو اللّٰہ احد پڑھے، پھر اس کا ثواب مُردوں کو بخش دے تو مُردوں کی تعداد کے برابر اسے اجر دیا جائے گا۔ (شرح الصدور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قبرستان میں داخل ہو، پھر فاتحة الكتاب (سورۂ فاتحہ) اور قل ھو اللّٰہ احد اور الھا کم التکاثر پڑھے پھر کہے کہ اے اللہ! میں نے آپ کے کلام سے جو کچھ پڑھا، اس کا ثواب قبرستان کے ایماندار مردوں اور عورتوں کو بخش دیا، تو وہ سارے قبرستان والے

اللہ تعالیٰ کے ہاں اس (پڑھنے والے) کے لئے سفارشی ہوں گے۔ (شرح الصدور)

اسم اعظم

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو پڑھتے ہوئے سنا (وہ پڑھ رہا تھا):

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ أَنْتَ اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ سے اس اسم اعظم کے ذریعے سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعے سوال کیا جاتا ہے تو پورا کیا جاتا ہے اور جب اس کے ذریعے دعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ)

سورۂ اخلاص جس کے فضائل اوپر ذکر ہوئے مع ترجمہ یہ ہے:

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۝ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۝

آپ کہہ دیجئے! وہ اللہ پاک ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا گیا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔

تمت بحمد للہ و المنۃ وصلی اللہ علی حبیبہ و آلہ وسلم دائماً ابداً

سورۂ ملک

عذاب قبر سے بچانے والی ہے

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب

محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز

۱۸۰/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی بیانات : جلد نمبر : ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْم ط

سورۂ ملک عذابِ قبر سے بچانے والی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَاوَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَاوَمَوْلَا نَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً۔

أَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ہ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ہ وَ ھُوَالْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ہ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ۔

تمہید

میرے قابلِ احترام بزرگو اور دوستو! گذشتہ منگل کو سورۂ یٰسین کی فضیلت تفصیل سے عرض کردی تھی۔ آج ایک دوسری سورۃ جو سورۂ یٰسین سے چھوٹی ہے، اور دو رکوع پر مشتمل ہے جسے سورۃ الملک کہتے ہیں، آج اس کی فضیلت عرض کرنے کا ارادہ ہے،

فضیلت بیان کرنے کا مقصد

اس کی فضیلت بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی فضیلت سننے کے بعد ہم مرتے دم تک اس کے عامل بن جائیں اور اس سورۃ کو زندگی کے معمولات میں شامل کرلیں اور سونے سے پہلے ایک مرتبہ اس سورۃ کو پڑھ لیا کریں، سونے سے پہلے پڑھنا بہتر ہے، البتہ مغرب کے بعد اور عشاء کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں، اگر سوتے وقت پڑھنے میں نیند آنے کا خطرہ ہو تو اس خطرہ سے بچنا ضروری ہے، تاکہ معمول کا ناغہ نہ ہو اور اس ناغہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لیٹ کر پڑھنے میں نیند آجاتی ہو تو بیٹھ کر پڑھ لیں اور اگر بیٹھ کر پڑھنے میں نیند آتی ہو تو کھڑے ہو کر پڑھ لیں اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں نیند آتی ہو تو ٹہل ٹہل کر پڑھ لیں لیکن ناغہ نہ کریں، جب آدمی کے دل میں کسی معمول کی اہمیت بیٹھ جاتی ہے اور اس کی قدر دل میں جم جاتی ہے تو پھر اس معمول کا ناغہ نہیں ہوتا اور جس معمول کی

دل میں اہمیت اور قدر نہیں ہوتی، عام طور پر اس معمول کو پورا کرنے میں غفلت اور لاپرواہی ہوتی ہے۔

مستحبات کی پابندی بھی مطلوب ہے

یاد رکھنا چاہئے کہ چاہے سورۂ یٰسین ہو یا سورۂ ملک، اگرچہ ان کا پڑھنا نفل کے درجے میں ہے اور زیادہ سے زیادہ مستحب ہے، لیکن ان کے فضائل اور فوائد اتنے ہیں کہ ان فضائل اور فوائد کے پیشِ نظر آدمی ان کی پابندی کرے اور بلا عذر ان کو نہ چھوڑے، جس طرح فرائض وواجبات کی ادائیگی پابندی کے ساتھ مطلوب ہے، اسی طرح سنن و مستحبات کی پابندی سے ادائیگی بھی مطلوب ہے، بلکہ جتنے مستحبات اور نوافل ہیں، ان کو اگر کسی عذر کی وجہ سے چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں، لیکن یہ سمجھ کر نہیں چھوڑنا چاہئے کہ یہ کام تو نفلی ہے، مستحب ہے، ہم نہیں کریں گے تو کیا ہوگا، یہ سوچ بہت بری ہے اور اپنے آپ کو محروم کرنے والی سوچ ہے، جس شخص کے ذہن میں یہ سوچ اور فکر ہوگی، وہ فرائض وواجبات بھی مکمل طور پر ادا نہیں کرسکتا، اس کے فرائض وواجبات بھی ناقص اور نامکمل ہوں گے، سنن و مستحبات کا مکمل ہونا تو دور کی بات ہے، اس کا انجام یہ ہوگا کہ اس کے سارے ہی اعمال خراب، ناقص اور ناتمام ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا

اللہ جل شانہ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ خواہ وہ کسی حکم کو فرض کا درجہ دیدیں،

یا واجب کا یا سنت کا یا نفل کا درجہ دیدیں، بندہ کا کام بس اس کا حکم بجالانا ہے، یہ تو ان کی رحمت ہے کہ انہوں نے یہ درجات مقرر فرمادیے جس کے نتیجے میں ہمارے لئے سہولت ہوگئی اور آسانی ہوگئی، اگر سارے ہی حکم فرض ہوتے تو ہمارے لئے کتنی مشکل ہوجاتی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو احکام فرض و واجب نہیں، ان کو بالکل ہی چھوڑ دیا جائے، بلکہ حسب استطاعت قدردانی کے ساتھ ان پر عمل کرتے رہنا چاہئے اور ان کو اپنے معمولات میں داخل کرنا چاہئے۔

سورۂ ملک کی خاص فضیلت

بہرحال! اس سورۂ ملک کے بارے میں احادیث میں ایک خاص بات یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ سورۃ عذاب قبر سے بچانے والی ہے، یہ اس سورۃ کی بہت بڑی فضیلت ہے، اس لئے کہ قبر کا عذاب برحق ہے اور قبر کا ثواب برحق ہے، اور قبر کے عذاب اور ثواب کے اتنے بے شمار واقعات پیش آچکے ہیں کہ اس کے بعد عذاب قبر کا انکار خلاف عقل ہے، جیسے یہ بات خلاف عقل ہے کہ دن میں سورج نہیں نکلتا یا چودھویں رات کو چاند نہیں ہوتا، کوئی آدمی اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے، اسی طرح قبر کا عذاب بھی برحق ہے اور قبر کا ثواب بھی برحق ہے، اگر کوئی شخص قبر کے عذاب یا ثواب کو نہیں مانتا تو ایسا شخص گمراہ ہے اور جب قبر کا عذاب اور ثواب برحق ہے تو جو چیز بھی عذاب قبر سے بچنے کا ذریعہ بنے، وہ

ہمارے لئے نہایت مفید ہے۔

عذاب قبر کا ایک واقعہ

عذاب قبر کا ایک واقعہ اس وقت میرے ذہن میں آرہا ہے، وہ سنا دیتا ہوں، یہ بغداد کا واقعہ ہے، بغداد میں ایک لوہار تھا، اس کا یہ کام تھا کہ وہ پرانا لوہا خریدتا اور اس کو بھٹی میں ڈال کر نرم کرتا، پھر اس کے ذریعہ کیل، کانٹے، چھری، چاقو، درانتیاں اور مختلف اوزار بنا کر بیچتا تھا، اس نے یہ واقعہ سنایا جو کتابوں میں درج ہے کہ ایک مرتبہ میرے پاس ایک شخص لوہے کی بڑی بڑی کیلیں لے کر آیا اور اس کو لا کر مجھے فروخت کر دیں، میں نے خرید لیں اور اس کو پیسے دیدیے، وہ شخص چلا گیا، اس کے بعد میں نے ان کیلوں کو بھٹی کے اندر گرم کیا، تاکہ اس کو نرم کر کے اس کے ذریعہ ضرورت کے مطابق اوزار بناؤں، لیکن میں نے دیکھا کہ آگ کا اس لوہے پر ذرہ برابر اثر نہیں ہو رہا ہے، وہ کیلیں آگ پر گرم کرنے کی وجہ سے آگ کا انگارہ بن گئیں، لیکن جب میں اس پر ہتھوڑے سے چوٹ مارتا ہوں تو اس پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوتا، میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا، اس لئے کہ زندگی میں میں نے کبھی ایسا سخت لوہا نہیں دیکھا، چنانچہ میں ان کیلوں کے ذریعہ دوسرے اوزار بنانے سے عاجز آگیا اور میرے پیسے ضائع ہوگئے۔

میں نے دو چار آدمیوں سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ جس نے یہ کیلیں تمہیں فروخت کی ہیں، اس کو واپس کر دو، میں نے کہا کہ وہ تو بیچ کر چلا

گیا، اب میں اس کو کیسے واپس کروں؟ لوگوں نے کہا کہ ارے وہ شخص بغداد ہی کا رہنے والا ہوگا، تلاش کرو، میں نے اس شخص کو تلاش کرنا شروع کیا، کبھی اس بازار میں تلاش کرتا، کبھی دوسرے بازار میں تلاش کرتا، شاید وہ شخص مجھے مل جائے تو میں اس سے کہوں کہ یہ کیلیں واپس لے جاؤ، یہ میرے کام کی نہیں ہیں اور تم یہ کیلیں کہاں سے لائے تھے؟ چنانچہ ایک دن وہ شخص مجھے ایک دکان پر بیٹھا مل گیا، میں فوراً اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تم جو کیلیں مجھے فروخت کر کے چلے گئے، اللہ کے بندے! وہ معلوم نہیں کس دنیا کا لوہا ہے، وہ پگھل کر نہیں دیتا، تم کہاں سے لائے تھے؟ تم وہ کیلیں واپس لیلو اور میرے پیسے واپس دو، اور سچ سچ بتاؤ کہ تم وہ کیلیں کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا کہ تم نے حقیقت پوچھ لی ہے تو میں تم کو بتا دیتا ہوں، ورنہ یہ بتانے کی بات نہیں ہے۔

پھر اس نے تفصیل بتائی کہ میں دراصل چور ہوں اور قبرستان میں مُردوں کی چوری کرتا ہوں جو مجھے کچھ نہیں کہتے، میں زندوں کی چوری نہیں کرتا، اس لئے کہ وہ پکڑ لیتے ہیں، چنانچہ میں قبر کھولتا ہوں اور جو کچھ اس کے اندر ملتا ہے، لے لیتا ہوں اور اپنا کام چلا لیتا ہوں۔ ایک دن میں نے اپنی عادت کے مطابق ایک پرانی قبر کو کھولا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس مُردے کے سر سے لیکر پاؤں تک اس کی ہڈیوں میں لوہے کی یہ بڑی بڑی کیلیں گڑی ہوئی تھیں۔ العیاذ باللہ۔ پہلے پہل تو میں بھی ڈر گیا اور پھر میں نے ان کیلوں کو نکالنے کی کوشش

کی اس خیال سے کہ ان کو فروخت کر کے اپنا گزارا کروں گا، چنانچہ میں نے زنبور اور پلاس سے ان کیلوں کو نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن یہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں، بالآخر میں نے ایک بڑے پتھر سے اس مُردے کی ایک ایک ہڈی کو چکنا چور کیا، تب یہ نکلیں، اس طرح میں نے یہ کیلیں حاصل کی ہیں۔

یہ درحقیقت اس میت کا عذاب تھا اور یہ عذاب اتنا خوف ناک تھا کہ اس کی ہڈیوں کے اندر لوہے کی کیلیں گاڑی گئی تھیں، قبر کا عذاب اصل تو روح کو ہوتا ہے لیکن ساتھ ساتھ جسم کو بھی ہوتا ہے۔ اور یہ کیلیں دنیا کے لوہے کی نہیں تھیں بلکہ آخرت کے لوہے کی تھیں، اسی وجہ سے دنیا کی آگ نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔

یہ ہے قبر کا عذاب جو برحق ہے، اس سے ہم سب کو ڈرنا چاہیے۔

عذاب قبر سے پناہ مانگو

سرکار دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عذاب قبر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: قبر کے عذاب سے پناہ مانگو، قبر کے عذاب سے پناہ مانگو، قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ انسان کے گناہ انسانوں کو جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں، اگر انسان سچی توبہ نہ کرے اور گناہوں سے باز نہ آئے تو یہ گناہ عذاب قبر میں مبتلا کرنے والے ہیں۔

عذاب قبر نظر آنا ضروری نہیں

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم جب قبر کھولتے ہیں تو ہمیں وہاں کوئی عذاب نظر

نہیں آتا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں قبر کا عذاب نظر آنا ضروری نہیں، اس لئے کہ ہماری نظروں کے سامنے پردہ ہے، لہٰذا قبر میں جو عذاب اور ثواب ہوتا ہے، وہ ہمیں نظر نہیں آتا، اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت اور مصلحت ہے، بلکہ اگر کسی شخص کو قبر کے اندر دفن ہی نہ کیا جائے، مثلاً کوئی شخص آگ میں جل کر کوئلہ ہو جائے اور راکھ بن جائے، یا مثلاً ایکسیڈنٹ (Accident) کے نتیجے میں وہ بالکل قیمہ بن جائے یا سمندر میں ڈوب جائے، پھر بھی اس کو عذابِ قبر ہوگا۔

عذاب وثواب روح کو ہوتا ہے

وجہ اس کی یہ ہے کہ اصل عذاب روح کو ہوتا ہے اور روح کبھی مُردہ نہیں ہوتی اور فنا نہیں ہوتی بلکہ وہ بدستور باقی رہتی ہے اور اسی کو عذاب ہوتا ہے، البتہ اس عذاب وثواب کا تعلق اس کے جسم کے ساتھ بھی قائم کر دیا جاتا ہے، چاہے وہ جسم جہاں کہیں ہو اور جس حالت میں ہو، چاہے اس کے جسم کو جانوروں نے کھالیا ہو یا مچھلیوں نے نگل لیا ہو، وہیں پر اس کو عذاب وثواب کا احساس ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر صورت میں عذاب دینے پر قادر ہیں، اس لئے قبر کے عذاب سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔

گناہوں سے بچنا عذاب قبر سے بچنے کا ذریعہ ہے

اور ہمیں ایسے کاموں کو اختیار کرنا چاہئے جو قبر کے عذاب کو دور کرنے والے ہیں، جن میں سب سے اہم عمل گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہے، جتنا ہم اپنی

آنکھوں کو، اپنے کانوں کو، اپنی زبان کو، اپنے دل کو، اپنے اعضاء کو، اپنے ظاہر کو اور اپنے باطن کو گناہوں سے بچانے کی کوشش میں لگیں گے، یہی عذاب قبر سے بچنے کا اور آخرت کی تکالیف سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، ہمارے دین کا اور ہمارے ایمان کا بھی ہم سے یہی مطالبہ ہے کہ ہم گناہوں سے بچیں، ہم اپنے دین کے اس مطالبے کو پورا کریں، اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔

عذاب قبر کا ایک اور واقعہ

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرے پاس میرے ایک دوست ملنے کے لئے آئے، میں نے ان سے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص کے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، آؤ اس کی تعزیت کرنے چلیں، اس لئے کہ تعزیت کرنا مسلمان کا حق ہے، چنانچہ ہم دونوں اس پڑوسی کے گھر گئے، ہم نے جا کر اس کی تعزیت کی اور اس کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ تم کو صبر کی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ تمہارے بھائی کی مغفرت فرمائے، آمین۔ اور یہ صبر کرنے کا موقع ہے، صبر کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ ہم اس کو تسلی دیتے رہے مگر وہ مسلسل روتا رہا اور اس کو صبر ہی نہیں آرہا تھا بلکہ ہم اس کو جتنی تسلی دیں، وہ اور زیادہ رونا شروع کردیتا، ہم اس کے اس انداز پر بہت حیران ہوئے اور ہم نے اس سے کہا کہ سب کے بھائی مرا کرتے ہیں، کسی کے ماں باپ مرجاتے ہیں، کسی کی اولاد کا انتقال ہوجاتا ہے، کون سا گھر ہے جس میں کسی کا انتقال نہ ہوا ہو؟ لیکن تمہیں اتنا رونا کیوں آرہا ہے؟

اس پر اس نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ میرے ساتھ واقعہ ہی ایسا پیش آیا ہے کہ اس کے نتیجے میں مجھے کسی طرح صبر نہیں آرہا ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اس پر اس نے بتایا کہ قصہ یہ پیش آیا کہ جس وقت ہم اپنے بھائی کو دفنا کر فارغ ہوئے اور قبرستان سے واپس ہوئے تو ابھی ہم چند قدم ہی چلے تھے کہ قبر کے اندر سے میرے بھائی کے چلانے کی آواز آئی اور چیخنے کی ہائے ہائے کرنے کی آواز آئی، میں اس کی آواز سن کر کانپ گیا اور میں نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی آواز ہے، میرے بھائی کو کیا ہوگیا؟ اس وقت سب لوگوں پر خوف طاری ہوگیا اور ایک دوسرے کو خوف سے دیکھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے کہا کہ میں تو اپنے بھائی کی قبر کھولوں گا، لوگوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو، جو ہونا تھا وہ ہوگیا، اب واپس چلو، اتنی دیر میں دوبارہ مجھے اپنے بھائی کی چیخ سنائی دی، اس آواز سے یہ اندازہ ہوا کہ اس کو بہت زیادہ تکلیف ہورہی ہے، میں نے لوگوں سے کہا کہ میں تو قبر کھول کر دیکھوں گا کہ کیا بات ہے؟ ابھی تو میں نے اس کو صحیح سالم قبر میں رکھا ہے، اس کو کیا ہوگیا، لوگوں نے پھر مجھے منع کیا کہ قبر کھولنا ٹھیک نہیں ہے، جو ہونا تھا وہ ہوگیا، اب وہ جانے اور اللہ تعالیٰ جانے، تم گھر واپس چلو، میں نے کہا کہ میں کیسے جاسکتا ہوں، اتنی دیر میں مجھے تیسری مرتبہ اپنے بھائی کی آواز سنائی دی، بس اس وقت میں دیوانہ وار اپنے بھائی کی قبر کی طرف لپکا اور جلدی جلدی اس کی قبر کی مٹی ہٹائی اور قبر کھولی اور اندر کود گیا، اندر

جا کر یہ دیکھا کہ میرے بھائی کے گلے میں انگاروں کا ہار پڑا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے میرا بھائی چیخ رہا ہے اور اس کی تپش اور جلن کی وجہ سے میرا بھائی بے چین اور بے قرار ہے، چنانچہ یہ سوچ کر بے ساختہ میرا ہاتھ آگے بڑھا کہ اس ہار کو دور کر دوں تا کہ میرے بھائی کی تکلیف دور ہو جائے، اب جونہی میرا ہاتھ ان انگاروں کے قریب ہوا تو میرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں جل کر کوئلہ ہو گئیں۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ جیب سے نکال کر دکھایا تو واقعۃً صرف اس کی ہتھیلی باقی تھی اور انگلیاں غائب تھیں۔ اور اس کی وجہ سے میری چیخیں نکل گئیں، پھر میں نے اپنے بھائی کو اسی حالت میں چھوڑا اور قبر سے نکل کر بھاگا، پھر لوگوں نے اس قبر کو دوبارہ بند کر دیا۔

اب ایک طرف تو مجھے اپنے ہاتھ کی سخت تکلیف کا احساس ہو رہا ہے اور اس سے بڑھ کر مجھے بھائی کے عذاب کا خیال آرہا ہے کہ جس کے گلے میں ان انگاروں کا ہار ہے، اس کا کیا حال ہوگا، اس پر کیا بیت رہی ہوگی، اب مجھے کسی طرح کا سکون اور قرار نہیں آرہا ہے۔ بہر حال! قبر کا عذاب برحق ہے، اس لئے اس عذاب سے بچنے کا انتظام سوچنا چاہئے اور یہ انتظام ہمارے دین میں سو فیصد موجود ہے، اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

صرف اعمال قبر میں انسان کے ساتھ جاتے ہیں

جب انسان دنیا سے مر کر قبر میں جاتا ہے تو تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی

ہیں، ایک اس کا مال اس کے ساتھ جاتا ہے (پہلے دور میں جب کسی کا انتقال ہوجاتا تھا تو لوگ اس کا مال اس کی قبر تک لے جاتے اور دفنانے کے بعد اس کو واپس لے آتے تھے، مرتب) دوسرے اس کے اہل وعیال اور دوست واحباب اس کو دفنانے کے لئے ساتھ جاتے ہیں اور دفنانے کے بعد واپس آجاتے ہیں، تیسرے اس کے اعمال اس کے ساتھ جاتے ہیں اور یہ اعمال اس کے ساتھ قبر کے اندر جاتے ہیں۔

مال بے وفا چیز ہے

یہ مال جس کے حاصل کرنے پر انسان سب سے زیادہ محنت کرتا ہے اور اس پر اپنی جان قربان کرتا ہے، اتنا بے وفا ہے کہ انسان کے مرتے ہی یہ دوسروں کا ہوجاتا ہے اور طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتا ہے اور وارثوں کا ہوجاتا ہے، وہ مال جس کے لئے رات دن ایک کئے، پاپڑ بیلے، بھوکا رہا، راتوں کو جاگا، لیکن وہ مال مرتے ہی دوسروں کا ہوجاتا ہے اور ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا کہ چلو اس کی قبر تک اس کے ساتھ چلا جاؤں۔ اس مال کے بارے میں کسی نے بڑا اچھا شعر کہا ہے کہ:

یہ چمن ویراں بھی ہوگا، یہ خبر بلبل کو دو
تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

سوچ لو کہ تم اپنی زندگی کو کس پر قربان کر رہے ہو، کس پر اپنی زندگی کے قیمتی لمحات

خرچ کرر ہے ہو اور ضائع کرر ہے ہو، یہ سب کچھ ختم ہونے والا ہے۔

؎ رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل

یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

یعنی یہ دنیا کی چمک دمک، عیش وعشرت، آرام وراحت، دنیا کا ساز وسامان، یہ انسان کو دھوکے میں ڈالے ہوئے ہیں اور اس کی خاطر انسان دن رات ایک کر دیتا ہے، لیکن اپنی قبر کو عذاب سے پاک کرنے کا اہتمام نہیں کرتا، عذاب سے بچنے کا انتظام نہیں کرتا، قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنانے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ بہار خزاں میں بدلنے والی ہے، موت آتے ہی خزاں سے بدل جائے گی، بعض اوقات زندگی ہی میں خزاں آجاتی ہے، مرنے بعد تو آنی ہی آنی ہے۔ بہرحال! یہ مال بہت بے وفا ہے کہ مرتے ہی وارثوں کا ہو جاتا ہے۔

اہل وعیال بھی مرنے کے بعد کام نہیں آتے

دوسرے اس کے دوست واحباب اور اہل وعیال اور عزیز واقارب، یہ تھوڑی دیر کے لئے رو پیٹ لیں گے اور کہیں گے ہائے ابا کا انتقال ہو گیا اور اس پر آنسو بہائیں گے، کوئی اصلی آنسو بہائے گا، کوئی مصنوعی آنسو بہائے گا، لہٰذا کوئی اس دھوکے میں نہ رہے کہ میرے مرنے بعد میرے بچے مجھے یاد رکھیں گے، میرے لئے ایصالِ ثواب کریں گے، ارے تمہیں جو کچھ کرنا ہے اپنی زندگی میں کر کے چلے جاؤ، آج کل کوئی دوسرے کے لئے کچھ نہیں کرتا الا ماشاء اللہ، کون کس کو یاد

رکھتا ہے۔

نیک آدمی کو لوگ ثواب پہنچاتے ہیں

ہاں، اگر کوئی آخرت کی تیاری کرنے والا بندہ ہے اور وہ اس دنیا میں رہ کر زندگی کے مقصد کو پہچانتا ہے، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی فکر میں رہتا ہے، گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے، بزرگوں سے تعلق رکھتا ہے، اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کرتا ہے، تو وہ چونکہ خود بھی اپنی زندگی میں دوسروں کو یاد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ بھی عطا فرماتے ہیں، جس کے نتیجے میں دوسرے لوگ بھی اس کو مرنے کے بعد یاد رکھتے ہیں۔ جیسے بزرگانِ دین ساری زندگی زندوں اور مُردوں کو ثواب پہنچاتے رہتے ہیں، اور جب ان کا انتقال ہو جاتا ہے تو ان کے متعلقین ان کو یاد رکھتے ہیں، لیکن جو شخص دنیا کمانے میں لگا رہے اور آخرت کو فراموش کردے اور پھر دوسروں سے یہ توقع رکھے کہ ہمارے مرنے کے بعد لوگ ہمیں ثواب پہنچایا کریں گے، یہ محض خام خیالی ہے۔

گھر والے بھی مرنے کے بعد تعلق ختم کر دیتے ہیں

بہر حال! انسان کے گھر والے بھی اس کے مرنے کے بعد کچھ دیر رو پیٹ لیں گے، اس کے بعد یہ کہیں گے کہ اس کو قبرستان لیجاؤ، چاہے مرنے والے سے کتنی محبت ہو، چاہے اس پر کتنے فدا ہوں اور قربان ہوں، لیکن مرتے ہی اس سے ڈرنا شروع کر دیں گے، جس کمرے میں باپ مرا ہوا ہوگا، اس کمرے میں اس کی

بیوی بھی ڈر کے مارے نہیں آئے گی، حالانکہ اس کی وہی دو آنکھیں ہیں، وہی دو کان ہیں، وہی ناک ہے، وہی پیر ہیں، وہی ہاتھ ہیں، وہی زبان ہے، کوئی نئی چیز نہیں ہے، ساری رات وہ مُردہ اس کمرے میں اکیلا پڑا رہے گا، نہ بیوی اس کمرے میں آئے گی اور نہ ہی بچے اس کمرے میں آئیں گے۔ جب ابھی سے اس سے خوف کا یہ حال ہے تو اس کو کون اپنے گھر میں رکھے گا، ہر ایک یہی کہے گا کہ اس کو جلدی سے یہاں سے لے جاؤ اور دفنا دو۔

مرنے والے! عبرت حاصل کر

ارے مرنے والے! تو ان باتوں سے عبرت حاصل کر، تو کیوں اپنے بیوی بچوں میں دل اٹکاتا ہے، تو کیوں ان کی وجہ سے ٹی وی (TV) دیکھتا ہے اور ان کی وجہ سے حرام اور ناجائز کام کر رہا ہے، ان کی وجہ سے حرام کما رہا ہے، ان کی وجہ سے نمازیں چھوڑ رہا ہے، ان کی وجہ سے ناجائز اور خلافِ شرع کام کیوں کر رہا ہے، وہ تو اتنے بھی وفادار نہیں کہ تیرے مرنے کے بعد تجھ سے محبت کریں، وہ تجھ کو ایک دن بھی گھر میں رکھنے کے لئے تیار نہیں، حالانکہ وہ گھر بھی تیرا ہے۔ اس سے عبرت لینی چاہئے۔

دوست احباب بھی مرنے کے بعد کام نہیں آتے

یہی معاملہ دوستوں کا ہے، کتنا بھی گہرا دوست ہو، کتنا ہی گہرا تعلق ہو، لیکن مرتے ہی وہ کہے گا کہ چلو اس کو مٹی دینے میں شرکت کرلیں اور دنیا کی دوستی کی

آخری حد اس کو قبر کی مٹی دینے تک ہے کہ چلو فلاں کو مٹی دے آئیں۔ ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک قبرستان میں جانے کا موقع ملا تو حضرت والا نے قبرستان میں ایک شعر سنایا :

ے زندگی بھر کی محبت کا صلہ یہ دے گئے
دوست اور احباب آکر مجھ کو مٹی دے گئے

دنیا کے جتنے دوست ہیں جن کی خاطر آدمی جھوٹ سچ ایک کر دیتا ہے، جائز اور ناجائز برابر کر دیتا ہے اور ان کے ساتھ ہنسی مذاق میں نہ جانے کیسے کیسے گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، یہ سب کام یاروں کا دل خوش کرنے کی خاطر کرتا ہے، لیکن ایسے سب دوست بھی اس کے مرنے کے بعد آخری حق دوستی کا یہی سمجھتے ہیں کہ ہم اس کی قبر کی مٹی میں جا کر شریک ہو جائیں اور تین مٹھی بھر کر اس کی قبر پر ڈال دیں، بس دوستی کا حق ادا ہو گیا، اب تو جانے تیرا کام۔

خلاصہ

بہر حال! انسان کا مال بھی واپس آجاتا ہے، عزیز و رشتہ دار اور اہل و عیال اور اولاد بھی قبر تک پہنچا کر واپس آجاتے ہیں، یار دوست بھی قبرستان تک پہنچا کر واپس آجاتے ہیں، اب آگے مرنے والا جانے اور اس کی قبر جانے۔ اب اگر اس نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو فراموش کر کے روپیہ کمانے میں اپنے کو کھپایا تھا اور بیوی بچوں میں اپنا دل اٹکایا تھا اور یار دوستوں میں زندگی

کو برباد کیا تھا تو قبر میں اترتے ہی اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا، ظلمت ہی ظلمت ہوگی، وحشت ہی وحشت ہوگی، قبر کا عذاب اس کا استقبال کرے گا، اس لئے یہ عبرت کا مقام ہے۔

البتہ اس کا عمل اس کے ساتھ قبر میں جائے گا، اگر نیک اعمال کیے تھے تب تو اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی، لیکن اگر اس نے نیک اعمال نہیں کیے تو اس کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی، پھر جیسے انسان کی بداعمالیاں ہوتی ہیں، ویسے ہی عذاب ہوتا ہے۔

سورۂ ''تبارک الذی'' عذابِ قبر کو دور کرتی ہے

اور سورۂ تبارک الذی کی یہ فضیلت بتائی گئی ہے کہ یہ قبر کے عذاب روکنے والی ہے اور قبر کے عذاب کو دور کرنے والی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص قبر کے اندر رکھا جاتا ہے تو اس کے سر کی جانب سے عذاب آتا ہے، میت کا سر اس عذاب سے کہتا ہے کہ خبردار جو تو یہاں سے آگے بڑھا، خبردار جو تم نے اس کو عذاب دینے کی کوشش کی، اس لئے کہ یہ میت ''تبارک الذی'' پڑھنے والے کی ہے، یہاں سے تم کو عذاب دینے کا موقع نہیں مل سکتا، اس لئے پیچھے ہٹ جاؤ۔ وہ عذاب یہ سن کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور گھوم کر میت کے سینے کی جانب سے آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا سینہ اس عذاب سے

کہتا ہے کہ خبر دار جو تو یہاں سے آگے بڑھا اور اس کو عذاب دینے کی کوشش کی، تجھے معلوم کہ یہ "تبارک الذی" پڑھنے والے کی میت ہے، یہاں سے تجھ کو عذاب دینے کا موقع نہیں مل سکتا، دور ہٹ جا، چنانچہ وہ عذاب دور ہٹ جاتا ہے، پھر وہ عذاب میت کے پیروں کی جانب سے آتا ہے، تاکہ وہاں سے اس کو عذاب دے، تو اس کے پیر کہتے ہیں کہ ادھر مت آنا، خبر دار جو تو یہاں سے آگے بڑھا، یہ میت "تبارک الذی" پڑھنے والے کی ہے، اس کو عذاب دینے کی کوئی صورت نہیں ہے، دور ہٹ جا، چنانچہ وہ عذاب دور ہٹ جاتا ہے،

اب بتایئے اس سے بڑھ کر کیا وضاحت ہوسکتی ہے کہ یہ "سورۂ تبارک الذی" کس طرح قبر کے عذاب کو دور کرنے والی ہے اور میت کو قبر کے عذاب سے بچانے والی ہے، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جس رات میں سورۂ "تبارک الذی" پڑھی، وہ رات ثواب کے اعتبار سے عظیم اور مبارک رات ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ یہ ایسی پیاری سورۃ ہے۔

سورۂ ملک زبانی یاد کرلیں

اس لئے ہمیں یہ سورۃ زبانی یاد کرلینی چاہئے اور اگر زبانی یاد نہ ہو تو قرآن شریف میں دیکھ کر پڑھ لینا چاہیے۔ البتہ زبانی یاد ہونے میں یہ فائدہ ہے کہ انسان آسانی کے ساتھ جب چاہے پڑھ سکتا ہے، کیونکہ ہر جگہ اور ہر وقت قرآن شریف پاس نہیں ہوتا اور اگر قرآن شریف موجود بھی ہو تو وضوء کرنے کا موقع ہو یا

نہ ہو، اس لئے زبانی یاد نہ ہونے کی صورت میں کسی روز آدمی اس کو پڑھ لے گا اور کسی دن چھوڑ دے گا، حالانکہ اعمالِ صالحہ جو نفل کے درجے میں ہوں، ان پر مداومت پسندیدہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل پسند ہے جس پر مداومت کی جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔ لہٰذا زبانی یاد ہونے کی صورت میں پابندی سے پڑھنا آسان ہوگا، اس لئے کوشش کریں کہ یہ سورۃ زبانی یاد ہو جائے۔

اس کو یاد کرنے کی ترکیب میں پہلے بھی بتا چکا ہوں، وہ یہ کہ روزانہ ایک آیت یاد کرلیں، کل تیس آیتیں ہیں، ایک مہینے میں انشاء اللہ یہ سورۃ یاد ہو جائے گی۔ بہر حال! جب تک یاد نہ ہو، آپ ناظرہ ہی روزانہ پڑھتے رہیں، لیکن ناغہ نہ کریں، اگر سوتے وقت نہ پڑھ سکیں تو مغرب کے بعد پڑھ لیں یا عصر کے بعد پڑھ لیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ یہ سورۃ ہر مؤمن کے دل میں محفوظ ہو۔ جب ہمارے آقا اس بات کے خواہش مند ہیں تو ہم ان کی اس خواہش پر لبیک کہیں اور اس سورۃ کو زبانی یاد کرلیں اور اس کو روزانہ پڑھنے کا معمول بنالیں۔

یہ سورۃ عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی نے ایک قبر کے اوپر خیمہ لگالیا اور انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے، چنانچہ وہ کسی ایسے شخص کی قبر تھی جو سورہ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کرر ہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے سورۃ پوری ختم کرلی (اور یہ صحابی سنتے رہے، جب یہ ختم ہوگئی تو) وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنا خیمہ قبر کے اوپر لگایا تھا مجھے علم نہیں تھا کہ یہ کوئی قبر ہے، چنانچہ وہ ایسے شخص کی قبر تھی جو سُوْرَۃُ الْمُلْكُ کی تلاوت کرر ہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے پوری سورۃ پڑھ کر ختم کردی (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ (عذاب) کو روکنے والی ہے اور یہ مُنْجِيَة ہے یعنی عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔ (رواہ الترمذی)

عذابِ قبر دور ہونے کا واقعہ

اسی طرح کا ایک واقعہ "نزھۃ البساتین" میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک میت کے ساتھ قبرستان گیا، جب میت کو دفنا کر فارغ ہوئے اور واپس ہونے لگے تو اچانک ایک قبر سے دھماکہ کی آواز سنائی دی، سب لوگ ڈر گئے اور خوف کی وجہ سے سب کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا، ابھی سب لوگ خوف کی وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک وہ قبر پھٹ گئی اور قبر میں سے ایک کالا کتا باہر نکلا، ان بزرگ نے اس کتے سے پوچھا کہ کمبخت تو کون ہے اور یہاں کیا کرنے آیا تھا اور کہاں سے آیا؟ اور یہ دھماکے کی آواز کس کی تھی؟

اس کتے نے جواب دیا کہ میں اس میت کی بداعمالیاں اور گناہ ہوں، مرتے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شکل دیدی جو تم دیکھ رہے ہو اور میں اس کو قبر میں عذاب دینے آیا تھا، جیسے ہی میں عذاب دینے کے لیے اندر داخل ہوا تو اتنے میں سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ تبارک الذی قبر کے اندر آ گئیں اور انہوں نے کہا کہ خبردار! جو تو نے اس کو ہاتھ لگایا، ہم تجھے اس کو عذاب دینے نہیں دیں گے، کیونکہ یہ زندگی میں ہماری تلاوت کرتا تھا، ان کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا، چنانچہ جب میں نے عذاب دینے کی کوشش کی تو انہوں نے وہ گُرز مجھے زور سے مارا، وہ آواز اسی گرز کی تھی، اور اتنے زور سے وہ گُرز مارا کہ میرے لئے قبر سے نکل کر بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا اور مجھے اپنی جان بچانے کی فکر ہوگئی۔

سورۂ ملک پڑھنے کے ساتھ ساتھ نیک اعمال بھی کرے

پھر ان بزرگ نے اپنا یہ واقعہ دوسرے ایک بزرگ کو سنایا تو دوسرے بزرگ نے جو بات ارشاد فرمائی، وہ یاد رکھنے کی بات ہے، فرمایا: یاد رکھو کہ اس مرنے والے کے گناہ مغلوب تھے اور نیکیاں غالب تھیں اور ان نیکیوں میں سرِ فہرست سورۂ یٰسین اور سورۂ تبارک الذی کی تلاوت تھی، تب وہ عذابِ قبر سے بچ گیا، لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا کہ اس کے گناہ غالب اور زیادہ ہوتے اور نیکیاں مغلوب اور کم ہوتیں تو پھر اس کو عذابِ قبر سے کوئی چیز نہ بچاتی، اس کو قبر کا عذاب ہو جاتا، چاہے وہ یٰسین شریف اور سورۂ تبارک الذی کی تلاوت کرتا

ہوتا۔ اس لئے کہ بلاشبہ سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ تبارک الذی کی یہ فضیلت اپنی جگہ برحق ہے کہ وہ عذابِ قبر سے بچاتی ہیں، لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوسرے گناہوں سے بھی بچتا ہو، یہ نہیں کہ آدمی کو جب پتہ چل گیا کہ یہ سورتیں عذابِ قبر سے بچانے والی ہیں تو اب ان سورتوں کی تلاوت کرتا رہے اور گناہوں پر جری ہو جائے اور دن رات گناہوں میں غرق ہو جائے۔

بہر حال! جیسے سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ تبارک الذی کی فضیلت برحق ہے، اور دوسرے نیک اعمال کا ثواب برحق ہے، اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی برحق ہے، جھوٹ بولنے کا یہ عذاب ہے، غیبت کرنے پر یہ عذاب ہے، رشوت لینے کا یہ عذاب ہے، فلاں گناہ کا یہ عذاب ہے، یہ سب بھی برحق ہے، لہٰذا اگر تم نے دونوں کام کیے، نیک اعمال بھی کیے اور گناہ بھی کیے، تو پھر وہاں حساب وکتاب ہوگا، پھر حساب وکتاب کے اعتبار سے اگر تمہارے گناہ زیادہ وزنی ہوئے اور تمہاری طرف سے ان گناہوں پر توبہ بھی نہ ہوئی تو پھر قبر کا عذاب بھی ہوگا اور دوزخ کا عذاب بھی ہوسکتا ہے، پہلے سزا ملے گی اور پھر نیکیوں کی وجہ سے جنت ملے گی، اور اگر کسی شخص نے گناہ بالکل نہیں کیے یا کم کیے اور نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا تو اللہ کے فضل سے وہ شخص عذاب سے بچ جائے گا، اب چاہے اللہ کا وہ فضل سورۂ تبارک الذی کی وجہ سے ہو، یٰسین شریف کی وجہ سے ہو یا کسی اور نیک عمل کی وجہ سے ہو، اس لئے کوئی شخص ان اعمال کے فضائل سن کر دھوکے میں نہ

رہے کہ صرف یہ سورتیں پڑھتا رہوں اور سب گناہ بھی کرتا رہوں، یہ نفس و شیطان کا دھوکہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

نجات کا راستہ

البتہ یہ کریں کہ نیکیاں بھی کریں اور گناہوں سے بھی بچیں اور غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے رہیں تو یہ نجات کا راستہ ہے، اس لئے ہمیں اپنے معمولات میں صبح کے وقت ایک مرتبہ سورۂ یٰسین شریف پڑھنی چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ شام کو بھی ایک مرتبہ پڑھ لیں اور سونے سے پہلے ایک مرتبہ سورۂ تبارک الذی پڑھنی چاہئے اور گناہوں سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیے اور اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل خاص اور کرمِ خاص فرمائے اور دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہمارے ظاہر و باطن کی اصلاح فرمائے، آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل سورۂ ملک

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ!

سورۂ ملک بڑی مبارک سورۃ ہے، احادیث میں اس کا بڑا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے، چنانچہ اس کے پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا اس کی برکت سے قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے، اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت کو روزانہ رات کو سونے سے پہلے اس سورۃ کے پڑھنے کا معمول بنانا چاہئے، خواہ دیکھ کر پڑھیں یا زبانی، دونوں طرح درست ہے، اللہ پاک توفیقِ عمل عطا فرمائے، آمین۔

سورۃ لکھنے سے پہلے احادیثِ طیبہ میں سے چند فضائل ترغیب کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

سورۂ ملک کے فضائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا معمول

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک (سورۂ) الٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَة اور (سورۂ) تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ نہ پڑھ لیتے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ یہ (سورۃ) ہر مؤمن کے دل میں ہو (زبانی یاد ہو) یعنی سورۂ تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔

(رواہ الحاکم وقال ھذا اسنادہ عند الیمانین صحیح)

بخشش کا ذریعہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) کی ایک سورۃ ہے جس کی تیس آیات ہیں، وہ (اپنے پڑھنے والے) آدمی کے لئے (ایسی) سفارش کرے گی، کہ اس کی بخشش کردی جائے گی (وہ سورۂ) تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (ہے)۔ (رواہ ابو داؤد و الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی تم سے پہلے لوگوں میں سے تھا، وہ فوت ہوا، اس کے پاس (سورۃ) تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ کے سوا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کچھ نہ تھا، اسے جب قبر میں دفن کیا گیا تو اس کے پاس فرشتہ آیا، تو سورۃ (مُلک) اس (میت) کے چہرے پر پھیل گئی، اس (فرشتے) نے اس (سورۃ) سے کہا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ہے اور میں تجھے ہٹانا نہیں چاہتا، اور نہ ہی میں تیرے اور نہ اس (میت) کے اور نہ ہی اپنے نفس کے نفع ونقصان کا مالک ہوں، تو اگر اس (میت) کے ساتھ اس (خیر) کا ارادہ کر چکی ہے تو تُو پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو اور اس کے لئے سفارش کر، وہ سورۃ پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے میرے پروردگار! بیشک فلاں آدمی (میت مذکورہ) نے تیری کتاب میں سے میرا انتخاب کیا، چنانچہ اس نے مجھے سیکھا اور میری تلاوت کی، کیا آپ اسے آگ سے جلانے والے ہیں اور اسے عذاب دینے والے ہیں حالانکہ میں اس کے اندر ہوں؟ اگر آپ ایسا کرنے والے ہیں (یعنی اسے جلانے اور عذاب دینے والے ہیں) تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو ناراض ہوگئی ہے، اس سورۃ نے عرض کیا کہ مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں ناراض ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو جا! وہ آدمی میں نے تجھے دیا اور میں نے اس کے حق

میں تیری سفارش قبول کر لی۔

پھر اس سورۃ نے کہا کہ خوش آمدید اس منہ کو جس نے میری تلاوت کی اور کہا کہ خوش آمدید اس سینے کو جس نے مجھے محفوظ کیا اور خوش آمدید ان دونوں قدموں کو جنہوں نے میرے ساتھ قیام کیا اور وہ سورۃ اس کو اس کی قبر میں مانوس کرتی ہے تا کہ اس کو وحشت نہ ہو۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تو ہر چھوٹے بڑے، آزاد غلام نے یہ سورۃ سیکھ لی اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام مُنۡجِيَةٌ (نجات دینے والی) رکھا۔

(رواہ ابن عساکر بسند ضعیف)

عذاب قبر سے بچانے والی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے فرمایا: کیا میں تجھے ایسی حدیث تحفہ میں نہ دوں جس سے تو خوش ہو جائے؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: آپ سورۂ تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ پڑھیں اور یہ (سورۃ) آپ اپنے گھر والوں، اپنے تمام بچوں اور ہمسایوں کو سکھائیں، اس لئے کہ یہ (سورۂ ملک) عذابِ قبر سے بچانے والی ہے اور اپنے پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں جھگڑا کرنے والی ہے اور اپنے پڑھنے والے کے لئے جہنم کے

عذاب سے نجات کا مطالبہ کرے گی اور اس کا پڑھنے والا قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ (سورۃ) میری امت کے ہر آدمی کے دل میں ہو۔ (رواہ الطبرانی و الحاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی نے ایک قبر کے اوپر خیمہ لگالیا اور انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے، چنانچہ وہ کسی ایسے شخص کی قبر تھی جو سورۃ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کررہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے سورۃ پوری ختم کرلی (اور یہ صحابی سنتے رہے، جب یہ ختم ہوگئی تو) وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنا خیمہ قبر کے اوپر لگایا تھا، مجھے علم نہیں تھا کہ یہ کوئی قبر ہے، چنانچہ وہ ایسے شخص کی قبر تھی جو سورۃ الْمُلْكُ کی تلاوت کررہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے پوری سورۃ پڑھ کر ختم کردی (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ (عذاب) کو روکنے والی ہے اور یہ مُنجِیَة ہے یعنی عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔

(رواہ الترمذی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ آدمی کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو (عذاب کے فرشتے) اس کے دونوں پاؤں کی طرف سے آتے ہیں، یہ پاؤں کہتے ہیں کہ تمہارے لئے میری

جانب سے کوئی راستہ نہیں ہے، کیونکہ یہ شخص سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، پھر وہ اس کے سینے یا بعض نے کہا کہ پیٹ کی جانب سے آتے ہیں تو وہ (سینہ یا پیٹ) کہتا ہے کہ تمہارے لئے میری طرف سے بھی آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، اس لئے کہ یہ شخص سورۃ الملک کی تلاوت کرتا تھا، پھر وہ اس کے سر کی جانب سے آتے ہیں تو سر کہتا ہے کہ تمہارے لئے میری طرف سے بھی آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، کیونکہ یہ شخص سورۃ الملک پڑھتا تھا، چنانچہ یہ سورۃ مانع ہے، عذابِ قبر کو روکنے والی ہے، اور یہ سورۃ تورات میں بھی ہے، جو شخص اس کو رات میں پڑھے گا وہ ثواب کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو جائے گا اور پاکیزگی کے اعتبار سے بہت بہترین ہوگا۔

(رواہ الحاکم)

سورۂ ملک کا ثواب

حضرت ابو قرصافہ جندرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو شرفِ صحابیت حاصل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ٹوپی اوڑھائی تھی، لوگ ان کے پاس آتے تھے، آپ ان کے لئے دعا کرتے اور برکت کی دعا فرماتے، چنانچہ ان میں حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے روم کے علاقے میں مصروفِ جہاد تھے، حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح سحری کے وقت عسقلان سے اپنے بیٹے کو بلند آواز سے پکارتے،

اے قُرۡ صَافَہ ! نماز (پڑھ) اور جنابِ قُرۡ صَافَہ روم کے علاقے سے جواب دیتے، جی ابا جان ! جناب قُرۡ صَافَہ کے ساتھیوں نے کہا: تیرا ناس ہو تو کس کو آواز دیتا ہے؟ جناب قَرۡ صَافَہ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم ! میرے والد مجھے نماز کے لئے جگاتے ہیں۔ حضرت ابوقُرۡ صافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے بستر پر پہنچ کر سورۂ تَبَارَكَ الَّذِیۡ پڑھے پھر کہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَ رَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَبِحَقِّ كُلِّ اٰيَةٍ اَنْزَلْتَهَا فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنِّیْ تَحِيَّةً وَّ سَلَامًا

چار مرتبہ (پڑھے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو فرشتے مقرر فرماتے ہیں، وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور اس کا یہ (سلام) آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، اس کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری طرف سے فلاں بن فلاں (یعنی سلام بھیجنے والے پر) سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ (طبقات المحدثین باصبہان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص عشاء (کی نماز) کے بعد چار رکعات پڑھے، پہلی دو رکعتوں میں (سورۂ) قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے اور دوسری دو رکعتوں میں (سورۂ) الٓمّٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَۃ اور (سورۂ) تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ پڑھے تو اس کے لئے لیلۃ القدر میں چار رکعات (پڑھنے) کی طرح (ثواب کے اعتبار سے) لکھی جائیں گی (یعنی جتنا ثواب لیلۃ القدر میں چار رکعات پڑھنے پر ملتا ہے، اتنا ہی ثواب اس طرح چار رکعات پڑھنے سے حاصل ہوگا۔ (ذکر الھیثمی فی المجمع)

❁❁❁❁❁❁❁❁

- وضو درست کیجئے
- مسائل غسل
- کامل طریقہ نماز
- خواتین کا طریقہ نماز
- صف بندی کی اہمیت
- بڑوں کی صف میں بچوں کی شمولیت
- صلوٰۃ التسبیح کے فضائل و مسائل
- ماہِ رمضان کے فضائل و مسائل
- تراویح کے اہم مسائل
- رسم شبینہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

فقہی رسائل

جلد دوم

- مسائلِ اعتکاف
- منکراتِ عید
- عید کارڈ
- قربانی کے فضائل ومسائل
- عمرہ کا آسان طریقہ
- حج وعمرہ
- خواتین کا حج
- حج وعمرہ قدم بقدم

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

میمن اسلامک پبلشرز

مکمل ۲ جلدیں

جلد اوّل

اصلاحی مجالس

بسلسلہ تہذیبِ اخلاق و تربیتِ باطن

- تصوف کی حقیقت
- مجاہدہ و ریاضت
- بدنظری اور اس کا علاج
- غیبت اور اس کا علاج
- بدگمانی اور اس کا علاج
- تجسس اور اس کا علاج
- تکبر اور اس کا علاج

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

میمن اسلامک پبلشرز

مکمل ۵ جلدیں